

الفِرقَنَا  
(اَرُوو)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

المکتابۃ السلفیۃ

شیش محلہ روڈ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔



مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)



کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل



اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔



ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔



﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

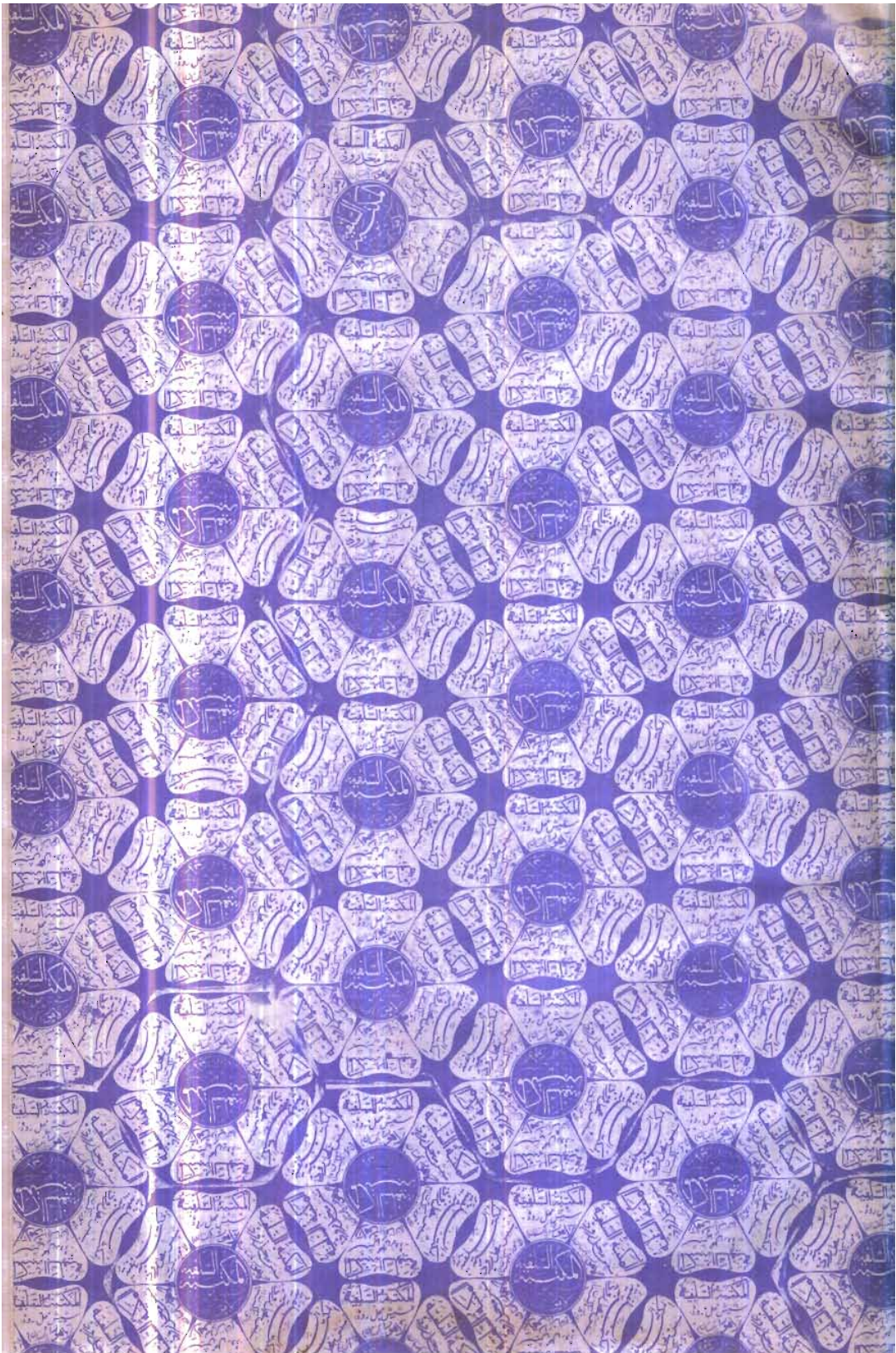
نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔



[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)







# الفرقنا

بین

أولياء الرحمن وأولياء الشيطان  
(أردو)

تالیف

شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن عبد سلیم ابن تمیمیہ قادری

ترجمہ

مولانا غلام ربانی مرحوم

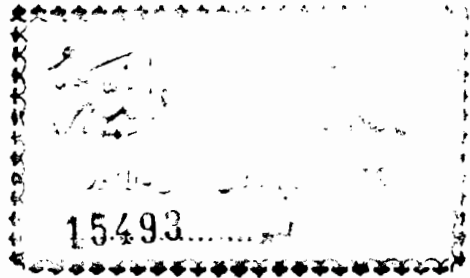
المکتبۃ السلفیۃ شیش محلہ اودھو

پاکستان

265  
ا-ن-ف

الطبعة الاولى — (1100)  
ناشر — المكتبة السلفية بلاهور  
اهتم بطبعه ونشره — احمد شاكر  
طبع في — كاسموبرينتند بلاهور

رجب المرجب 1398 هـ  
جولائی 1948 ع



# فہرست مضامین الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۴۰	مقربین	۵	حمد و نعت
۴۱	مقتصدین	۶	پسے اور جھوٹے اولیاء میں تمیز آیات {
۴۱	انبیاء کی دو قسمیں - عید و رسول {	۱۲	شرعیہ سے فصل
۴۲	اور ملک و نبی {	۱۲	اولیاء اللہ کے اوصاف و احادیث سے
۴۳	اولیاء اللہ کے درجے	۱۵	ولی کے لغوی اور اصطلاحی معنی
۴۴	حقیقت ایمان و کفر	۱۶	افضل اولیاء اللہ کون ہیں؟
۴۸	ایمان مفصل و مجمل کی تعریف	۱۸	ولی کی تعریف حسن بصری کی زبان سے
۴۹	بعض اہل جنت کی بعض پر فضیلت	۲۱	اطاعت رسول سے کوئی شخص {
۵۳	مجنون ولی نہیں ہو سکتا	۲۲	سنٹھتے انہیں
۵۵	اتباع رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں	۲۳	اصحابِ صفہ کے متعلق غلط فہمیاں
۵۶	عزت لوگ مخلوق کے اندر ہی {	۲۳	انصار اہل صفہ میں سے نہیں تھے
۵۶	چھپے رہتے ہیں	۲۵	عالم انہی کی رسالت پر ہیود و نصاریٰ {
۵۷	صوفی کی وجہ تسمیہ	۲۵	کا جزوی ایمان
۵۸	فضیلت کا معیار تقویٰ ہی ہے	۲۶	ایمان کی شرطیں
۵۹	لفظ فقر کی تحقیق	۲۸	توسل رسول کی حدود
۶۰	جہاد و صغر و جہاد اکبر	۲۸	سکندریں قیلقوس اور ذوالقرنین
۶۳	معاذ پر انوار نبوی کی بارانِ رحمت	۲۹	ایمان کے بغیر اجتناب و موجب {
۶۵	داعیٰ عمومی ممنوع ہے	۲۹	فلاح نہیں ہو سکتا
۶۶	اولیاء اللہ معلوم نہیں ہو سکتے	۲۹	شیطانِ شہدے
۶۸	الہام کی صحت کا معیار	۳۰	ذکر الہی کی تعریف
۶۹	غلط اجتناب و یا غلط الہام ولایت {	۳۱	ایمان کے جسم میں نفاق {
۶۹	کا منافی نہیں	۳۲	کے جراثیم
۷۲	صدیق کو محدث پر کہیں ترجیح حاصل ہے		اولیاء اللہ کے دو طبقے
۷۳	انبیاء اور اولیاء میں فرق		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۱۳	منصیت کی صحیح تعریف	۷۷	حضرت سلیمان وارانہ کا قول
۱۱۹	لفظ صحیح کا منطوق	۷۷	حضرت جنید کا قول
۱۲۲	حقائق دینیہ و کونیہ	۷۷	ابو عثمان نیشاپوری کا قول
۱۳۰	مشہد تعذیر	۸۳	مبذوب نجاست سے پرہیز نہیں کرتا
۱۳۷	محبشر بیوں کی تین قسمیں	۸۶	تمام انبیاء کا دین واحد ہے
۱۳۹	ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام	۹۱	خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء
۱۴۰	اولیاء اللہ اور اعدائے اللہ میں فرق	۹۲	انبیاء اولیاء سے افضل ہیں
۱۵۷	معجزات نبی صلعم	۹۳	دو مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں
۱۵۸	کرامات صحابہ و تابعین	۹۳	خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقابلہ
۱۶۱	ابو سلم خولانی کی کرامات	۹۴	عقول عشرہ کی حقیقت
۱۶۱	عامر بن قیس کی کرامات	۹۵	نبوت کی فلسفیانہ تشریح
۱۶۲	صلہ بن شمیم کی کرامات	۹۶	اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے
۱۶۳	انفراوی کرامات نقص دلالت کی علامت ہیں	۹۸	فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی
۱۶۵	چند جھوٹے نبیوں کی کرامتیں	۱۰۰	مسئلہ شفاعت
۱۶۶	شیطان کو بھگانے والی آیت	۱۰۷	شیطانی وحی
۱۶۷	شیطانی شبہات	۱۰۸	ابن عربی اور حضرت جنید
۱۶۸	کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق	۱۰۹	فلسفی صوفیوں کی انسوستانک
۱۷۹	قوالی	۱۱۰	بے باکی
۱۸۵	اشس و جن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے	۱۱۱	صدر قونوی کی نئی چال
		۱۱۳	طلول اور اتحاد
			معصیت کی غلط تعریف

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمد و نعت

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہدایت اور مغفرت کے طالب ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی راستے پر لگانے والا نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جنہیں اس نے ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دوزخوں پر غالب رکھے۔ اور اس دین کی سچائی کے لئے خدا کا کافی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرب نیامت میں انعامات الہی کی بشارت دی ہے اور عذاب قہاری سے ڈرانے کے لئے بھیجا۔ اور اس لئے بھیجا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ الغرض آپ وہ چرخ عالم افروز ہیں جن کے وجود و سعادت کی بدولت کائنات کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا۔ سو اس کے ذریعے سے اپنے لوگوں کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راستے پر چلایا۔ اندھنوں سے نجات دلا کر بینا کر دیا اور بُرائی کے گڑھوں سے نکال کر بھلائی کی مبارک بلندیوں پر پہنچایا۔ اندھی آنکھیں کھلنے لگیں۔ بہرے کان سننے لگے۔ چن دلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے وہ حقائق کی بصیرت افروز اور نورانی فضا میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اسی دین کے ذریعے سے آپ نے حق اور باطل کو جدا کر کے دکھا دیا، ہدایت اور گمراہی، نیکی اور بُرائی۔ مومنین اور کفار۔ نیک بخت اہل جنت اور بد بخت اہل دوزخ میں امتیاز پیدا



کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں فرق بتا دیا۔ چنانچہ جس کیلئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو وہ بے شک رحمن کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے تو وہ شیطان کا دوست ہے۔

سچے اور جھوٹے اولیاء میں تیز آیات شریفہ سے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیان فرما رہا ہے کہ لوگوں میں سے خدا کے دوست بھی ہیں اور شیطان کے دوست بھی۔ اور اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے مابین جو فرق ہے وہ بھی ظاہر کر دیا فرمایا۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نزلتِ خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آرزوہ خاطر ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔ ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خدا کی باتوں میں فرق نہیں آتا یہی بڑی کامیابی ہے۔

الْاٰیٰتِ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ  
وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ - الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا  
وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ - لَهُمُ الْبُشْرٰی  
فِی الْحَیٰوٰةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا  
تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ  
هُوَ الْقُوْدُ الْعَظِیْمُ۔

(پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ انہیں تارکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے حامی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ وہی دوزخی ہیں اور وہی دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

اللّٰهُ وَرِیٰحِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النَّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَدْرِیْآءُ هُمْ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْهُمْ مِّنَ النَّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا حٰلِدُوْنَ۔ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ

یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا

لوگ تمہاری مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم سے کوئی ان کو دوست بنا گیا تو بیشک وہ بھی انہی میں کا ایک ہے۔ کیونکہ خدا سے ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ تو اسے پیغمبر جن لوگوں کے دل میں بے ایمانی کا روگ ہے۔ تم ان کو کچھ کرنا کہنے دوست بنانے میں بڑی جلدی کرتے ہیں کتنے کیا ہیں کہ ہم کو تو اس بات کا ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹھے بیٹھائے ہم کسی مصیبت کے پھیر میں آجائیں۔ سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ مسلمانوں کی فتح یا کوئی امر اپنی طرف سے ظاہر کریگا۔ تو اس وقت یہ منافق اس بدگمانی پر جو اسلام کے مخالفوں کی صداقت کی نسبت پسینے دلوں میں چھپاتے تھے پشیمان ہونگے اور اس سے مسلمانوں پر ان کا نفاق کھل جائیگا۔ تو مسلمان ان کے حال پر افسوس کرتے آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے اللہ کی تمہیں کھاتے اور ہم سے کما کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور اللہ انہی کو اللہ کی تائید میں کوشش کرتے تھے۔ تو ان کا سارا کیا دھرا ضائع ہوا اور سراسر نقصان میں آگئے۔ مسلمانو تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام سے پھر جائے تو خدا کو اس کی ذمہ داری پر واہ نہیں۔ وہ ایسے لوگ لا موجود کر گیا جو کہ وہ دوست رکھتا ہو گا اور وہ اس کو دوست رکھنے ہونگے۔ مسلمانوں کے ساتھ نرم کا دل کیساتھ کرے۔

الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ  
 أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ  
 مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا  
 يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - فَتَرَى  
 الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ  
 يُسٰوِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشَى  
 اَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ  
 اَنْ يَّآتِيَ بِآلِ فُلَانٍ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ  
 عِنْدِهٖ فَيُضْحِكُوْا عَلٰى مَا اَسْرَدُوْا فِيْ  
 اَنْفُسِهِمْ فَتَادِمِيْنَ - وَيَعْتَوِلُوْ  
 الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَهْوَالِيَ الَّذِيْنَ  
 اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ  
 لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا  
 خٰسِرِيْنَ - يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
 يٰرْتَدَّ مِنْكُمْ عَن دِيْنِهٖ فَسَوْفَ  
 يٰتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَہٗ  
 اِذْ لَتَّيْتُمْ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ  
 عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ - يَجٰهِدُوْنَ فِيْ  
 سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَجْتَاوُنَ لَوْمَةَ  
 لَآئِمَةٍ - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ  
 مَن يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَّاسِعٌ عَلِيْمٌ - اِنَّمَا  
 وَلِيُّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
 الَّذِيْنَ يَفْعَلُوْنَ الصّٰلٰةَ وَيُوْتُوْنَ

اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑا دینے۔ اور کسی طاقت  
کرنیوالے کی طاقت کا کچھ باک نہیں کھینکے۔ جو بھی  
خدا کا ایک فضل ہے جسکو چاہے دے۔ اور اللہ  
کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اور وہ سب کے حال

الزَّكَاةَ وَهُمْ ذَاكِرُونَ - وَمَنْ يَتَوَلَّ  
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ  
حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ -  
(پہ ۱۲)

سے واقف ہے۔ مسلمانوں تمہارے تو یہی دوست ہیں اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ  
مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کے لگے جھکے رہتے  
ہیں۔ اور جو اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہو گا وہی لگا۔ تو وہ اللہ  
والا ہے۔ اور اللہ والوں ہی کا بول بالا ہے۔

اور فرمایا:-

اس سے ثابت ہو گا کہ سب اختیار خدا کے ہر حق ہی  
کو حاصل ہے وہی اچھا تو اب دیکھنے والا اور آخر کار  
وہی اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

هَذَا لِكُتَابِ الْوَالِيَةِ لِلَّهِ الْحَقُّ هُوَ خَيْرٌ  
ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا -  
(پہ ۱۳)

شیطان کے دوستوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے خدا کی  
پناہ مانگ لیا کرو ایمان والوں اور اپنے پروردگار  
پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا قابو نہیں چلتا اس  
کا قابو ان لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے دوستی پیدا  
کرتے ہیں اور جو خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے  
ہیں۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ  
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، إِنَّهُ  
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، إِنَّمَا سُلْطَانُهُ  
عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَهُ وَالَّذِينَ هُمُ  
بِهِ شُرَكَاءُ - ۱ پہ ۱۴

اور فرمایا:-

جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے  
ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں  
اس لئے شیطان کے دوستوں کے ساتھ خوب

الَّذِينَ آمَنُوا يَتَوَكَّلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَيْعَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ تَهْتَكُونَ  
فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ



لوگو۔ شیطان کی تدریس میں بودی ہیں۔

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا۔ (پ ۷ ع)

اور فرمایا۔

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سبھی نے سجدہ کیا۔ ابلیس جنات کی قسم سے تھا اپنے پرورگا کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا اسے اور اس کی نسل کو اپنے دوست بناتے ہو اور مجھے چھوڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کو پہلی بدل ملتا ہے

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدَاوَةٌ بِئْسَ إِعْتَابًا لِلْإِنْسَانِ (پ ۷ ع)

(پ ۷ ع)

اور فرمایا۔

اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح گھاٹے میں آگیا۔

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا (پ ۷ ع)

اور فرمایا۔

یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور بھی زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کو کافی ہے اور وہ بہت پھسا کار ساز ہے۔ پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ اور اس کے فضل سے واپس آئے۔ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی

الَّذِينَ قَالُوا لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ دِيَارِهِمْ فَأَتَىٰ الْفِرْعَوْنَ فَوَجَدُوكُمْ حُمُلًا ضَالِّينَ۔ قَالَ إِنَّ لَكُمْ لَعَلْفًا لَوْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔ (پ ۷ ع)

کی جستجو کی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ شیطان ہی تمہیں اپنے دوستوں کا

ڈراوا دکھاتا ہے۔ اگر تم مومن ہو تو ان سے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرو

اور فرمایا:-

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ  
لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ، وَإِذَا فَعَلُوا  
فَاجِسَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهِمُ آيَاتِنَا  
وَاللَّهُ أَمْرًا بِهَا قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ  
بِالْغَيْبِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا  
تَعْمَلُونَ - قُلْ أَمْرٌ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَ  
اقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ  
وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ - كَمَا  
بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ فَرِيقًا هَدَى  
وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةَ إِنَّهُمْ  
اِخْتَارُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ  
دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ  
مُهْتَدُونَ - (پ ۱۰ ع)

ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا یار بنا !  
ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب کبھی کسی  
بیجا حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں  
کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طریقے پر چلنے  
پایا۔ اور اللہ نے ہم کو اس کی اجازت دی  
ہے۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اللہ تو بجا  
کام کی اجازت دیتا نہیں آیا تم لوگ بے سوچے  
مجھے خدا پر جھوٹ بولتے ہو۔ اے پیغمبر ان لوگوں  
سے کہو کہ میرے پروردگار نے تو ہمیشہ  
ٹھیک اور بجا کام کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا  
ہے کہ ہر ایک نماز کے وقت تم سب خدا  
کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ اور خالص اسی کی  
تائیداری میں نظر رکھ کر اس کو پکارو۔ جس طرح

تم کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اسی طرح تم دوبارہ بھی پیدا ہو گے۔ اسی نے ایک فریق کو  
ہدایت دی اور ایک فریق ہے کہ گمراہی ان کے سر پر سوار رہے۔ ان لوگوں نے  
خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور بائیں ہر سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست

پر ہیں

اور فرمایا:-

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى  
أَوْلِيَاءِهِمْ لِيُعْجِدُوا كُفْرًا -  
(پ ۱۰ ع)

شیطان تو اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں  
میں دوسرے ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے  
کج بھجی کریں

ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا:

اے میرے باپ مجھے ڈر ہے کہ میں آپ خدا  
کے عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں اور شیطان  
کے دوست نہ بن جائیں۔

يَا اَبَتِ اِنِّي اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ  
عَذَابُكَ مِنَ الرَّحْمٰلِيْنَ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ  
رَبِيًّا - (پ ۱۷ ج ۱)  
اور فرمایا:-

مسلمانو اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور  
ہماری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے  
وطن چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں  
کو دوست نہ بناؤ۔ کہ لگوان کی طرف دوستی  
کے نامہ و پیام دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس  
جو خدا کی طرف سے دین حق آیا ہے وہ اس سے  
انکار ہی کر چکے ہیں۔ وہ تو صرف اتنی بات پر  
کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو۔ رسول  
کو اور تم کو گھروں سے نکال رہے ہیں اور تم  
چپکے چپکے ان کی طرف دوستی کے پیام دوڑا رہے  
ہو۔ اور جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ اور جو ظاہر طور  
کرتے ہو ہم سب کو خوب جانتے ہیں۔ اور جو  
تم میں سے ایسا کرے گا۔ تو سمجھ لو کہ وہ سیدھے  
راستے سے بھٹک گیا۔ یہ کافر اگر کہیں تم پر قابو  
پا جائیں۔ تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں  
اور ہاتھ اور زبان دونوں سے تمہارے ساتھ  
برائی کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور ان کی اصلی  
تنہا یہ ہے کہ کاش تم بھی انہی کی طرح کافر ہو جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا  
عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ  
إِلَيْهِمُ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا  
جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ  
وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ  
إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَهُمْ كَمَا دَأَفِي سَبِيلِي  
وَأَبْتَعَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ  
بِالْمُؤَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ  
وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ  
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ - اِنْ  
يَتَّخِفُوكُمْ يُكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَ  
يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسِّنَنُكُمْ  
بِالسُّوءِ دَوْدُ وَالْوَالُوْا تُكْفِرُونَ لَنْ  
تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ  
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ - قَدْ كَانَتْ لَكُمْ  
أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ  
مَعَهُ إِذْ قَالُوا اقْبَلُوْا هَذَا مِنَّا بَرَاءً



قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں ہی تمہارے  
کچھ کام آئیگی اور نہ تمہاری اولاد ہی کچھ کام  
آئیگی۔ اس دن خدا ہی تم میں حق و باطل کا فیصلہ  
کریگا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ خدا اس کو دیکھ  
رہا ہے۔ مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ  
تھے تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا  
ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے  
کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے  
جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ بھی  
سرور کار نہیں۔ ہم تم لوگوں کے عقیدہ و نکتو باطل  
نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کلمہ کھلا عداوت

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ  
اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ  
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى  
تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ إِلَّا قَوْلَ  
إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا أُخْفِيكَ  
وَمَا أُمِدُّكَ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ  
وَبَنَّا عَلَيْكَ قُوْلُنَا وَإِلَيْكَ  
اٰتَيْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ رَبَّنَا  
اٰتَيْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا  
وَاعْتَفِرْنَا رُبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ  
الْحَكِيْمُ (پیشہ ع)

اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے رہیگی جب تک کہ تم ایسے خدا پر ایمان  
نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے اپنے آپ سے اتنی بات تو بے شک کہی کہ تمہارے لئے نفی  
سفرت کی دعا کروں گا اور یوں تمہارے لئے خدا کے آگے میرا کچھ زور تو چلتا نہیں  
لے پروردگار ہم تجھی پر سہم دوسرے کہتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور  
تیری ہی طرف میں لوٹ کر جاتا ہے لے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے زور  
و ظلم کا تھمہ مشق نہ بنا۔ اور لے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر بے شک تو  
زبردست اور حکمت والا ہے۔

## فصل

جب یہ معلوم ہو گیا کہ لوگوں میں رحمن کے دوست بھی ہوتے ہیں اور شیطان  
کے بھی تو ضرور ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ان دونوں میں فرق

بتایا ہے۔ اسی طرح ان میں امتیاز قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزر وہ خاطر ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

الْآيَةُ اَوْ يَأْتِ اللّٰهَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ -

(پک ۱۲)

اولیاء اللہ کے اوصاف احادیث سے

اور صحیح حدیث میں آیا ہے جسے بخاری وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرا دست سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ ٹھکان لی۔ اور فرمایا کہ میں نفس سے جنگ کا اعلان کر دیاں اور جو کچھ میں اپنے بندے پر فرض کر دوں اور وہ اسے ادا کر کے میرا قرب حاصل کرے۔ اور پھر تظلوں کے ذریعے سے قرب حاصل کرتا چلا جائے تو ایک وقت آجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا لاقین بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے چنانچہ وہ مجھ سے سنتا مجھ سے دیکھتا مجھ سے پکڑتا اور مجھ سے

يَقُولُ اللّٰهُ مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ  
بَادَى لِيْ بِالْحُكْمِ اَوْ فَقَدْ اَدْنَتْهُ  
بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ  
اَوْ اِيَّ مَا فَتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ  
عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالتَّوَابِ حَتَّى  
اُحِبَّهُ يَا ذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمِعَهُ  
الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ  
بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَيَرْجُلُهُ  
الَّتِي يَمْشِيْ بِهَا فَيَسْمَعُ وَ يَرَى وَيُبْصِرُ  
وَيَرِي يَبْطِشُ وَيَرِي يَمْسِكُ وَالَّذِي سَأَلْتَنِي  
لَا اَعْطِيْتَهُ وَالَّذِي اسْتَعَاذَنِي لَا اُعِيْدْتُهُ  
وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاَعِيْدُهُ  
تَرَدَّدِيْ عَنْ قَبْعَيْنِ نَفْسِ عَبْدِي  
السُّؤْمِيْنَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ اَكْرَهُ

مَسَاوَاتِهِ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ - | چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں  
ضرور دیتا ہوں اگر مجھ سے پناہ مانگے تو (بخاری وغیرہ)

اسے پناہ دیتا ہوں میں نے کبھی کسی ایسے فعل سے جسے کہ مجھ کو کرنا ہو اس وجہ ترویج  
کیا جتنا کہ اپنے اس بندے کی روح قبض کرنے سے زندہ کرتا ہوں جسے موت پسند  
ہو اور مجھے اس کو تکلیف دینا نا پسند ہو حالانکہ موت سے اسے چھٹکارا بھی نہیں

یہ حدیث ان سب حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے جو اولیاء کے بارے میں  
آئی ہیں رسولی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے کہ بس نے میرے دوست سے  
دشمنی کی اس نے مجھے اعلان جنگ دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے:-

وَإِنِّي لَأَقَارِبُ لِذِيئَارِي كَمَا يَتَّارُ | میں اپنے دوستوں کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح  
الذئب الحرب۔ | ایک غضبناک شیر بدلہ لیتا ہے۔

یعنی جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس سے نہیں ان کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں  
جس طرح شیر شکاریں اپنا بدلہ لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہوتے  
ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے دوستی کرتے ہیں چنانچہ اسی بات کو پسند کرتے ہیں جسے  
وہ پسند کرے اور اس بات کو نا پسند کرتے ہیں جو اسے نا پسند ہو جس چیز سے وہ راضی ہو اس  
سے وہ بھی راضی اور جس پر وہ ناراض ہو اس پر وہ بھی ناراض ہوتے ہیں۔ اسی بات کا حکم کرتے  
ہیں جس کا حکم وہ کرے اور اس بات سے منع کرتے ہیں جو اس نے منع کر دی ہو۔ اسی کو دیتے ہیں  
جسے دینا اس کو پسند ہو اور اس کو دینے سے باز رہتے ہیں جس کو نہ دینا ہی اسے پسند ہو جیسا کہ تریذ  
وغیرہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے:-

أَوْثَقُ الْعُرَامِي فِي الْإِيْمَانِ | ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی اللہ تعالیٰ کے  
الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَالْبُعْضُ فِي اللَّهِ - | لئے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ناراض  
ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں جسے الوداؤ نے روایت کیا ہے فرمایا:  
مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَابْغَضَ لِلَّهِ وَ



کچھ دیا تو اللہ ہی کے لئے اور کسی کو دینے سے روکا تو اللہ  
تعالیٰ ہی کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو اس شخص نے  
اپنا ایمان کامل کر لیا۔

## ولی کا لغوی اور اصطلاحی معنی

ولایت عداوت کی ضد ہے۔ ولایت اصل میں محبت اور قرب کو کہتے ہیں۔ عداوت  
غصے اور دوری کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ولی کو اس لئے ولی کہا جاتا ہے کہ وہ طاعات سے  
موالات کرتا یعنی پے در پے عبادت کرتا ہے۔ لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے۔ ولی وہ ہوتا  
ہے جو قریب ہو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "هَذَا أَيْلِي هَذَا" یعنی یہ چیز اس چیز کے قریب ہے۔ اور  
اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مروی ہے: الْحَقُّوْا الْفِرَاقَ بِنَاصِيَةِ الْفِرَاقِ  
فَمَا أَبْقَتْ میراث پہلے اصحاب الفروض کو دو جو باقی رہے وہ اس مرد کے  
لئے ہو گا جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو۔ ذِكْرُ (مَرْدٍ) كَالْفَرْقِ مرد ہی کے لئے آتا ہے۔ لیکن پھر بھی  
اس کے ساتھ تاکید کے لئے ذکر (مرد) کا لفظ زیادہ فرمایا تاکہ یہ بات کھل کر بیان ہو جائے  
کہ یہ علم مردوں کے ساتھ مختص ہے اور میں مرد اور عورتیں ہر دو شریک نہیں ہیں جیسا کہ زکوٰۃ  
کے بارے میں فرمایا: قَابِلُ بُؤْتِ ذَكَرٍ، ابن لبون کا لفظ خود مذکر ہے۔ تاہم تاکید کے لئے  
پھر ذکر کا لفظ زیادہ کر دیا۔

جب ولی اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا اور غصہ و ناراضگی میں اسی کا تابع رہے جو بات  
اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کا حکم کرے اور جو نا پسند ہو اس سے منع کرے تو اس ولی کا دشمن اللہ تعالیٰ  
کا دشمن ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَا تَتَّخِذْ دُعَادِي وَعَدُوِّي وَعَدُوِّي وَعَدُوِّي  
أَوْلِيَاءَ تَلْفُؤْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمُؤَدَّةِ (پ: ۷۷)

جس نے اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور  
جس نے اس سے دشمنی کی وہ اس سے برسرِ پیکار ہوا۔ اس لئے فرمایا: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا  
فَقَدْ بَادَى لِي بِالْمُحَادَّةِ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف اعلان

جنگ کیا)

## افضل اولیاء اللہ کون لوگ ہیں

اولیاء اللہ میں سے سب سے زیادہ فضیلت انبیاء کو حاصل ہے اور انبیاء میں سب سے زیادہ فضیلت انہیں حاصل ہے جو مرسل ہوں۔ اور مرسل نبیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے اور العزم رسول نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ طہیر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا۔ اور تمہاری طرف بھی ہم نے ہدایت کی وہی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ کو حکم دیا تھا۔ کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

كَمُوحٍ تَكْمُرُ مِنَ الْاَيِّتِ مَا وَصَّيْ بِهٖ  
نُوْحًا وَّ الَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَّمَا  
وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَّمُوسٰى  
وَعِيسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا  
بِهٖۤ (پہلا ج)

اور فرمایا:-

جب ہم نے پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کا وعدہ لیا اور خاص کر تم سے اور نوح اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ان سے پکا وعدہ لیا تاکہ خدا قیامت کے دن سچے لوگوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لئے عذاب و دوزخ طیار کر رکھا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ الْقَبِيْلِ مِيْثَاقَهُمْ  
وَمِنْكَ وَّمِنْ نُّوحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ  
وَّمُوسٰى وَعِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ وَّ  
اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّثَاقًا غَلِيْظًا لِّيَمْتَسِلَ  
الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِيْدٍ قِيْهٍ وَّ اَعَدَّ  
لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا (پہلا ج)

اور اولاء العزم رسولوں میں سب سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور امام المتقین ہیں جو اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔ قیامت کو جب انبیاء اکٹھے ہونگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے امام ہونگے۔ جب ان کا وفد نبی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خطیب ہونگے۔ آپ اس مقام محمود والے ہیں تو پہلی اور پھیلی انتوں کے لئے مرکز تہا و آرزو ہے۔ الحمد کے جھنڈے والے معوض کوڑے کے ساتھی۔ قیامت

کے دن لوگوں کی شفاعت کرنے والے اور صاحب وسیلہ و فضیلت حضور مجتبیٰ علیہ  
 وسلم ہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ فضیلت والی کتاب دے کر بھیجا۔ اور  
 جن کے لئے دین کے راستوں میں سب سے زیادہ فضیلت کا راستہ مخصوص فرمایا جسکی  
 امت کو بہترین امت قرار دیا جو لوگوں کے فائدے کے لئے بعوث کی گئی ہے۔ ان کے لئے اور  
 ان کی امت کے لئے وہ فضائل و محاسن جمع کر دئے جن کی وجہ سے وہ تمام پہلی امتوں سے  
 ممتاز ہو گئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پیدا تو سب سے آخر میں ہوئی لیکن  
 بعوث سب امتوں سے پہلے ہوئی، چنانچہ صحیح حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 یہ قول مبارک ہے:-

ہم آخر میں آنے والے قیامت کے دن آگے جانے والے  
 ہونگے فرق صرف اس قدر ہے کہ انہیں کتاب ہم سے پہلی  
 دی گئی اور ہمیں ان سے پیچھے دی گئی۔ یہ ان کا وہی ہے  
 جس میں ان کا اختلاف پڑ گیا اراد جمعۃ المبارک ہے اللہ  
 تعالیٰ نے ہمیں وہ دن جاویا۔ آپ لوگ اس بات میں  
 بھی ہم سے پیچھے ہوں۔ ہمارا جمعہ ہے۔ ان کا شنبہ جو جمعہ کے  
 دوسرے دن آتا ہے اور نصاب لے کا ایک شنبہ ہے  
 جو جمعہ کے تیسرے دن آتا ہے +

نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ بَيَدِ اللَّهِ أَوْ تَوَالِيكَاتِ  
 مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ  
 فَهَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي اخْتَلَفُوا  
 فِيهِ بَعْضُ الْجُمُعَةِ فَهَذَا نَأْتِ  
 اللَّهُ لَكُمْ - النَّاسُ لَنَا تَبِعُ فِيهِ  
 عَدَا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ عَنِي  
 لِلنَّبَايِ -

نیز فرمایا:

سب سے پہلے زمین قیامت کے دن میرے  
 سامنے سے چھٹیکے۔

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَشَقُّقٌ عَنِّي  
 الْأَرْضُ -

نیز فرمایا:-

میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھولنے کا  
 مطالبہ کروں گا۔ سنتری کہیگا کہ آپ کون ہیں میں  
 کہوں گا کہ میں محمد ہوں وہ کہیگا کہ آپ ہی کا مجھے حکم

أَتِي بَابَ الْجَنَّةِ فَاسْتَفْتَحَ  
 فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ ؟  
 فَأَقُولُ أَنَا مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ



أَمَرْتُ أَنْ لَا تَفْخَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ“ فرمایا گیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے روزہ نہ  
(الحدیث) کھولوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے فضائل بہت ہیں۔ اور جب سے  
اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق  
بنانے کا ذمہ دار کیا۔ اس لئے کوئی شخص اس وقت تک فخریم مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس پر ایمان نہ لائے۔ اور ظاہر و باطن ان  
کا اتباع نہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا دعوے کرے۔ اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ جو ان سے مخالفت ہو  
وہ تو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور شیطان کے دوستوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي | لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ  
يُحِبُّبِكُمْ اللَّهُ“ (پت ۱۲) میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

### ولی کی تعریف حسن بصریؒ کی زبان سے

حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دعوے کیا کہ ہم اللہ سے محبت  
کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ان کے امتحان کے لئے نازل فرمائی۔ اور اس میں یہ  
بیان کر دیا کہ جو شخص رسول کا اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ  
تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ سے  
غائب ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگ دل میں اپنے متعلق یا کسی اور کے  
متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں سے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اولیاء اللہ نہیں  
ہوتے۔ یہود و نصاریٰ بھی تو اس کے دعویٰ ہیں کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب ہیں اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ  
بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ۔  
لے رسول ان سے کہو کہ اگر تم خدا کے جیسے ہی  
پیارے ہو تو تمہیں ہزارے گناہوں کے عوض عذاب  
کیوں دیتا ہے۔ بلکہ تم خدا کی مخلوقات میں بشر کے النوع میں سے ایک  
(پت ۷)

نوع ہوا اور بس -

اور فرمایا:-

وَقَالُوا لَنْ نَبْدُخُلَ الْجَنَّةَ  
إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَى  
يَتْلُكَ أَمْ آتَيْتَهُمْ، قُلْ هَاتُوا  
بُرْهَانَ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ  
بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ  
فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا  
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
(پا ۱۳)

اور یہود کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصاریٰ جیسے ہیں کہ  
نصاریٰ کے سوا جنت میں کوئی نہیں جانے پایگا۔ یہ ان  
کے اپنے خیالی پلاؤ ہیں۔ بسے پیغمبران سے کہہ دو کہ اگرچے  
ہر تو اپنی دلیل پیش کر دو۔ بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے  
خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور وہ نیکو کار بھی ہے تو اس  
کیلئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں موجود ہے۔ اور  
آخرت میں ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خون طاری ہو گا اور  
نہ وہ کسی طرح آزرہ خاطر ہونگے۔

مشرکین عرب کا یہ دعوے تھا کہ مکہ میں رہنے اور بیت اللہ کے پڑوسی ہونے  
کی وجہ سے ہم خدا کا کلبہ ہیں۔ اور اس کی وجہ سے دوسروں پر اپنی بڑائی جتایا کرتے تھے جیسا  
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ  
لَكُنْتُمْ عَلَىٰ آعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ  
مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْتَكُونَ يَا

ہماری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور تم ان کے  
اگرے قرآن کا شغف بناتے ہوئے پیہودہ ہو کر اس کرتے  
اٹلے پاؤں بھاگتے تھے۔

اور فرمایا:-

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
لِيَكْسِبُوا أَوْ يَفْتَكُوا أَوْ يَخْرُجُوا  
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ  
أَلْمَا كَرِينٍ - وَإِذْ أَتَىٰ عَلَيْهِمْ  
آيَاتُنَا قَالُوا قَاتِلُوا فَمَا نَسْمَعُ لَوْ  
نَشَاءُ لَقُلْنَا يَمْثُلُ هَذَا إِنْ هَذَا

اے پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب کافر تم پر دانا چلانا چاہتے  
تھے۔ تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا تم کو مار ڈالیں۔ یا تم  
کو جلا وطن کر دیں۔ اور حال یہ تھا کہ کافر اپنا دانا کرتے  
تھے اور اللہ اپنا دانا کر رہا تھا۔ اور اللہ سب دانوں کرتے  
دانوں سے بہتر دانا کرنے والا ہے۔ اور جب ہماری  
آیات ان کافروں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہاں

جی ہاں ہم نے سن تو لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس طرح کا توفیق  
 کہہ لیں۔ یہ تو لمحے لوگوں کی کمائیاں ہیں اور بس اور بس  
 پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب ان کافروں نے دعائیں مانگیں  
 کہ یا اللہ اگر یہ دین اسلام ہی دین حق ہے اور تیری طرف  
 سے ارتداد ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے یا ہم پر کوئی  
 اور عذاب دردناک لانا نازل کرو اور خدا ایسا نہیں ہے  
 کہ تم ان لوگوں میں موجود رہو۔ اور وہ تمہارے ہتھ  
 ان لوگوں کو عذاب دے۔ اور خدا ایسا بھی نہیں ہے  
 کہ بعض لوگ کٹا ہونے کی معافی خدا سے مانگتے رہیں اور  
 وہ ان سب کو عذاب دے۔ اور اب کہ تم مدینے  
 ہجرت کر کے چلے آئے تو ان کفار مکہ کا کیا استحقاق رہا۔  
 کہ یہ تو خانہ کعبہ کے جلنے سے مسلمانوں کو روکیں اور  
 خدا ان کو عذاب نہ دے۔ حالانکہ یہ لوگ خدا کے

إِلَّا سَابِطُونَ الْوَالِدِينَ وَإِذْ قَالُوا  
 اللَّهُمَّ إِن كَانَتْ هَذِهِ حَقًّا  
 مِنْ عِنْدِكَ فَامْطِرْنَا حِجَابًا  
 مِنَ السَّمَاءِ أَوْ انزِلْ بِعَذَابِ  
 إِلِيمٍ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ  
 وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ  
 مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ لَا يَسْتَخْفِرُونَ  
 وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ  
 اللَّهُ وَهُمْ يَصِدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ  
 الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ  
 إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ  
 وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ  
 (پ ۱۸ ع)

دوست نہیں ہیں۔ خدا کے دوست صرف وہ ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں لیکن

ان میں کے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا کہ مشرکین میرے دوست نہیں ہیں میرے

دوست متقی لوگ ہیں۔

صحیح میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا اور آپ پوشیدہ جگہ میں نہیں بگڑے اور بلندہ آواز سے فرما رہے تھے کہ فلاں  
 لوگ (مستور نے اپنے اقارب و اعزہ کی ایک جماعت کی طرف اشارہ فرمایا) میرے دوست نہیں  
 ہیں میرے دوست اللہ ہے۔ اور نیکو کار اہل ایمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَحِبُّ الْمُؤْمِنِينَ  
 صَاحِحُ الْمُؤْمِنِينَ : (پ ۱۹ ع)

مومن اس کے دوست ہیں



صلح الومنین سے مراد وہ شخص ہے جو اہل ایمان میں سے ہو اور نیک کام کر نیوالا ہو۔ اور  
مومن و متقی اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور وہ تمام  
لوگ داخل ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کا فخر حاصل کیا تھا۔ یہ لوگ تعداد میں چودہ  
سوتھے اور وہ سب سختی ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
لَا يَدْخُلُ الْمَنَادُ أَحَدًا بِأَيْعِ تَحْتِ | درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ایک  
الشَّجَرَةِ۔ | بھی درخت میں نہ جائیگا۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔ اِنَّ اَوْلِيَاءِ وِى الْمُتَّقُوْنَ اَيْنَ كَانُوْا وَّحَيْثُ كَانُوْا  
و میرے دوست متقی لوگ ہیں کوئی بھی ہو یا کہیں بھی ہو )  
اطاعت رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

کفار میں سے بھی بعض آدمی اس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے دلی ہیں۔ حالانکہ وہ  
دلی نہیں بلکہ اس کے دشمن ہیں۔ اسی طرح منافقین میں سے بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اسلام  
ظاہر کرتے ہیں۔ اور بظاہر لالا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے  
ہیں کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں بلکہ انسان اور جن و دلوں کی طرف بھیجے گئے ہیں جلاںکہ  
باطن میں ان کا عقیدہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں سمجھتے بلکہ  
انہیں دوسرے بادشاہوں کی جنس سے ایک بادشاہ سمجھتے ہیں جس کی لوگ اطاعت کرتے تھے  
وہ لوگوں پر اپنی رائے سے وہ بد بچھاتا تھا۔ یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ تو ہیں  
لیکن ان پر پڑھ لوگوں کی طرف نہ کہ اہل کتاب کی طرف بہت سی ہوں نصاریٰ بھی ایسا ہی کہتے  
ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جو  
خاص دوست ہیں ان کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ وہ اولیاء اللہ ان کی رسالت کے محتاج  
ہیں۔ ان کو خدا کی طرف جانے کا جو راستہ معلوم ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت سے علیحدہ  
ہے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام کی راہ موصل علیہ السلام سے علیحدہ تھی۔ یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے  
وہ تمام چیزیں بلا واسطہ حاصل کر لیتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہو اور ان سے فائدہ ٹھٹھانے  
ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری احکام دے کر بھیجے گئے ہیں۔ ان

ظاہری احکام میں تو ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ ربیے باطنی حقائق سو یہ نہ انہیں دے گئے اور نہ وہ ان سے آگاہ تھے۔ یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کی بہ نسبت ان حقائق کے زیادہ واقف ہیں۔ یا اتنے ہی واقف ہیں جتنے کہ رسول اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ کی راہ پر چلتے کے بغیر ہی واقف ہو گئے ہیں۔

### اصحاب صفہ کے متعلق غلط فہمیاں

ان میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحق تھے۔ اور ان کی طرف آپ بھیجے ہی نہیں گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باطنی طور پر اہل صفہ کو وہ سب کچھ وحی کے ذریعے سے بتا دیا تھا جو کہ آپ کو معراج کی رات کو وحی کے ذریعے سے بتایا گیا تھا۔ اس لئے اہل صفہ انکے ہم رتبہ ہو گئے۔

ان لوگوں کو فطر جہالت سے یہ سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کہ واقعہ اسرار تو کم میں ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

<p>وہ خدا مجرور و در ماندگی کے عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کر رکھی تھیں۔</p>	<p>سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ</p> <p>(پہلا آیت)</p>
--	---

اور صفہ مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے شمال کی طرف تھا اس میں وہ مسافر اتر کر تے تھے جن کا نہ کوئی گھر ہوتا تھا اور نہ کوئی دوست ہوتے تھے جن کے ہاں وہ ہمان ٹھہریں۔ مومنین ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا کرتے تھے۔ مدینہ پہنچ کر جب کسی مکان میں کوئی فروکش ہو سکتا ہوتا اور جس کی کوئی جگہ نہ ہوتی تھی وہ مسجد میں اترتا تھا۔ اور جب تک اسے کوئی ایسی جگہ نہ ملتی تھی۔ وہیں ٹھہر رہتا تھا اور اگر جگہ مل جاتی تو وہاں سے چلا جاتا تھا۔ اہل صفہ کوئی معین آدمی نہ تھے جو ہمیشہ صفہ ہی پر رہتے ہوں بلکہ وہ کبھی تھوڑے سے ہو جاتے تھے کبھی زیادہ ہو جاتے تھے۔ ایک شخص کچھ مدت کیلئے وہاں رہتا تھا پھر وہاں سے چلا جاتا تھا اور جو لوگ صفہ میں اترتے تھے وہ تمام مسلمانوں کی جنس سے ہوتے تھے۔ انہیں علم یا دین میں کوئی

استیاری حثیت حاصل نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ ان میں تو ایسے لوگ بھی تھے جو بعد میں اسلام سے چمکے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ عربی قبیلہ کے آدمی مدینہ میں اتر پڑے اب وہ ہونا موافق آئی اور بیمار ہو گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دودھ دینے والی اونٹنیاں منگوائیں۔ اور فرمایا کہ ان کا دودھ اور پینٹاب پیا کر وچنا پھر اس علاج سے وہ تندرست ہو گئے۔ اور جب تندرست ہو گئے۔ تو ساربان کو قتل کر دیا اور اونٹنیوں کو ہانک لے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش کیلئے آدمی بھیجے۔ چنانچہ وہ لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے گئے ان کی آنکھوں میں لوبے کی جلی ہوئی سلاخیں ڈالی گئیں۔ اور انہیں تپتے ہوئے ریگستان میں چھوڑ دیا گیا۔ پانی مانگتے تھے تو نہیں دیا جاتا تھا۔ ان کا قصہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ صفحہ میں اترے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفحہ میں انہی طرح کے لوگ بھی اترتے تھے۔ اور ان میں سعد بن ابی وقاص جیسے اچھے مسلمان بھی اترتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص صفحہ میں اترنے والوں میں سب سے زیادہ افضل تھے۔ پھر وہ چلے گئے تھے اور ابو ہریرہ اور دیگر حضرات علیہم الرضوان انہی جا آ گئے تھے۔ ابو عبد الرحمن سہلی نے اصحاب صفحہ کی تاریخ مرتب کی ہے جس سے اس موضوع پر تفصیلی بحث ہے۔

### انصار اہل صفحہ میں سے نہیں تھے

انصار اصحاب صفحہ نہیں تھے۔ اور بڑے بڑے صحابہ میں مثلاً ابو بکر عمر عثمان۔ علی طلحہ زبیر۔ عبد الرحمن بن عوف۔ ابو عبیدہ وغیرہم علیہم الرضوان صفحہ پر کبھی فروکش ہوئے ایک روایت ہے کہ منیرہ ابن شعبہ کا ایک لڑکا صفحہ میں اتر گیا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ لڑکاسات اکابر اقطاب میں سے ہے۔ مگر اس حدیث کے جھوٹا ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے گو ابو نعیم نے اسے حلیہ میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح جنتی حدیثیں بھی اولیاء ایماں۔ نجار اذناد اور اقطاب کی تعداد کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں۔ مگر جن میں ان کی تعداد چار یا سات یا بارہ یا پچالیس یا ستر یا تین سو یا تین سو تیرہ بتائی گئی ہے یا یہ بتایا گیا ہے کہ قطب ایک ہے۔ ان میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا ثابت ہو۔ اور ان الفاظ میں سے کوئی بھی بجز لفظ ہلال کے سلف صالحین کی زبان پر نہیں آیا۔

ان کے متعلق یہ بھی مروی ہے کہ وہ چالیس آدمی ہیں۔ اور وہ شام میں ہیں۔ یہ مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے۔ اور یہ منقطع ہے اس کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ مسلم ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کے رفقاء جو کہ صحابہ میں سے تھے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے افضل تھے۔ یہ تو ہونیں سکتا کہ تمام لوگوں میں جو آدمی افضل ہوں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں نہ ہوں اور حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں ہوں۔ صحیحین میں ابو سعید کی روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث منقول ہے کہ حضور نے فرمایا:۔۔۔

<p>جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گا تو ایک گروہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیگا جس طرح تیرکان سے نکل جاتا ہے ان دین سے نکلنے والوں کو وہ جماعت قتل کی گئی جو حق سے قریب تر ہوگی۔</p>	<p>تَمَرُّقُ مَا رَقَّتْ مِنْ الدِّينِ عَلَى حِينَ فُرِقَتْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَفْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ (صحیحین)</p>
--	---

یہ بارقین فرقہ وریہ کے خوارج تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں مسلمانوں کے باہر اختلاف پیدا ہوا تو یہ دین سے نکل گئے۔ تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ حدیث صحیح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں کی یہ نسبت حق سے زیادہ قریب تھے۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابدال علیؑ کیمپ کو چھوڑ کر اونے کیمپ میں ملک شام میں شامل ہو جائیں۔ اسی طرح وہ حدیث ہے جسے بعض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یعنی یہ کہ کسی شخص نے یہ شعر پڑھے:۔

<p>لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةٌ اَهْمَوِي كَيْدِي اِلَّا الْجَبِيْبَ الَّذِي شَغَفْتُ بِهِ</p>	<p>فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا سَاقِ فَعِنْدَكَ دُنْيِي وَتَرْبِيَّتِي</p>
---	---

محبت کا سانپ میرے جگر کو ڈس گیا ہے۔ اس کا علاج نہ طیب ہے نہ ہو سکتا ہے اور نہ تعویذ گنتہ لکھنے والے سے۔ ان اگلاس کا علاج کرنے والا کوئی ہے تو وہ محبوب ہے جب میں شیدا ہوں۔ اسی کے پاس میرا بھارا پھونک ہے۔ لوہی کے پاس میرے نہ کلایا حق ہے اور ان شعروں کو سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وجد طاری ہو گیا جسے کہ چاد حضور کے



دوش مبارک سے گریزی۔

علم حدیث کے جاننے والوں نے بہ اتفاق اس حدیث کو جھوٹا کہا ہے اور اس سے بھی زیادہ جھوٹی روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ان میں سے ایک ٹکڑا حبیبیل علیہ السلام نے اٹھا کر عرش پر لٹکا دیا۔ یہ اور اس طرح کی حدیثیں ایسی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و واقفیت رکھنے والے آدمیوں کے نزدیک سفید ترین جھوٹ ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما ہم باتیں کر رہے تھے! میں ان دونوں میں زہمی کی طرح تھا یہ جھوٹ اور بناؤٹی حدیث ہے۔ علماء حدیث اس کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں۔“

مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ جو شخص رسالت عامہ کا ظاہر میں اقرار کرے اور باطن میں اس کا عقیدہ اسکے مخالف ہو تو وہ منافق ہو گا۔ اور اگر وہ باطن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی شریعت کا منکر ہونے کے باوجود اپنے یا اپنی طرح کے دوسرے آدمیوں کو اولیاء اللہ سمجھتا تو اس کی وجہ یا تو عناد ہو گا یا جہالت ہو گی۔

خاتم النبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ کا جزوی ایمان

چنانچہ بعض یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ لیکن کتنے ہیں کہ آپ اہل کتاب کی طرف نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ ہم پر ان کا اتباع ضروری نہیں اس لئے کہ ہماری طرف ان سے پہلے رسول آچکے ہیں۔ سو یہ تمام لوگ اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہو چکے باوجود سب کے سب کفار ہیں۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کی توصیف اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اس قول سے فرمادی ہے:-

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ، الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یاد رکھو کہ خدا کے دوست ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ننان پر خوف طاری ہو گا اور نہ وہ کسی طرح آزرہ خاطر ہو گئے

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

وَمَا كُنُوا يَتَّقُونَ (پ ۱۲ ع)

## ایمان کی شرطیں

ایمان کی ضروری شرطیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ - اس کے فرشتوں - اس کی کتابوں - اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان ہو جو رسول بھی خدا کا بھیجا ہوا ہو اور جو کتاب بھی خدا کی نازل کی ہوئی ہو سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مسلمانو! تم یہ ہو دو وضارے کو یہ جواب دو کہ تم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور صحیفے جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور موسیٰ و عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں۔ تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی ان ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس ماہ راست پر آگئے۔ اور اگر انحراف کریں۔ تو سمجھو کہ بس وہ تمہاری ضد پر ہیں۔ تو لے پیغمبران کے شر سے خدا کا حفظ و امان تمہارے لئے کافی ہوگا۔ اور وہ سننے والا اور ہر ایک کمال سمجھو اتقن ہے۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نَعْبُدُ بَيْنَ يَدَيْهِمْ شَيْئًا مِّمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ - قَانَ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنَتْ بِهِ قَوْمًا هَادُوا وَإِن تَسْأَلُوا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقِ فَسَيَكْفِيكَمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ -

(پ ۱۲ ع)

اور فرمایا:-

ہمارے یہ پیغمبر محمدؐ اس کتاب کو ملنے میں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی اور دوسرے مسلمان بھی یہ سب کے سب اللہ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو ماتھے میں اور کتے میں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے۔ نیز کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا ہے ہمارے پروردگار تیری مغفرت درکار

إِنَّمَا آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ - لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا

ہے۔ اور نیز ہی طرف پھر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے مطابق۔ اچھے کام کرے گا تو اسی کا فائدہ ہے اور برے کام کرے گا تو ان کا وبال اسی پر لگا لے ہمارے پروردگار ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمیں اس کا مواخذہ نہ کرے۔ اسے ہمارے پروردگار ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ لے ہمارے پروردگار اور ہم پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈال جیسا کھانے کی ہمیں طاقت نہ ہو ہمیں محاف کر ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحمت کرے تو ہمارا آفا ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کرے۔

إِلَّا دُسِعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ  
عَلَيْهَا مَا كَتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا  
إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا  
تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ  
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا  
تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ  
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا  
أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى  
الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ  
رپ ۵۷

اور اسی سورہ کے اول حصے میں فرمایا:-

آلہم یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پر سب گاروں کی راہ نما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور اے پیغمبر جو کتاب تم پر اتاری اور جو تم سے پہلے اتریں۔ ان سب پر ایمان لائے۔ اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے۔

أَلَمْ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى  
لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ  
الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ  
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا  
أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَيَا أَلْخِرَةَ هُمْ  
يُؤْتُونَ، وَأُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ  
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ  
رپ ۵۷

پس ایمان کیلئے یہ مانتا ضروری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام گروہوں جنوں اور آدمیوں کی طرف بھیجا ہے۔ جو شخص ان کے لئے ہوئے شرائع و احکام پر ایمان نہ لائے۔ وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے۔ چو جائیکہ اللہ تعالیٰ کے نفعی اولیاء میں سے ہو۔ اور جو شخص ان کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصے پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے مومن نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں میں جدائی ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض حصے کو ماننے میں اور بعض کو نہیں ماننے اور چاہتے ہیں کہ لنگے درمیان کی کوئی راہ اختیار کریں۔ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب طیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو چھینیں سمجھتے۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جلدان کا اجر دے دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (پٹ ۱۷)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۗ أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَكُنُوا يَوْمَئِذٍ بَيْنَ يَدَيْهِمْ ۗ أُولَٰئِكَ سَوَاءٌ يَوْمَئِذٍ أَجُورُهُمْ ۗ كَانُوا اللَّهُ عَفُورًا ذٰحِيْمًا ۝

### توسل رسول کی حدود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایمان لانے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان انہیں اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے مابین اور امر و نہی۔ وعدہ و وعید اور حلال و حرام کی تبلیغ کا وسیلہ سمجھے جلال وہی ہے جسے اللہ اور اس کا رسول حلال قرار دے اور حرام وہ جس کو اللہ اور اس کا رسول حرام ٹھہرائے دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے شروع کیا ہو جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی دلی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی راہ معلوم ہے تو وہ کافر ہے۔ اور شیطان کا دوست۔

رب اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوقات کو پیدا کرنا انہیں روزی دینا۔ ان کی دعائیں قبول کرنا ان کے دلوں کو ہدایت کرنا۔ و دشمنوں پر انہیں فتح دینا اور دیگر تمام امور جو نافع حاصل کرنے اور نفع کا بین دور کرنے سے متعلق رکھتے ہیں۔ سو یہ تمام باتیں ایک اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف میں ہیں۔ ان کو جن اسباب سے چاہے مہیا کر دیتا ہے۔ اس طرح کی چیزوں میں پیغمبروں کی وساطت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔

### سکندر بن قیس اور ذوالقرنین

پھر خواہ کوئی شخص زہد عبادت اور علم میں کتنی ہی بلندی پر کیوں پہنچ جائے۔ لیکن جب



تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو سکتا ہے۔ علماء یہود و نصاریٰ میں بڑے بڑے علماء اور رؤس تھے۔ عبادت گزار تھے۔ اسی طرح عرب۔ ترکی اور ہندوستان وغیرہ کے مشرکین میں بھی علماء اور عبادت گزار لوگ تھے۔ ہندوستان اور ترکی میں بڑے بڑے حکما ہو گزرے ہیں۔ جو صاحب علم بھی تھے اور اپنے طریق نہر عبادت کا بھی خوب شغل رکھتے تھے۔ لیکن اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے ایک ذرے کے بھی منکر ہیں تو وہ کافر ہیں اور خدا کے دشمن ہیں۔ خواہ کوئی جماعت انہیں ولی ہی کیوں نہ سمجھتی تھی۔ فارس کے حکما کفار مجوس تھے۔ یونان کے حکما ارسطو وغیرہ منکر اور بتوں اور ستاروں کے پوجنے والے تھے۔ ارسطو مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے ہو گزرے ہیں۔ سکندر بن فیلقوس مقدونی کا وزیر تھا اس کے حالات روم و یونان اور یہود و نصاریٰ کے مورخین نے لکھے ہیں۔ یہ وہ ذوالقرنین نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کو گمان ہو گا کہ ارسطو ذوالقرنین کا وزیر تھا۔ چونکہ ذوالقرنین کو بھی کبھی کبھی سکندر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسلئے ان لوگوں کو دھوکا لگا کہ سکندر مقدونی ہی سکندر ذوالقرنین ہے۔ ابن سینا اور اسکی جماعت اسی رائے پر ہے۔ حالانکہ یہ رائے غلط ہے۔ یہ سکندر جس کا وزیر ارسطو تھا۔ شرک تھا۔ اور ذوالقرنین سے بعد کے زمانے کا ہے۔ اس نے نہ دیوار بنائی نہ بیروج و ماجوج کے ملک میں پہنچا۔ اور اس کے حالات روم کی مشہور تاریخ میں درج ہیں۔

ایمان کے بغیر اجتناد موجب فلاح نہیں ہو سکتا

عرب۔ ہند۔ ترک اور یونان وغیرہ کے بعض مشرکین علم۔ زہد اور عبادت میں اجتناد کے سبب تک پہنچے ہوتے تھے۔ لیکن پتھروں کے منج نہیں تھے۔ اور نہ ان کی لائی ہوئی شریعتوں کو مانتے تھے جو خیر انہیں دی جاتی تھی اس میں وہ پتھروں کو سچا نہیں سمجھتے تھے۔ جو حکم انہیں دیا جاتا تھا۔ اس کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔ اور نہ اولیاء اللہ ہیں۔

شیطانِ شعیبے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان دار بھی نہیں ہیں تو پھر ان سے وہ خارق عادت افعال کس طرح صادر ہو جاتے ہیں جنہیں لوگ کرامات کہتے ہیں۔ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان ان

کے ساتھ یا را نہ گانٹھ لیتے ہیں، اور ان پر نازل ہو ہو کر بعض ایسی باتیں بتاتے ہیں جن میں وہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں، ان لوگوں کے یہ خارق عادت تصرفات سحر کی جنس سے ہیں۔ اور وہ خود ان کا بنوں اور ساحروں کی جنس سے ہیں جن پر شیاطین نازل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ؟ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْتَرُهمْ كَاذِبُونَ“ (پٹا ۵۸)

اے پیغمبر! لوگوں سے کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیطان نازل کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکار پر اتار کرتے ہیں سنی سنائی بات کا زینب ڈال دیتے ہیں اور انہیں سے اکثر توڑے جھوٹے ہی ہیں۔

اور وہ تمام لوگ جو مکاشفات اور خوارق عادت کے معنی ہیں جب پیغمبروں کے متبع نہ ہوں تو ضرور ہی ہے کہ وہ جھوٹ بولا کریں، اور ان کے شیطان ان سے جھوٹی باتیں کہا کریں، ان کے اعمال کا شرک، ظلم، فواحش، غلو اور بدعت فی العبادت ایسے فسق و فجور سے آلودہ ہونا لازمی ہے، اسی وجہ سے ان پر شیطان اترتے ہیں۔ اور ان کے دوست بن جاتے ہیں سو وہ شیطان کے اولیاء میں سے ہوئے نہ کہ رحمن کے اولیاء میں سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللَّهِ فَكُلٌّ مِّنْ آلِهِ جُنُودٌ لِّدُونِهِ لَا يَسْمَعُونَ حَتَّىٰ تُلَاقِيَهُمْ فِي سَبْعَاتِ الْمَوْتِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ (پٹا ۲۲)

اور جو شخص ذکر خدا سے اغراض کیا کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں اور وہ اسکے ساتھ رہتا ہے۔

### ذکر الہی کی تعریف

اور ذکر خدا اسی ذکر کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر لائے ہیں اور وہ قرآن کریم ہے۔ جو شخص قرآن کو نہ مانے اسکی باتوں کو سچا نہ سمجھے۔ اور اسکے حکم کو واجب نہ سمجھے وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔ اسلئے اس پر شیطان تعینات ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ“ (پٹا ۲۷)

اور یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا۔

اور فرمایا:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اسکی زندگی بھلی میں گزرے گی۔ اور قیامت کے دن بھی ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے

وہ کیلئے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں دکھایا  
اور میں تو دنیا میں اچھا خاصا دیکھتا بھالنا تھا! اللہ تعالیٰ فرمایا کہ  
اسی طرح ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں ترے پاس ہماری آیتیں آئیں  
مگر تو نے انکی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی  
جا ئیگی۔

اَعْمَى - قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمَى  
وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا - قَالَ كَذَلِكِ  
اَتَتْكَ اَيُّا تَنَا فَنَسِيْتَهَا وَ  
كَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى  
(پتہ ۲۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آیتیں ہیں۔ اسی لئے اگر  
کوئی شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کلمات دن ہیشہ ذکر کرتا رہے۔ اور ساتھ ہی اتنا دجہ کا زاہد اور عابد  
بھی ہو۔ اور عبادت میں مجتہد بھی بن جائے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کا اتباع نہ کرے جو  
کہ اس نے نازل فرمایا ہے۔ اور وہ قرآن کریم ہے۔ تو وہ شخص شیطان کے دوستوں میں سے  
ہے خواہ وہ ہو ایسا اٹا تا پھرے اور پانی پر چلا کرے۔ کیونکہ ہوا میں بھی تو اسے شیطان ہی اڑا  
کرے جاتا ہے۔ اور اس موضوع پر کسی دوسری جگہ مفصل بحث کی گئی ہے۔

## فصل

### ایمان کے جسم میں نفاق کے جراثیم

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں ایمان تو ہوتا ہے لیکن ان میں ایک شعبہ نفاق  
کا بھی ہونا ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس آدمی میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور  
جس میں ان میں کی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت  
ہے تا انکرا سے ترک کر دے جب بات کرے تو جھوٹی کرے  
اور جب وعدہ کرے تو عمل اسکے خلاف کرے اور جب اس

اَدْبَعُ مِنْ كَفَرٍ فَبِهِ كَانَ مُنَافِقًا  
خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ  
مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ  
النِّفَاقِ حَتَّى يَدَّعِيَهَا اِذَا حَدَّثَ

كَذَّابٌ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا نُذِّمَ  
خَانَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب  
معاہدہ کرے تو دھوڑے۔

اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا:-

الْإِيمَانُ يَضَعُ وَيُسْتَوْنُ أَوْ يَضَعُ وَيَسْبَعُونَ  
شُعْبَةً أَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ  
أَدْنَاهَا مَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيفِ وَ  
الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ -

ایمان کی ساٹھ سے کچھ زیادہ یا فرمایا ستر سے کچھ زیادہ شاخیں  
ہیں سب سے زیادہ بلند امانت کہنا ہے اور سب سے اونٹے  
رستے سے ٹھیک کی چیز کو دور کر دینا ہے اور میاہ ایمان  
کی ایک شاخ ہے۔

اور چند چیزیں بیان کرنے سے فرمایا کہ جس شخص میں انہیں سے کوئی خصلت ہو اس میں نقا  
کی خصلت ہے تا آنکہ اسے ترک کر دے صحیحین میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت  
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ بہترین مومنوں میں سے تھے فرمایا کہ تم میں جاہلیت کا اثر ہے  
اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس درجہ عمر رسیدہ ہونے کے بعد  
بھی مجھ میں جاہلیت کا اثر باقی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں  
اور صحیح حدیث ہے کہ حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَذْبَحَ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ  
أَنْفَعُ وَالْأَحْسَابِ وَالطَّنُّ وَالْأَسَابِ  
وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيْتِ وَالْإِسْتِغَاءُ بِاللَّيْلِ

میری امت میں چار خصلتیں جاہلیت کے اثر سے میں  
تاہلیتوں پر فخر کرنا۔ نسب کا طعنہ دینا میت پر نوحہ کرنا  
اور سرداروں کے ذریعہ پانی مانگنا۔

اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَمَّةُ الْمُتَنَافِقِ تَلْكَ إِذَا حَدَّثَكَ كَذَبٌ وَ  
وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا نُذِّمَ خَانَ -

متنافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ  
کرے تو خلاف کرے اور جب اسے نیا یا ایمان کا تو خیانت کرے۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے ساتھ اس ٹکڑے کا بھی اضافہ ہے وَأَنْ صَامَ وَصَلَّى  
وَنَزَمَ اللَّهُ مُسْلِمًا (اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور ملے اس امر کا ہو کہ وہ مسلم ہے)



بخاری میں ابن ابی ملیکہ کا یہ قول مذکور ہے: "أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ الْفِئَاقَ عَلَى نَفْسِهِ. یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تیس کے ساتھ مجھے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک خائف رہتا تھا کہ کہیں مجھ میں نفاق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجُجَعَانِ فَيَا ذِي  
اللَّهِ وَبِئْسَ مَا لَمْ يَلْمِ اللَّهُ الْكُفْرَ وَاللَّيْمَانَ  
تَأْتَقُوا وَتَقِيلُ نَعْمَ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا قَاتِلُوا لَوْ نَعَلِمُ قِتَالًا  
لَا أَتَيْنَاكُمْ هُمْ يَلْكُفْرًا يَوْمَئِذٍ أَتَرَبُّ  
مِنْهُمْ يَلِيْسَانِ" (پ ۷)

اور جس دن دو جماعتیں بھرا گئیں اور تم کو مصیبت پہنچی تو خدا کا حکم یوں ہی تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا ایمان والوں کو معلوم کئے اور منافقوں کو بھی معلوم کئے اور منافقوں سے کہا گیا کہ ادا اللہ کے راستے میں لڑو یا دشمن کو ہٹا دو۔ تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم سمجھتے کہ آج لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ لوگ اس روز بر نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے۔

سوائے لوگوں کو یہ نسبت ایمان کے کفر سے قریب تر قرار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ انہیں کفر اور ایمان ملاحظہ ہے۔ اور ان کا کفر قوی تر ہے۔ اور بعض میں کفر و ایمان ملاحظہ ہوتا ہے۔ لیکن ان کا ایمان قوی تر ہوتا ہے۔ اور جب اولیاء اللہ مومنین متعین ہی ٹھہرے۔ تو ظاہر ہے کہ بندے کا ایمان اور تقویٰ جس قدر زیادہ ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے اسکی ولایت بڑھیکے پس جو شخص ایمان و تقویٰ میں کامل تر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی دوستی اور ولایت کامل تر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں بعض لوگ دوسرے لوگوں پر اتنی ہی فضیلت رکھتے ہیں جتنی فضیلت انہیں ایمان و تقویٰ میں حاصل ہو۔ اسی طرح لوگ ایک دوسرے سے خدا سے دشمنی رکھنے میں بھی اتنے ہی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں جتنے کہ وہ کفر و نفاق میں بڑھے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ  
أَنكُم زَادَتْ هَذِهِ آيَاتُنَا فَأَمَّا  
الَّذِينَ آمَنُوا أَنزَادَهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ  
يَسْتَبْشِرُونَ. وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ  
مَرَضٌ فَرَأَدْتَهُمْ رَجْسًا إِلَى رَجْسِهِمْ

اور جو وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقوں میں سے بعض لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ بھلا اس سورت نے تمہیں سے کہ ایمان بڑھا دیا جو پہلے سے ایمان کھتے ہیں اس سورت نے انکا تو ایمان بڑھا دیا وہ اپنی جگہ خوشیاں مناتے ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے اس سورت نے انکی بھی جنابت پر ایک

مَاتُوا دَهُمُ كَاغْرُوتٍ“ (پ ۱۵) | خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔

اور فرمایا:-

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ“ (پ ۱۶) | مینوں کا سرکار دینا مزید کفر ہے

اور فرمایا:-

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ“ (پ ۱۷) | اور جو لوگ رو بہ رہے ہیں قرآن سننے سے انکو زیادہ ہدایت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پر سرپرستاری کی توفیق دیتا ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں فرمایا:-

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا“ (پ ۱۸) | ان کے دلوں میں بیماری پہلے سے تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انہی بیماری کو زیادہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک شخص میں اسکے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اور اسی میں اس کے کفر و نفاق کے باعث اللہ تعالیٰ کی دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا“ (پ ۱۹) | ان باتوں سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان بڑھاتا ہے جو میں پہلے سے ایمان ہو۔

اور فرمایا:-

لِيَزِدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ“ (پ ۲۰) | تاکہ انکے پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

# فصل

## اولیاء اللہ کے دو طبقے

اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں سابقین مقررین اور اصحاب یمن مقتصدین۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر فرمایا ہے۔ سورہ واقعہ کے اول میں اور اسکے آخر میں سورہ دہر میں

سورہ مطففین میں اور سورہ فاطر میں۔ سورہ واقعیں اللہ تعالیٰ نے قیامت کبرے کا ذکر پہلے حصے میں فرمایا اور قیامت صغریٰ کا ذکر آخر حصے میں فرمایا۔ پہلے حصے میں فرمایا:

جب قیامت جو ضرور ہو نیوالی ہے۔ واقع ہوگی اور اسکے واقع ہونے میں کچھ بھی خلاف نہیں اسوقت لوگوں کا فرق مراتب ظاہر ہوگا۔ بعض لوگوں کو نجات دکھائی۔ اور بعضوں کے درجے بلند کریں گے۔ اور واقع ہوگی اس وقت جبکہ جن بڑے زور سے بلند کیے گئے۔ اور پہاڑ ٹکرائے جیسے زینے زینے ہو جائیں گے۔ جیسے درے بڑے اڑ رہے ہیں۔ اور اسوقت تم لوگوں کو جو جن میں ہونے لگیں۔ ایک تو اپنے ہاتھ والے سودا بنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا ہے۔ اور ایک بائیں ہاتھ والے سو بائیں ہاتھ والوں کا کیا ہی بڑا ہڈا ہے۔ اور تیسرے جو سب آگے سامنے بٹھائے گئے ہیں۔ سو یہ آگے ہی بٹھانے کے قابل ہیں۔ یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہیں۔ انکو بہشت کے آرام نشانی

إِذَا رَفَعَتُ الْوَاقِعَةَ لَيْسَ لَوْفَعَتَهَا  
كَأَذْبَنًا فِضَّةً نَّارًا إِذَا رَجَعَتِ الْأَرْضُ  
رَجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا كَأَنَّهُ  
هَبَاءٌ مُنْتَبَهًا وَكُنُفٌ أَرْوَاهَا  
ثَلَاثَةٌ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ  
الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمِ مَا  
أَصْحَابُ الْمَشْأَمِ وَالسَّابِقُونَ  
السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي  
جَنَّةِ النَّعِيمِ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ  
قَدِيلٌ مِنَ الْأَخْيَارِ (پکا ۳۷)

کے بانوں میں جگہ دی جائیگی۔ اس گروہ میں سب تو لگے لوگوں میں سے ہونگے اور تصور سے بچوں سے بھی۔

جب قیامت کبرے قائم ہوگی تو لوگوں کی تقسیم اسی طریق پر ہوگی۔ اس قیامت کبرے میں اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع کر دیکار جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کئی جگہوں میں فرمایا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ کے آخر میں فرمایا:

تو کیا جب جان بدن سے کچھ لگے ہیں پیچھے اور تم اسوقت کو فکر پرشے دیکھا کرو۔ اور کچھ نہ کر سکو اور ہم تمہارا۔ دل کی یہ نسبت اس بار جان بلب سے زیادہ نزدیک میں۔ مگر تم کو دکھائی نہیں دیتا۔ ہاں اگر تم کسی کے دلیل نہیں بیستے اور غواختیاری کے دعویٰ میں پیچھے ہو۔ تو جان کے گلے میں سے پیچھے اسکو بدن میں لٹائیوں نہیں لاتے اگر بارگاہ خداوندی کے مقربوں میں سے ہے تو اسکے

فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْخُلُقُومَ وَأَنْتُمْ  
حَيِّئِينَ تَنْظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ  
مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تَبْصِرُونَ فَلَوْ لَا  
إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ  
كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ  
الْمُضْرِبِينَ فَوْرِحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ

لئے آرام و آسائش ہے اور فراغت روزی اور نمہ کی بہشت ہے۔ اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ تھخص جو داہنے ہاتھ والوں میں ہے تجھ پر سلام، اور اگر چھلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو بھلستے پانی کی ضیاء ہے۔ اور آخر کار جہنم میں حکیم دنیا میں گناہ کا یہ حال جو بیان کیا گیا باطل سچ اور حق ہے۔

نَعِيمٌ وَمَا إِنْ كَانَ مِنَ أَحْصِبِ الْيَمِينِ  
فَسَلَامٌ لَّكَ مِنَ أَحْصِبِ الْيَمِينِ وَمَا إِنْ  
كَانَ مِنَ الْمَكَلِّدِ بَيْنَ الصَّالِينَ فَزُلْ مِنْ  
حَمِيمٍ وَتَصْلِيَةٌ لِّحَمِيمٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ  
الْبَيِّنَاتِ فَيَسْمِعُ يَا سَمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (پ ۱۶)

سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ہم نے اسکو دین کا راستہ بھی دکھایا پھر اب دو قسم کے آدمی ہیں۔ یا تو فکر گزار ہیں یعنی مسلمان یا ناسکر یعنی کافر ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دونوں کی دھکتی ہوئی آگ یہ جہنمیں طیار کر رکھی ہیں ہیشک جو لوگ نکل نہیں آتے ہیں اسی شکر کے جام پھینکے جس میں کافور کے پانی کی آمیزش ہوگی اور کافور کے پانی کا ایک قطرہ ہوگا جسکا پانی اللہ کے خاص بندے کو پیئے گا اور جہاں جہاننگے اس چمٹے کو بہانے جہاننگے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کئے ہیں اور اس روز قیامت سے ڈرتے ہیں جبکہ مصیبت عام سب طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور خدا کا لب کر کے محتاج اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان کو جہا بھی دیتے ہیں۔ کہ ہم تو نکلو صرف خدا کا ذکر کر کے کھاتے ہیں، حکومت سے نہ کچھ بدلہ دے گا رہے نہ شکر گزاری ہو کپلے پروردگار سے اس دن کا درگاہ رہے جب لوگ اسے بیچ کے نہ بٹائے تیوری چڑھلے ہو گئے۔ خدا نے بھی اُس دن کی مصیبت ان کو بچایا اور انکو تازہ روئی اور خوش وقتی سے لالایا اور جیسا انہوں نے دنیا میں جہا کیا تھا سبکے بلے میں اپنے کو بہشت اور پھنے کو ریشمی پوشاک عنایت کی۔

إِنَّا هَدَيْنَاكَ السَّبِيلَ إِنَّمَا سَأَلْنَا  
وَمَا كَفُورًا إِنَّا عَتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ  
سَلَامًا وَأَعْلَىٰ وَسَعِيرًا -  
إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ  
مِزَاجُهَا كَافُورًا - عَيْنًا يَشْرَبُ  
بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا -  
يَوْمَ نَوَدُّ بِالذَّرِّ وَمَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ  
كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا وَيَطْعَمُونَ  
الطَّعَامَ عَلَىٰ حَيْثُ مَسَكِنَتْنَا وَيَتَّيَمُوا  
وَأَسِيرًا - إِنَّمَا نَطْعَمُكُمْ لِيُوجِبَ  
اللَّهُ لَارْتِيْدٍ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا  
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَطَطًا  
قَوْمَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ  
نَضْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَاءً مِمَّا صَبَرُوا  
بِحَنَّةٍ وَأَخْرَجُوا - (پ ۱۶)

اسی طرح سورہ مطفقین میں فرمایا:-

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَارِ لَفِي سَعِيرٍ

سنو ہی با بد کار لوگوں کے نامہ اعمال قیدیوں کے جہنم میں جوتے



رہتے ہیں اور لے سونیم کیا سمجھ کر قیدیوں کا جبر ہے کیا چیز وہ۔  
 ایک کتاب ہے جس میں وقتاً فوقتاً لکھا جاتا ہے اس دن جھٹلاؤ لو  
 کی تباہی ہے جو روزِ جزا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس کو وہی جھوٹ  
 جانتا ہے جو حد سے بڑھ چلا ہو اور یہ ہو جب اسپر ہماری آئینس پر  
 جائیں تو کئے کرانگے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ رکھو سب سے نہیں بلکان  
 کے دلوں پر لگ ہی کہ اعمال بد کے رنگ بظہر گئے ہیں۔ سونجی ہی لوگ  
 ہیں جو آسوں اپنے سرور و دگار کے سامنے آئے پائینگے۔ پھر یہ لوگ  
 ضرور جہنم میں داخل ہونگے پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہ تو وہ چیز ہے  
 جسکو تم دنیا میں جھوٹ جانتے تھے۔ سونجی نیک لوگوں کے ہمارے اعمال  
 عالی مرتبہ لوگوں کے۔ سب میں راج ہوتے رہتے ہیں۔ اہل اسے پیغمبر کیا  
 سمجھے کہ عالی مرتبہ لوگوں کا جبر ہے کیا چیز وہ ایک کتاب جسکی وقتاً  
 فوقتاً خانہ پر سی ہوتی رہتی ہے۔ اسپر مقرب فرشتے تعینات ہیں۔  
 بیشک نیک لوگ بڑے آرام میں ہونگے۔ محتول پرٹھہ بشت کی  
 سیر دیکھ رہے ہونگے۔ لے مخاطب تو انکو دیکھے تو انکے چہروں سے  
 خوشحالی کی تازگی کی صاف پہچان لے انکو شرابِ خالص سر بند چلائی  
 جائیگی جس کی بوتل کی نرسر شک کی ہوگی۔ اور میں کرینڈالوں کو  
 چاہئے کہ اس کی ریس کیا کریں۔ اور اس شراب میں تسنیم کے پانی  
 کی ملونی ہوگی۔ تسنیم بشت کا ایک چشمہ ہے جس میں سے خاص کر  
 مقرب لوگ پیئینگے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِّينٌ، كِتَابٌ  
 مَّرْقُومٌ، وَيَلُّ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ  
 الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ  
 وَمَا يُكْذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ  
 أَثِيمٍ إِذَا اسْتُلِيَ عَلَيْهِ آيَاتُنَا  
 قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ، كَلَّا بَلْ رَانَ  
 عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ  
 كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ  
 لَّمَحْجُوبُونَ، ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ  
 ثُمَّ يُعَالِ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ  
 تُكَذِّبُونَ۔ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْبُرَارِ  
 يُعْنَى عَلَيْهِتَيْنِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عَلَيْهِتُونَ  
 كِتَابٌ مَّرْقُومٌ، تَشْهَدُهُ الْمُرَقَّرُونَ، إِنَّ  
 الْبُرَارَ الَّذِي يُعْنَى عَلَيْهِ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ  
 تَعْرِتُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ  
 يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ  
 مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافِرِ الْمُتَنَافِسُونَ  
 وَمِرَاجِدٌ مِنْ تَسْنِيمٍ عَيْنًا لِّمَشْرَبٍ  
 بِهَا الْمُرَقَّرُونَ (پت ۷)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے سلف صالحین سے مروی ہے  
 آپ فرماتے ہیں تسنیم کا پانی صحابہ میں کیلئے ملا یا جالیگا۔ اور مقربین اسے بغیر ملونی کے پیئینگے۔  
 اللہ تعالیٰ نے (یَشْرَبُ بِهَا) فرمایا اور (يَشْرَبُ مِنْهَا) نہیں فرمایا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 قول یَشْرَبُ کے ساتھ یُرَدِّي بِهَا (سیر ہو کر پیئینگا) کا معنی بھی ملا دیا۔ کیونکہ شراب (پینے والا) کبھی

پینا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور جب (شیرب منہا) کہا جائے تو اس سے سیر ہونے پر دلالت  
 تہیں ہوتی اور جب (شیرب بہا) کہا جائے۔ تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اسے سیر ہو کر پیتے  
 ہیں۔ سو مقررین اسے سیر ہو کر پیتے ہیں۔ اور اس کے جوتے ساتے انہیں اور کسی پینے کی  
 چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلئے وہ اسے بغیر آمیزش کے پیتے ہیں۔ اسلئے خلافت امحاب  
 یمن کیلئے اس شراب میں آمیزش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ دہر میں فرمایا  
 كَانَ تَزَاجِرْهَا كَأَفُورًا عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا  
 عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا (پہ ۱۹)

عِبَادُ اللَّهِ سے مراد مقررین ہیں جبکا ذکر اسی سورت میں آیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے  
 کہ بدلہ خیر و شر کا عمل کی جنس کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
 مَن نَشَى عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبٍ  
 اللَّهُ نِيَا نَفْسٍ اللَّهُ عِنْدَ ثَرْوَةٍ مِنْ كُرْبٍ  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ تَسَاءَلَى عَلَى مَعْسِيَةٍ لَيْسَ  
 اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَدَّ  
 سُبُلًا سَدَّ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
 وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبِيدِ مَا كَانَ الْغَلْبُ فِي  
 عَوْنِ آخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ  
 فِيهَا عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى  
 الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ  
 بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَ  
 بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّلَامَةُ وَوَعَدْنَاهُمْ  
 الرِّجْعَةَ وَحَقَّقْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةَ وَذَكَرْنَاهُمْ  
 اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ  
 لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ رَدَاةً سَلَمًا فِي صَحِيحِهِ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:-

أَزْجَحُونَ بِرَحْمَةِ الرَّحْمَنِ إِذْ حُومًا مِّنْ فِي  
الْأَرْضِ يَرْحَلُ مَن فِي السَّمَاءِ (ترمذی)

جو کہ زمینوں پر رحمت کرنا ہے۔ رحمت کرو تم اہل زمین پر تاکہ اللہ  
تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ ترمذی کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سنن میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے:-

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا الرَّحْمَنُ  
خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا  
مِّنْ إِسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَتْهُ  
وَمَنْ قَطَعَهَا بَنَتْهُ «

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں رحمن ہوں میں نے رشتے پیدا کئے ہیں  
اور انکا نام اپنے نام سے مشتق کر کے رکھ لیا ہے جو شخص صلہ  
رحمی کرے گا میں اُسکو ملائے رکھوں گا۔ اور جو رشتوں کو توڑ ڈالے گا  
میں اسے توڑ ڈالوں گا۔

اور فرمایا:-

مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ  
قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ «

جس نے ان (رشتوں) کو ملا یا۔ اللہ تعالیٰ اسے ملا تا ہے۔ اور  
جو ان کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے توڑ دیتا ہے۔

اور اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں

اور اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں بقرہ میں اور اصحابِ حبیبین جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہر دو قسم اولیاء کے اعمال کی تشریح کر دی ہے۔ فرمایا:-  
يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَن عَادَ إِلَيَّ وَلِيًّا  
فَقَدْ بَادَرَنِي بِالْمُحَابَبَةِ وَمَا  
تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِمِثْلِ آدَاءِ مَا  
أَفْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي  
يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالتَّوَّابِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ  
فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي  
يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ  
بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَ  
رِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا «

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی  
اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا اور کوئی بندہ فرانس ادا  
کرنے لے جسقدر میرے قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور ذریعہ سے  
نہیں ہوتا اور میرا بندہ نوافل ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں نوافل  
کے ذریعہ سے اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں  
اس سے محبت کروں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا  
ہے۔ اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن  
جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں  
جس سے وہ چلتا ہے۔

ابراہیم یا صحابہ الیمین بنکو کاروں میں سے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو فرض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو نوافل کی تکلیف نہیں دیتے اور نہ غیر ضروری حاجات کا بازار ہنتم ہیں۔

### مُفْرَئِمِينَ

سابقین مفزین وہ لوگ ہیں جو فرض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ واجب اور مستحب کام کرتے ہیں۔ حرام اور مکروہ کا مونچھوڑتے ہیں۔ جب وہ ان تمام وسائل کے ذریعہ سے جو کہ انہیں محبوب ہوئے ہیں اور جن پر انہیں قدرت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو پورے روزگار ان سے پوری پوری محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ" (میرا بندہ اس وقت تک نوافل کے ذریعہ سے میرے قرب کا جو یار ہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں) اس محبت سے مراد مطلق محبت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

بہیں سیدھا راستہ تیار ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ (فاتحہ)

یہاں انعام سے مراد وہی مطلق اور کامل انعام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قول مبارک

جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہو گا اور ان لوگوں کا ساتھ بہت اچھا ہے۔ (پ ۱۷)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِمَّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔

ان مقربین کے حق میں مباحات وہ اطاعت بن جاتی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اللہ عزوجل سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت ہوتے ہیں۔ بس یہ لوگ چشمہ سینم کی خالص شراب پینے لگیں۔ اس لئے کہ ان کے عمل بھی خالص اور کھرے ہیں



## مقصدین

اور جو درمیانہ درجہ کے لوگ ہیں ان کے اعمال میں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو وہ اپنے نفس کیلئے کرتے ہیں چونکہ وہ اعمال مباح ہوتے ہیں اسلئے نہ تو ان اعمال پر سزا ملتی ہے اور نہ جزا۔ ان لوگوں کو خالص شراب نہ ملے گی۔ بلکہ مقررین کی شراب میں سے ان کیلئے اسی قدر آمیزش ہوگی جس قدر کہ وہ دنیا میں مقررین کے اعمال کی طرح کے اعمال اپنے لئے اعمال میں شامل کر چکے ہوں گے۔

## انبیاء کی دو قسمیں، عبد و رسول، اور ملک و نبی

اسی طرح انبیاء کی دو قسمیں کی گئی ہیں ایک بندہ پیغمبر اور دوسرا بادشاہ نبی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو بندہ اور رسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ اور نبی بنیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ اور رسول بننا پسند کر لیا۔ بادشاہ نبی کی مثالیں داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کی طرح کے دوسرے انبیاء ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے دعا کی:-

اے میرے پروردگار! یہ تصور رحمت فرما سو مجھ کو ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے پیچھے کسی کو سزاوار نہ ہو۔ جنگ توڑا فیاض ہے تو ہم نے ہوا کی کانٹا بن کر کیا۔ کہاں پہنچا جاتے دیکھ کے مطابق اسی طرح کوڑی سے چلتی۔ اور اسی طرح جتنے دیواروں نے خور تھے سب کو کاٹ لیا۔ اور ان کے علاوہ دوسرے دیوؤں کو بھی اٹکا لیا کرکھا تھا جو زنجیروں میں بندے رہتے تھے ہم نے میان (عید السلام) سے کہا کہ یہ ہے ہماری بے حساب دین بربت چھا ہوتی اس سے لوگوں پر احسان کرو یا تمام ساز و سامان اپنے پاس رکھو۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِإِخْوَتِي مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، فَتَخَرَّنَا لَهُ الرَّيْحُ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينُ كُلُّ بَعَّاغٍ وَّ غَوَاصٍ وَّ الْآخِرِينَ مُتَرَتِّبِينَ فِي الْأَصْفَادِ هَذَا عَطَاءٌ نَأْتَانُ مِنْهُ أَوْ أَمْسِكَ بِخَيْرِ حِسَابٍ (پتہ ۱۲)

”قَاتَمُنْ أَوْ أَمْسِكَ بِخَيْرِ حِسَابٍ“ سے مراد یہ ہے کہ جسے چاہو دو اور جسے چاہو محروم کرو وہ تم سے کوئی حساب نہیں پوچھا جائیگا۔ پس بادشاہ نبی وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہو اور اس کام کو چھوڑ دینا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہو۔ اور وہ اپنے ملک و مال میں اپنی

پسند اور اختیار کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اسے گناہ نہیں ہوتا۔ اور جہدہ رسول کسی کو اپنے پروردگار کے حکم کے سوا کچھ نہیں دیتا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق نہ کسی کو کچھ دیتا ہے اور نہ کسی کو خردم کرتا ہے۔ بلکہ جسے دیتے کا حکم اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اس کو دیتا ہے۔

اور جسے دوست بنا نیک حکم اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اسی کو دوست بناتا ہے اس کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کی عبادت ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي وَاللَّهِ لَا أُعْطِي أَحَدًا وَلَا  
أَمْتًا أَحَدًا إِلَّا تَمَّا آتَانَا قَائِمٌ أَصْحَحُ  
حَدِيثُ أُمِّ مَيْمُونَةَ

مجھے اللہ کی قسم کہ میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اور نہ کسی سے کچھ باز رکھتا ہوں میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں۔ وہاں خرچ کرنا ہوں جہاں حکم ہو۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شرعی اموال کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلِ الْأَمْوَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ ۵۹)

اے رسول کو کونیت کا مال اللہ اور رسول کیلئے ہے۔ اور فرمایا:۔

مَا آتَاكَ اللَّهُ عَلَى رَسُولٍ مِنْ أَهْلِ  
الْقُرْبَىٰ فَلِلَّهِ وَاللرَّسُولِ (پ ۶۰)

جو مال اللہ اپنے رسول کو ان بستنیوں کے لوگوں سے شفقت میں دلو اسے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔ الخ اور فرمایا:۔

وَأَعْلَوْا إِنَّمَا عَنِتُّوْا مِنْ شَيْءٍ قَاتٍ  
لِلَّهِ حُصَّةٌ وَاللرَّسُولِ (پ ۶۱)

اور جان رکھو کہ جو چیز تم لوگوں میں لڑاؤ اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا۔ الخ

اسی لئے علماء کا ظاہر ترین قول یہ ہے کہ اس طرح کے مال اسی جگہ خرچ کئے جائیں جہاں پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے پسند ہوا اور امام مالک اور سلف صالحین کے مذہب کے مطابق ان اموال کے مصرف میں خدا اور رسول کی مرضی معلوم کرنے کیلئے اولی الامر کا اجتہاد منبر ہے اور یہ امام احمد کی روایت سے مذکور ہے اور خمس کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانچ پر تقسیم کیا جائے امام شافعی کا قول یہی ہے اور امام احمد کا مشہور قول بھی یہی ہے اور کہا گیا ہے

کہ تین پر تقسیم لیا جاوے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ بندہ رسول بادشاہ نبی سے افضل ہے چنانچہ ابراہیم - موسیٰ - عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پوست - داؤد اور سلیمان علیہم السلام سے افضل ہیں جس طرح مقررین سابقین ان اہل صحابت میں سے افضل ہیں جو کہ مقررین سابقین نہ ہوں جس شخص نے واجبات ادا کئے اور باحاثات میں سے جو پسند ہوا اسے بھی گزرے وہ ابراہیم صحابہ الہمیں میں سے ہے اور جو وہی کرے جو خدا کو پسند ہو اور باحاثات سے بھی اسی کام میں مدد لینے کا ارادہ کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ وہ مقررین سابقین سے ہے۔

# فصل

## اولیاء اللہ کے درجے

اللہ تعالیٰ نے سوہ فاطر میں اپنے ان اولیاء کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ درمیانے درجے کے ہیں اور ان کا ذکر بھی فرمایا ہے جو کہ سبقت لے جانے والے ہیں۔

پھر ہم نے اپنے بند و نبی سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جنکو ہم نے اہل کلمہ کراں قدرت کیلئے منتخب فرمایا یعنی مسلمانوں کو چنانچہ میں سے بعض تو اسپرمل نہ کر کے اپنی جانوں پر تم کر رہے ہیں اور بعض انہیں سے بچ کر چلے جاتے ہیں اور بعض انہیں سے ایسے بھی ہیں جو خدا کے حکم سے نیکیوں میں اوروں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں تو خدا کا بڑا فضل ہے اور مسلمانوں سے ہمیشہ رہنے کے بہت کچھ باع کر لوگ رہنے کیلئے انہیں مال مانگتے تھے ان کے سونے نکلن اور عقی پہنائے جائینگے۔ اور وہاں نکاح سمولی لباس بھی ریشمی ہو گا اور یہ لوگ نہیں پار کینگے خدا کا شکر ہے جس نے ہر طرح کا رنج و غم ہم سے دور کر دیا شیک ہمارا پرو۔ دگر بڑا بخشنے والا اور ایسا بڑا امداد دان ہے کہ اتنے ہکو پنے فضل سے ٹھہرے کیلئے

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِ انبَأَ اللَّهُ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُحِطُونَ فِيهَا مِنْ آسَاوٍ وَمِنْ ذَهَبٍ وَكُوفُورًا وَرِيَابٍ فِيهَا حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا

يَمَسْتَنَّا فِيهَا نُغَوِّتُ " ۱۶

ایسے گھریں لاتا رہا کہ یہاں ہلکونہ کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے اور ذیبا  
ہلکونہ لاجن ہوتی ہے۔

(پ ۶ ع ۱)

لیکن یہ تینوں قسمیں جو کہ اس آیت میں ہیں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ مخصوص  
ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " ثُمَّ آدَّرْنَا لَكُمْ الْكِتَابَ " اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
ہی نے پہلی امتوں کے بعد کتاب کو نبی میراث سنبھالی اور یہ حفاظ قرآن ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے  
بلکہ ہر وہ شخص جو قرآن پر ایمان لائے ان ہی لوگوں میں سے ہے اور ان لوگوں کو ظَلَامٌ لِنَفْسِهِ اور  
مُقْتَصِدٌ تین قسموں میں منقسم کیا اسکے خلاف جو آیات کہ سورہ واقعہ سورہ مطہیف اور انقطاع میں  
وارد ہیں انہیں تمام پہلی امتوں کے مومن اور کافر داخل ہیں اور یہ تقسیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت  
کیلئے مخصوص ہے۔ ظَلَامٌ لِنَفْسِهِ وہ لوگ ہیں جو کہ گناہ کریں اور اسپر اصرار کریں اور جو شخص گناہ سے  
توبہ کرے گناہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اگر توبہ صحیح ہوگی تو وہ اسکی وجہ سے سابقین سے خارج نہ ہوگا  
مقتصد وہ ہوتا ہے جو فرائض ادا کرے اور محرمات سے پرہیز کرے سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے  
جو کہ فرائض اور نوافل دونوں ادا کرے جیسا کہ ان آیات میں ہے اور شخص اپنے گناہ سے خواہ کیسا  
ہی گناہ کیوں نہ ہو صحیح طور پر توبہ کرے وہ اسکی وجہ سے سابقین اور مقتصدین سے خارج نہیں ہوتا  
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور اپنے پروردگار کی منفرت اور جنت کی لذت پکچھکا پھیلاؤ  
اسلام ہے جسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ہے یہی سماں بن پروردگار  
کیلئے تیار ہے جو خوشحالی اور نیک سستی دونوں حالتوں میں خدا کے  
نام فرج کرتے اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصوروں سے  
دراگڑ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیک کزبواؤں کو دوست رکھتا ہے  
اور وہ لوگ ایسے نیک دل ہیں کہ تمام نئے شرعت جیسا کہ چرما  
کلام کرٹھتے میں یا کوئی اور عبادت کر کے اپنا سنی پھون کا کچھ  
نقصان کریتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی ساقی مانگنے لگے ہیں  
اور خدا کے سوا اپنے بندوں کے گناہوں کا ساقی کرنا اور یہ ہی کون

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ  
عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ  
لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ  
وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ  
عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ  
وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا  
أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاَسْتَغْفَرُوا  
إِذْ نُوذِرُهُمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ إِلَّا  
اللَّهُ وَآمَّ يَصْرِفُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اور جو یہ جہالت کر لیتے ہیں تو دیدہ دانستہ سپر اہل راہ نہیں کرتے  
یہی ایک میں جگا بدلنا کچھ رو در دگار کی طرف سے منفرت ہے اور  
منفرت کے علاوہ بہشت کے بلوغت کے تلے نہیں پڑی ہم ہی ہو گی  
وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اور نیک کام کریں اور کبھی کیسے اچھے ہیں۔

يَخْلَوْنَ اَوْلِيَاكَ جَزَاءُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ  
رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْانْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنَحْمُهُمْ اَجْرُ  
الْعَامِلِينَ (پ ۴۵)

مقصود وہ ہونا ہے جو کہ فرانس اور حرام چیزوں سے اجتناب کرے اور سابق باخبر  
وہ ہوتے ہیں جو فرانس کے علاوہ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ ان آیات میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو  
یہ فرمایا ہے کہ جَنَّاتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا فَاُولَٰئِكَ سَيَدْخُلونها لال کرنے میں کہ اہل توحید  
میں سے کوئی بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ البتہ اسکے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث  
مردی ہیں کہ بہشت لوگ جو کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہیں دوزخ میں داخل ہونگے۔ اور اسکے متعلق  
بھی قرآن کے ساتھ حدیثیں وارد ہیں کہ یہ اہل کبار بالآخر نکلیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہی اور دیگر  
اہل نار کی شفاعت فرمائیں گے اور وہ دوزخ سے نکلے جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شفاعت  
فرمائیں گے۔ اور دوسرے لوگ بھی۔ بعض لوگ مثلاً معتزلی کہتے ہیں کہ اہل کبار آگ میں ہمیشہ رہیں گے  
اور آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سابقین ہی اس میں داخل ہونگے۔ اور مقصد یا ظالم بنفسہ اس  
میں داخل نہ ہونگے۔ تو یہ قول فرقہ مرجیہ کے اس قول کے مقابلے میں ہے کہ اہل کبار میں سے کوئی  
قطعاً دوزخ میں داخل ہی نہ ہوگا۔ اور سارے کے سارے عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے  
یہ دونوں قول سنت متواترہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجماع سلف صالحین۔ اور اقوال ائمہ مجتہدین کے  
مخالفت ہیں۔ اور ان دونوں جماعتوں کے قول کی غلطی پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک دلیل ہے:-

۱۷ | اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ  
يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پ ۴۴)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مشرک کو نہیں بخشے گا اور اس سے کم درجے گناہ کو بخش  
دے گا۔ بشرطیکہ وہ چاہے اس سے یہ مراد لینا جائز نہیں ہے کہ تائب ہی کو بخشے گا جیسا کہ معتزلی کہتے  
میں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کریں اور مشرک کو بھی بخش دے گا، اور مشرک سے کم درجے کے گناہ کو بھی توبہ  
کرنے پر بخش دیتا ہے اور معتزلی سے مشیت کے ساتھ مشرک نہیں کرتے اور یہ توبہ کریں اور اول



کی مغفرت کے بیان میں مذکور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (پہا ۳۷) | دیتا ہے وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

یہاں مغفرت عام اور مطلق کر دی گئی، اللہ تعالیٰ بندے کیلئے جو گناہ بھی ہو بخش دیتا ہے اور جو شخص شرک تیکرے اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دیتا ہے اور جو کبائر سے توبہ کرے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے الغرض جو گناہ بھی ہو اور بندہ اس سے تائب ہو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے پس توبہ کی آیت میں عموم اور اطلاق ہے۔ اور اس آیت میں تخصیص و تعین ہے۔ شرک کی تخصیص کر دی گئی اسے نہیں بخشا گا اور اس کے سوا دوسرے گناہوں کا معاف ہونا مشیت پر منحصر کیا گیا ہے اس سے اس قول کی غلطی ثابت ہوتی ہے کہ ہر گناہ گار کی مغفرت یقینی ہے اور شرک سے بڑھ کر گناہ بھی ہے یعنی خالق کو معطل کر دینا یا یہ کہ کسی گناہ پر عذاب نہ ہو ناجائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ مذکور نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بعض گناہوں کو بخشتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں بخشتے۔ اور اگر ہر ظالم بنفسہ توبہ یا گناہوں کو مٹا نیوالی نیکیوں کے بغیر بخش دیا جاتا تو یہ مشیت کے ساتھ مسلوق نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وہ کم درجے کے گناہ کو جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اس کی دلیل ہے کہ بعضوں کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور بعضوں کے نہیں۔ سو اس سے نفی بھی باطل ہو گئی اور عام معافی بھی باطل ہو گئی۔

### حقیقتِ ایمان و کفر کی حقیقت

جب اللہ تعالیٰ کے اولیاء مومن اور متقی ہوئے تو چونکہ لوگ ایمان و تقویٰ میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اس سے وہ اسی کے مطابق ولایت میں بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ وہ کفر و نفاق میں اسی کے مطابق اللہ کی عداوت میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایمان اور تقویٰ کی اصل اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو مانتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر دی پیغمبر تسلیم کرنا ہے سو ان پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ اور کفر و نفاق کی اصل یہ ہے کہ پیغمبروں اور ان کے لائے

ہوئے احکام سے انکار کر دیا جائے اور یہی وہ کفر ہے جس پر آخرت میں عذاب ہونا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ وہ کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے پاس رسالت پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا كُنَّا مَعَدِّينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ  
رَسُولًا - (پہ ۷۲)

اور فرمایا:-

ہم نے تمہاری طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور دیگر نبیوں کی طرف وحی کی اگر ان کے بعد سے۔ اور جس طرح ہم نے ابراہیم - اسمعیل - اسحق - یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ - ایوب - یونس اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور داؤد کو ہم نے زبور کتاب عطا کی۔ بعض پیغمبروں کے بعد ہم نے تم سے میان کر دئے اور بعض پیغمبروں کے حالات ہم نے تمہارے سامنے بیان نہیں کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں اور خوب کیں۔ سب پیغمبروں کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور بدوں کو عذاب خدا سے ڈرانے والے تھے۔ مگر پیغمبروں کے آپسے چھپے لوگوں کو خدا پر کسی طرح کا جھڈا رکھنے کا موقع باقی نہ رہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَمَّا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ  
نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا  
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَالْإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ  
وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ  
هَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا  
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ  
وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ  
مُوسَىٰ نَكِيلًا. رُسُلًا مُبْتَلِينَ وَ  
مُنذِرِينَ لئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ  
حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ. (پہ ۷۳)

اہل دوزخ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

جب اس دوزخ میں ایک جماعت داخل کی جائیگی تو اس کے دربان اس جماعت سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے سے ڈرانے والا نہیں آیا کیسے ہاں آیا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا۔ اور کہہ دیا کہ خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ضرور بڑی گمراہی میں پڑے ہو۔

كَلَّمَآ لِقَىٰ فِيهَا قَوْمٌ سَأَلْتَهُمْ خَزَنَتُنَّ  
أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ، قَالُوا بَلَىٰ قَدْ  
جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ  
اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ  
كَبِيرٍ. (پہ ۷۴)

اس آیت نے یہ خبر دی کہ جب ایک جماعت دوزخ میں پھینکی جائیگی تو وہ جماعت اس

کا اقرار کر لیگی کہ اس کے پاس گناہوں سے ڈرانے والا آیا تھا۔ اور انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ دوزخ میں صرف وہ جماعت ڈالی جائیگی جس نے گناہوں سے ڈرانے والے (نبی) کی تکذیب کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

لَا مَلَجَ لَكَ جَهَنَّمَ هَذَا وَمِمَّنْ تَبِعَكَ | | میں ضرور جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں  
وَنَهْمًا جَمِيعًا - (پہا ۱۴ ع) - | سے بھروں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو ابلیس کی پیروی کرنے والوں سے بھر دے گا۔ اور جب جہنم بھر جائیگا تو اس میں اور کسی کی گنجائش نہ ہوگی۔ اس لئے جہنم میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جو شیطان کی پیروی کرینگے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی گناہ نہ ہو گا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس جماعت سے ہوگا جس نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔ اور گناہ مار نہیں بنا۔ اور اس سے پہلے یہ ذکر آچکا ہے کہ دوزخ میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جن پر یہ عقیدوں کے ذریعے سے حجت پوری ہو چکی ہے۔

### ایمان مفصل اور مجمل کی تعریف

بعض لوگ پینمبروں پر مجمل ایمان لاتے ہیں۔ ایمان مفصل وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ پینمبر لائے ہوں اس میں سے بہت کچھ اس شخص تک پہنچ جائے۔ اور کچھ نہ بھی پہنچے۔ سو جو کچھ اس کے پاس پہنچ جائے اس پر ایمان لائے۔ اور جو نہ پہنچے اس سے واقف نہ ہو۔ اور اگر اس کے پاس پہنچ جائے تو اس پر ایمان لے آئے۔ لیکن جو کچھ پینمبر لائے ہوں اس پر مجمل ایمان لائے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس پر عمل کرے جسے وہ سمجھ لے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ عمل کرنے۔ تو وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اس کے ایمان و تقویٰ کے مطابق اس کی ولایت ہوگی۔ اور جس چیز کی حجت اس پر قائم نہ ہوئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پہچاننے اور اس پر ایمان مفصل لانے کی تکلیف ہی نہیں دیتا اور نہ اس کے ترک پر مذاب دیتا ہے۔ البتہ اس میں سے جو کسی رہ جاتی ہے اس کے مطابق ولایت الہی کے کمال میں بھی اس کے لئے کسی رہتی ہے۔ جو شخص رسول کے لائے ہوئے احکام و شرائط

سے واقف ہو ان پر ایمان مفصل لائے۔ اور ان پر عمل کرے اس کا ایمان اور اس کی ولایت اس شخص کے ایمان و ولایت کی بہ نسبت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ جو ان سے مفصل طور پر واقف نہ ہو اور عمل کئے لیکن ہونگے دونوں ولی اللہ۔ جنت کے درجے مقرر ہیں۔ بعض درجوں کو دوسرے درجوں پر بڑی فضیلت ہے۔ اور اولیاء اللہ جو کہ مومن و متقی ہوتے ہیں، ان میں اپنے ایمان و تقویٰ کے مطابق ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهُ  
فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا  
لَهُ جَهَنَّمَ تَصْلَاهَا مَدْ مَوْ مَا مَدَّ حُورًا  
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا  
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ  
شُكْرًا، كَلَّا تَتَذَكَّرُ أَهْوَاءُ  
وَهُوَ أَهْوَاءُ مِنْ عَطَاؤِ رَبِّكَ وَ  
مَا كَانَ عَطَاؤُ رَبِّكَ مَحْظُورًا،  
أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ  
عَلَى بَعْضٍ وَ لَلْآخِرَةِ أَكْبَرُ  
دَرَجَاتٍ وَ أَكْبَرُ تَفْضِيلًا -  
(پہلا ج)

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں ساسی دنیا میں سواست لے کر دیتے ہیں۔ مگر پھر آخر کار ہم نے اس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے۔ جس میں وہ برے حالوں میں رہتا رہتا خدا کو راضی ہو گا۔ اور جو شخص طالب آخرت ہو اور آخرت کیلئے جیسی کوشش کرنی چاہئے۔ ویسی اس کیلئے کوشش بھی کرے۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو یہی لوگ جن کی محنت خدا کے ہاں مقبول ہوگی۔ اسے پیغمبران کو اور ان کو تیرے پروردگار کی بخشش سے ہم امداد دیتے ہیں اور تیرے پروردگار کی مدد کسی پر بند نہیں۔ دیکھو تو کسی کہ ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے اور البتہ آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور ویسے ہی اس دن کی برتری بھی بڑھ کر ہے۔

### بعض اہل جنت کی بعض پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ وہ طالب دنیا کو بھی اور طالب آخرت کو بھی اپنی بخشش سے امداد دیتا ہے۔ اور نیک ہو یا بد کسی پر اس کی بخشش کا دوا نہ بند نہیں ہے۔ پھر فرمایا "أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ لَلْآخِرَةِ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَ أَكْبَرُ تَفْضِيلًا" اس میں بیان فرمایا کہ آخرت میں لوگوں کو ایک دوسرے پر جو فضیلت ہوگی۔ وہ اس فضیلت کی بہ نسبت زیادہ ہوگی جو دنیا میں ہوتی ہے۔ اور

آخرت کے درجے دنیا کے درجوں سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح تمام بندے ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں فرمایا:-

ان پیغمبروں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے اور وجوہ سے درجے بلند کیے اور عیسیٰ ابن مریم کو کھلے کھلے مجربے دئے اور اس کی تائید روح القدس سے کی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِّحُوْا اللّٰهَ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَحَمْدُهٗ فِي الْبُيُوْتِ وَالسُّجُوْدِ وَالسُّجُوْدِ وَالسُّجُوْدِ وَالسُّجُوْدِ  
ثَلَاثًا  
(پ ۱۰ ع)

اور فرمایا:-

ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی اور طود کو ہم نے زیور دی۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّۦنَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَاتَّيْنَا دَاوُدَ زُوْرًا (پ ۱۰ ع)

صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مومن تو ہی مومن ضعیف کی بہ نسبت بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ ہر اچھی چیز کو جو تجھے نفع پہنچائے حاصل کرنے کی کوشش کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ، اور عاجز نہ ہو۔ اور اگر تجھے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو یہ نہ کہہ کہ ”اگر میں کرتا تو ایسا ہوتا“ بلکہ یہ کہہ کہ ”اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی جو چاہا سو کر دیا۔ کیونکہ ”اگر“ شیطان کی کارستانیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

۱۹  
اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ  
مِنَ الْمُؤْمِرِ الضَّعِيْفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ اِحْسَانٌ  
عَلَىٰ مَا يَنْفَعُكَ وَاَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَلَا تَجْنُبْ  
وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِيْ  
فَعَلْتُ لَكَانَ كَذَا وَكَذَا وَاَلَيْكُنْ قُلْتُ  
قَدْ رَاَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ نُوْرًا  
تَفْتَحُ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

اور صحیحین میں ابو ہریرہ اور عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِذَا جَاهَدَ الْحَاكِمُ قَاصِبًا قُلْتُ | جب کوئی حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست



نکلے تو اس کے لئے وہ اجر ہیں۔ اور جب اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد غلط نکلے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تم میں سے جن لوگوں نے فتوح مکہ سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ درجے میں ان سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتوح مکہ کے پچھلے مال خرچ کئے اور لڑے اور یوں حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَمَا نَكَلُوا وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى“

(سپ، ۷۴)

اور فرمایا:-

جب مسلمانوں کو کسی طرح کی مددوری نہیں اور وہ جہاد سے ٹھہر رہے اور اچھے شریک ہوئی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے ال و جان سے جہاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بڑھ رہنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے۔ اور یوں خدا کا وعدہ ٹینک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بڑھ رہنے والوں پر بڑی برتری دیا ہے۔ یہ لوگوں کے مدارج ہیں جو خدا کے ہاں سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور اس کی بخشش اور مرہمے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَبِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَحْفُورَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا“ (سپ، ۷۴)

اور فرمایا:-

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب

أَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ ذِمَّةً

دحرت والی مسجد جی خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا۔ کچھ لیا جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لانا۔ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو براہ راست نہیں دکھا یا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لٹے انہوں نے ہجرت کی۔ اور اپنے جان و مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ کے ہاں درجے میں کہیں برصغیر میں۔ اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رحمانی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کو دائمی آسائش ملیگی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کو اور ہمیشہ ہمیشہ رہینگے بیشک اللہ کے ہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي  
سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ  
اللهِ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
الظَّالِمِينَ۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَ  
مَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ  
اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ  
أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ وَ  
أُولَئِكَ هُمُ الْغَائِبُونَ يُبَشِّرُهُمْ  
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّةٍ  
لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا  
أَبَدًا۔ اِنَّ اللهَ عِنْدَهُ أَجْرُ  
عَظِيمٌ (پتہ ۱۷)

اور فرمایا:

بھلا جو شخص رات کے اوقات تنہائی میں خدا کی بندگی میں لگا ہے۔ کبھی اس کی جناب میں سجدہ کرتا ہے۔ اور اس کے حضور میرا دست بستہ گھڑا ہونا۔ آخرت سے ڈرتا۔ اور اپنے پروردگار کے فضل کا امیدوار ہے۔ کہیں ایسا شخص بندہ مافرمان کے برابر ہو سکتا ہے اسے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ کہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوتے ہیں مگر ان باتوں سے وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ  
اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ  
الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً مِنْ رَبِّهِ  
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ  
وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، اِنَّمَا  
يَسْتَدْرِكُهُمُ الْوَالِدَاتُ

(پتہ ۱۷)

اور فرمایا:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (پہا ۴۲)

تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔

**مجنون ولی نہیں ہو سکتا**

یہ ثابت ہو گیا کہ نبی اس وقت تک ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ مومن و متقی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

الآيَاتُ آذَانًا لِّلَّذِينَ لَّا يَخُوفُونَ عَنِّي وَلَا هُمْ يَخْزُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (پہا ۲۱)

سنو! اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ تمہیں سنو! اور نہ وہ تمہیں خوار بنائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور متقی بنے۔ اور صحیح بخاری میں حدیث مشہور ہے اور اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے:-

يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهِ وَ لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالتَّوَابِلِ حَتَّى أُجِيبَهُ -

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے تا آنکہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

اور اس وقت تک مومن و متقی نہیں ہو سکتا جب تک وہ نوافل ادا کر کے خدا کا قرب حاصل نہ کرے اور جب ایسا کرے تو وہ برابر اہل ایمان میں سے ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ نوافل کے ذریعے سے قرب حاصل کرتے کرتے سابقین مقررین میں داخل ہو جاتا ہے۔

علوم ہوا کہ کفار اور منافقین میں سے کوئی بھی خدا کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ شخص ولی ہو سکتا ہے جس کا ایمان اور جس کی عبادات درست نہ ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسے آدمی پر گناہ کوئی نہیں مثلاً کفار کے چھوٹے بچے اور وہ جن تک دعوت نہیں پہنچی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ جب تک ان کے پاس رسول نہ آئے ان کو عذاب نہ ہوگا۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر صادق رہے گی کہ یہ لوگ اس وقت تک اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ مومن و متقی نہ بن جائیں جو شخص نیکی کرنے کے بغیر اور گناہوں کو ترک کرنے کے بغیر قرب کا طالب ہو وہ بھی اولیاء اللہ میں سے نہیں اور یہی حالت

دیوانوں اور بچوں کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

<p>یہ تینوں گروہ معاف ہیں دیوانہ جب تک ہوش میں نہ آئے بچہ جب تک بالغ نہ ہو اور سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔</p>	<p>يُرْفَعُ الْعِلْمُ عَنِ ثَلَاثَةٍ عَيْنٍ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ۔</p>
--	--

اس حدیث کو اہل سنن نے علی و عائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے

اہل علم اس حدیث کے قابل قبول ہونے میں متفق ہیں البتہ وہ بچوں میں تیز کی قوت پیدا ہو چکی ہو اس کی عبادات درست ہوتی ہیں اور اس کو ثواب بھی ملتا ہے جیسا کہ علماء کا یہی مذہب ہے۔ لیکن مجنون مرفوع العلم کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ نہ اس کی عبادات درست ہیں نہ کفر و ایمان۔ نہ نماز وغیرہ۔ بلکہ عام اہل عقل کے نزدیک وہ تجارت اور وصیٰ وغیرہ دنیوی معاملات کا بھی اہل نہیں ہے۔ نہ وہ بزاز ہو سکتا ہے اور نہ عطار۔ لہذا یہ باہمی یہ اتفاق علماء اس کے وعدے بھی درست نہیں ہیں۔ اس کی خرید و فروخت، نکاح و طلاق، اقرار و شہادت الغرض ہر طرح کے اقوال غیر معتبر ہیں۔ اس کے اقوال سارے کے سارے لغویں۔ اور ان سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں ہو سکتا۔ نہ ان کا ثواب ملتا ہے۔ اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ صاحب تیز بینی کی حالت اس سے مختلف ہے۔ بعض جگہوں میں اس کے اقوال نص اور اجمل کے مطابق معتبر ہوتے ہیں اور بعض جگہوں میں ان کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔

جب مجنون کا ایمان و تقویٰ معتبر نہیں اور نہ وہ فرائض و نوافل سے خدا کا قرب حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو اس کا ولی اللہ ہونا متنع ہو اور کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس کے متعلق ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھے۔ قطعاً جبکہ اس پر اس کی دلیل بھی نہ ہو۔ یہ سوال کہ مجنون کے بعض مکاشفات و تصرفات سنیے یا دیکھنے میں آئے ہیں۔ مثلاً کسی نے دیکھا کہ اس نے کسی کی طرف اشارہ کیا اور مشاؤ الیہ مرگیا یا گر پڑا۔ سو یہ ثابت شدہ بات ہے کہ مشرکین و اہل کتاب میں سے بعض کفار و منافقین کو بھی مکاشفات اور شیطانی تصرفات حاصل تھیں۔ کاہن۔ جادوگر۔ مشرک پجاری اور اہل کتاب وہ وہ شعبہ سے دکھاتے تھے کہ

لوگ دنگ رہ جاتے تھے۔ اس لئے کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ صرف اس بات کو کسی شخص کے ولی اللہ ہونے کی دلیل قرار دے۔ خواہ اس نے اس میں کوئی ایسی بات بھی نہ دیکھی ہو جو ولی ہونے کو منافی ہو۔ چہ جائیکہ اس شخص میں ایسی باتیں پائی جائیں جو ولی اللہ ہونے کی منافی ہوں۔

### اتباع رسولؐ سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

مثلاً یہ معلوم ہو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتباع کے واجب ہونے کا ظاہر او باطناً عقیدہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرع ظاہری کے تابع ہیں نہ کہ حقیقت باطنی کے۔ یا اس کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیاء اللہ کے پاس خدا کی طرف جانے کا طریقہ ایذا علیہم السلام کے طریقہ سے علاوہ ہے۔ یا یہ کہے کہ انبیاء نے راستہ تنگ کر دیا ہے۔ یا یہ کہ ان کی پیروی عوام کے لئے ہے نہ کہ خواص کے لئے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ان لوگوں کے عقاید میں داخل ہو گئی ہیں جو ولی ہونے کے مدعی ہوتے ہیں ان لوگوں میں تو یک گونہ کفر ہے۔ جو کہ سرے سے ایمان کا منافی ہے تا بہ ولایت چرسد جو شخص اس وجہ سے کسی کو ولی سمجھے کہ اس سے خلاف عادت کوئی کام سرزد ہو گیا ہے وہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ گمراہ ہے۔ اسی طرح مجنون کا مجنون ہونا ہی صحت و ایمان و عبادات کا منافی ہے۔ اور ایمان و عبادات ولی اللہ ہونے کی شرطیں ہیں۔ جو شخص کبھی دیوانہ ہو جائے اور کبھی ہوش میں آ جائے اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب وہ ہوش کی حالت میں خدا اور رسولؐ پر ایمان لاتا ہو فرائض ادا کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو تو یہ شخص جب مجنون ہو جائے تو اس کا جنون اس کو مانع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس ایمان و تقویٰ کا جو کہ وہ بحالت افاقہ حاصل کر چکا ہے ثواب دے اور اسی کے مطابق اسے ولایت بھی حاصل ہو اور جو شخص ایمان اور تقویٰ کے بعد مجنون ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے ایمان اور تقویٰ کا اجر اور ثواب دیتا ہے۔ اور اس جنون کی وجہ سے جس میں کہ وہ اپنے کسی برے فعل کی وجہ سے مبتلا نہ ہوا ہو ضائع نہیں کرتا جنون کی حالت میں وہ مرفوع القلم رہیگا ان حالات میں جو شخص ولایت کا مدعی ہو اور وہ فرائض ادا



نہ کرتا ہو نہ گناہوں سے بچتا ہو بلکہ ایسے کام کرتا ہو جو ولایت کے منافی ہیں تو ایسے شخص کو ولی اللہ کہنا کسی فرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اگر مجنوں تو نہ ہو لیکن جنوں کے بغیر ہی بیخود سار ہوتا ہو یا کبھی جنوں کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہے اور پھر افاقہ ہو جائے لیکن وہ فرائض ادا نہ کرے اور اعتقاد رکھے کہ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع واجب نہیں ہے تو وہ کافر ہے خواہ وہ ظاہراً اور باطناً مجنوں اور مرفوع القلم ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے شخص کو اگر کافروں جیسا عذاب نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عزت کا بھی مستحق تو نہیں ہے جو کہ اہل ایمان اور تقویٰ کے لئے مخصوص ہے ان دو لوگوں کیوں پر کسی شخص کے لئے اس کے بارے میں ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں لیکن اگر افاقہ کی حالت میں وہ مومن اور متقی ہو تو اس کے مطابق اس کو ولایت حاصل ہوگی اور اگر وہ افاقہ کی حالت میں کفر و نفاق میں مبتلا ہو۔ پھر اس پر جنوں طاری ہو گیا ہو تو اس کفر و نفاق کی وجہ سے اس کو عذاب ملیگا اور اس کا جنوں اسے اس کفر و نفاق سے دور نہیں کر سکتا جو کہ افاقہ کی حالت میں وہ کما چکا ہے۔

### عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں

اولیاء اللہ ظاہری مباح امور میں لوگوں سے کسی طرح ممتاز نہیں ہوتے۔ نہ ان کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے نہ وہ بال منڈوانے یا باؤں کو چھو ٹا کرنے میں بشرطیکہ یہ چیزیں مباح ہوں ان کو کوئی خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے چنانچہ کہاوت ہے۔  
کھ من صدیق فی قباء و کھ من زندیق فی عباء  
بسا اوقات صدیق فآخرہ قبا میں مبوس ہوتے ہیں اور بسا اوقات زندیق بے دین گودڑی پہنے ہوتے ہیں۔

در ویش صفت باش و کلاہ تتری دار

بلکہ اولیاء اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گروہوں میں موجود ہیں بشرطیکہ وہ ظاہری بدعات اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ لوگ اہل تمیز۔ اہل علم۔ اہل جہاد۔ اہل شمشیر۔ اہل تجارت و صنعت اور اہل زراعت سب لوگوں میں پائے جاتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قسمیں حسب ذیل بیان فرمائی ہیں:-

لے پیغمبر تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور چند لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں۔ کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہو اور رات اور دن کا ٹھیک اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا حفظ نہیں کر سکتے تو اس نے تمہارے حال پر رحم کیا۔ اور وقت کی قید اٹھادی تو اب تمہد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی چار پڑھنے اور بعض خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ادھر ادھر ملک میں سفر کر رہے ہونگے۔ اور بعض خدا کی راہ میں دشمنوں سے لڑتے ہونگے۔ دیکھو جتنا قرآن تمہد میں آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْفَىٰ مِنْ شُلْفَىٰ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَشُلْفَىٰ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُثَبِّتُ الَّذِينَ يُشَاءُ وَاللَّهُ يُكَفِّرُ بَعْضُهُمْ أَسْوَءَ الَّذِيْنَ كَانُوا فَآذَنُوا لَهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَاللَّهُ يُسْمِعُ الَّذِي يُشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ إِنَّ لَنْ تَحْضُرُوهُ قَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ - (پک ۱۲)

### صوفی کی وجہ تسمیہ

سلف صالحین اہل دین و علم کو قاری کہا کرتے تھے۔ چنانچہ علماء اور عبادت گزار لوگ اسی جماعت میں داخل ہیں جو صوفیوں اور فقرا کا نام پیدا ہو گیا تھا، اور صوفیوں کا نام صوف کے لباس کی طرف منسوب ہے اور یہی صحیح بات ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے فقہاء کی برکزیدگی کی طرف اشارہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے ۲۲ کہ یہ نام صوفہ ابن ادریس کی طرف منسوب ہے جو کہ عرب کے ایک قبیلہ کی باوچر تھی اور وہ قبیلہ عبادت گزار ہی میں مشہور تھا نیز کہا گیا ہے کہ صوفی کا نام اصحاب صفہ کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ صفائی کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ صفوت کی طرف منسوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پہلی صف میں کھڑا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صوفیہ

یا صفائی یا صفوسی وغیرہ کہا جاتا اور صوفی نہ کہا جاتا اور فقرا کے نام کا اطلاق اہل سلوک پر بھی ہونے لگا اور یہ حال ہی میں مشہور ہوا ہے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا صوفی کا نام افضل ہے یا فقیر کا۔ اس میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ شکر گزار غنی بہتر ہے یا صبر کرنے والا فقیر اور اس مسئلے میں قدیم سے جھگڑا چلا آتا ہے جنیدؒ اور ابو العباس ابن عطاء کے درمیان بھی یہ جھگڑا ہوا احمد بن حنبلؒ سے اس معاملہ میں دو روایتیں ہیں اور صحیح وہی بات ہے جس کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا:-

<p>لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور بلاد و ریاستیں تمہاریسے ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔</p>	<p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔</p> <p>(پہلا ۲۱۳)</p>
--	--

صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ افضل ہیں فرمایا جو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا یوسف نبی اللہ ابن یعقوب نبی اللہ ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ افضل ہیں۔ پھر عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا کہ مساوی عرب کے متعلق پوچھتے ہو؟ النَّاسُ مَعَادِنٌ كَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْحَيَاةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَتَهُوا (لوگوں کی مثال بھی سونے اور چاندی کی کانوں کی ایسی ہے ان میں سے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں سب سے بہتر تھے ان کو جب سمجھ آ جائے تو اسلام میں بھی سب سے بہتر ثابت ہوتے ہیں)

**فضیلت کا معیار تقویٰ ہے**

کتاب و سنت اس پر دال ہیں کہ لوگوں میں سے زیادہ باعزت وہ ہیں جو ان

میں سے زیادہ متقی ہیں۔ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجِيٍّ وَلَا لِعَجِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِعَسْوَدٍ عَلَى أَيْبَسٍ وَلَا لِبَيْضٍ عَلَى أَسْوَدٍ إِلَّا بِالتَّقْوَى النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ نُوحٍ أَپ (کسی عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اور کربے تو محض تقوٰی کی بنا پر۔ لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنایا گیا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَذْهَبَ عَنْكَ عُنْبِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَنَحْرَهَا بِالْأَبَاءِ النَّاسِ رُجُلَانِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَكَافِرٌ شَقِيٌّ (اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے زمانے کا اترا نا اور اس زمانے کا باپ دادوں پر فخر کرنا دور کر دیا ہے۔ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں متقی مومن اور بدکار شقی) سو جو شخص ان اقسام میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے۔ اور جب دونوں تقوٰی میں برابر ہوں تو وہ دونوں درجہ میں بھی برابر ہیں۔

### لفظ فقر کی تحقیق

لفظ فقر سے شریعت میں مال سے فقیر ہونا مراد ہوتا ہے۔ اور مخلوق کا خلق کی طرف محتاج ہونا بھی مراد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِسْمًا الصَّدَقَاتِ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْكِينِ (صدقات فقرا اور مساکین کے لئے ہوتے ہیں) اور فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ (اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو۔) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فقیروں کی دو قسمیں بیان فرما کر دونوں کی تعریف کی ہے ایک اہل الصدقات اور اہل فقیروں کی پہلی قسم کے متعلق فرمایا:۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَغْنُونَ صَرْفًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَدُّعِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْمَعُونَ النَّاسَ خیرات ان عاجمندوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ گھرے بیٹھے ہیں ملک میں کسی طرف کو جانا چاہیں تو وہ نہیں سکتے۔ جو شخص ان کے حال سے بے خبر ہے وہ کی خودداری کی وجہ سے ان کو غنی سمجھتا ہے لیکن اہل مخاطب تو انہیں دیکھے تو ان کی صورت سے ان کو کھات

الْمُهَاجِرَاتُ

(پت ۵ ع)

پہچان جائے۔ کہ محتاج ہیں مگر ہاں لگ پٹ کھ لوگوں سے نہیں مانگتے۔

دوسری قسم کے متعلق جو کہ دونوں میں سے افضل ہے

وہ مال جو بن لٹے ہاتھ لگائے۔ منجملہ اور حق داروں کے محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو کافروں کے ظلم سے اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دے گئے۔ اور اب وہ خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہی تو سچے مسلمان ہیں۔

بِالْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

(پت ۶ ع)

یہ ان مہاجرین کی صفت ہے جنہوں نے گناہ ترک کر دیے تھے۔ اور خدا کے دشمنوں سے ظاہری و باطنی طور پر جدا کیا تھا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال و جان پر امین سمجھیں اور مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو خدا کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو خدا کی ذات کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے

الْمُؤْمِنُ مَنْ آمَنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَدِينِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ كَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللَّهِ۔

جہاد اصغر و جہاد اکبر

بعض نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں فرمایا:-

ہم چھوٹے جہاد سے ہمارے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آگئے ہیں۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ۔

اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال



کے متعلق علم رکھنے والے لوگوں میں سے کتنی عرصے سے روایت نہیں کیا۔ کفار سے جہاد کرنا سب سے بہتر کاموں میں سے ہے۔ بلکہ وہ ان تمام اعمال سے جنہیں انسان ثواب کے لئے کرتا ہے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جن مسلمانوں کو کسی طرح کی معذوری نہیں اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے۔ اور ان کے شریک ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے اور ان کو خدا کا عمدہ نیک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے۔ اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(پ ۱۰ ع)

اور فرمایا:-

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب و حرمت والی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا۔ جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راہِ راست نہیں دکھایا کرتا جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ - الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَ

یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جی میں ان کو دنیا آسائش ملے گی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کواؤ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کے ہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ، يُبَشِّرُوهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(پت ۶۹)

صحیح مسلم وغیرہ میں نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ اسلام لانے کے بعد اگر میں جاہلوں کو پانی پلاتا رہوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے دوسرے شخص نے کہا کہ اگر اسلام لانے کے بعد میں مسجد الحرام کو آباد کئے رکھوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا ان دونوں سے افضل ہے جو کہ تم نے ذکر کئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس زور سے باتیں نہ کرو۔ لیکن جب نماز ادا ہو چکے گی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا اور اللہ تعالیٰ نے متذکرہ بالا آیت نازل فرمائی۔ صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کون عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون عمل افضل ہے تو فرمایا کہ والدین سے نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی باتیں پوچھیں اگر میں ادا پوچھتا تو اور بھی بتاتے۔ اور صحیحین ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سے افضل کونسا عمل ہے؟ فرمایا کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا پھر کون؟ تو فرمایا

کچھ مقبول۔ صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ فرمایا کہ مجھے اس کی برداشت نہ ہوگی (یا استطاعت فرمایا یا طاقت) اس نے عرض کیا کہ بتا ہی دیجئے فرمایا:-

<p>کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب تم جسد کے لئے کھڑے ہوتے ہو وہاں یہ بھی کرو کہ روزہ رکھو تو افطار نہ کرو۔ اور نماز پر کھڑے ہو تو کبھی وقفہ نہ کرو۔</p>	<p>هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا حَرَجْتَ مُجَاهِدًا أَنْ تَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ وَتَقُومَ وَلَا تَقْضِرَ۔</p>
---	---

### معاذ پر انوار نبوی کی بارانِ رحمت

سنن میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت وصیت فرمائی کہ

<p>۲۴ یعنی اے معاذ جہاں کہیں ہو خدا سے ڈرتے رہو گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد جلد نیکی کرو کہ اس گناہ کو مٹا دے۔ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ۔</p>	<p>يَا مُعَاذُ إِنَّكَ لَتَلْقَى اللَّهَ حَيًّا مَا كُنْتَ وَأَنْتِجَ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَحْمُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقِ حَسَنٍ۔</p>
---	--

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا

ہوں سو ہر نماز کے پیچھے یہ ضرور کہہ دیا کرو کہ

<p>اے اللہ مجھے توفیق دے کہ تیری یاد اور تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور اچھی طرح تیری بندگی انجام دوں۔</p>	<p>اللَّهُمَّ آعِنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ،</p>
--	--

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر حضرت معاذ کے پاس بیٹھے ہوئے

فرمایا کہ اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اپنے بندوں پر خدا کا کیا حق ہے دماغ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے

ہیں حضور نے فرمایا ان پر خدا کا حق یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں (پھر فرمایا) کیا نہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ حق ادا کر دیں تو خدا پر ان کا کیا حق ہو جاتا ہے معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا "بندوں کا حق خدا پر یہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے" یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ ہی سے فرمایا "سب کاموں کی جڑ اسلام ہے اور اس کا سنون نماز ہے اور سب سے بلند عمل جہاد ہے پھر فرمایا میں تمہیں نیکی کے دروازے ہی کیوں نہ بتا دوں۔ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو اس طرح بھمکا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور اسی طرح آدمی رات کے وقت نماز پڑھنا نیکی کے دروازوں میں سے ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آ یہ کریمہ پڑھی

مات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ بھی ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردہ غیب میں موجود ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

سَتَجَافِي جُنُوبَهُمْ عَنِ  
الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ  
خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ  
يَنْقُصُونَ فَلَا تَعْلَمُ لَفْسٌ  
مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ شَرٍّ اِذْ  
اَعْيُنٌ حِزَّاءٌ يَعْمَلُونَ  
(پل ۱۵ ع)

پھر فرمایا اے معاذ میں تجھے وہی چیز کیوں نہ بتا دوں جس پر ان تمام بانوں کی قبولیت کا مدار ہے۔ حضور نے معاذ کی زبان پکڑ کر فرمایا اپنی اس زبان کو قابو میں رکھ۔ معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ حضور نے فرمایا تمہ پر ماں کی پھٹکار معاذ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آگ میں جو لوگ نطنوں کے بل اوندھے گرائے جائیں گے وہ

پہنہ دانتی کی ہی زبانوں کے باعث ہی ہلاک ہوئے۔ اس کے بیان میں صحیحین ہی کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
لَاخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ | جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے  
چاہئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

اچھی بات کرنا اس سے بہتر ہے کہ اچھی بات سے خاموشی اختیار کر لی جائے اور بری بات سے خاموش رہنا بری بات کہہ دینے سے بہتر ہے۔

### دائمی خاموشی ممنوع ہے

رہی دائمی خاموشی سو وہ بدعت ہے اور اس کی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح روٹی اور گوشت کھانا اور پانی پینا چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی بڑی مذموم بدعت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ابوہریرہؓ ہے اس نے نذرمانی ہے یعنی دھوپ میں کھڑا رہتا ہے سائے سے پرہیز کرتا ہے۔ باتیں نہیں کرتا اور روزہ رکھے رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حکم دیدو کہ بیٹھ جائے۔ اور اپنے اوپر سایہ کرے۔ باتیں کرے۔ اور روزے کو پورا کرے۔ صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کئے گویا وہ دریافت کرتے تھے کہ ان میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عبادت گزار ہے۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے ہم میں سے کون رسول صلعم کے برابر ہے ہیں ان سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے کیونکہ ان کے گناہ سب معاف تھے پس اپنے گناہ میں روزہ رکھو نگا اور افطار نہیں کرونگا۔ دوسرے نے کہا میں نماز پڑھتا رہوں گا تو سوؤنگا نہیں۔ تیسرے نے کہا میں گوشت نہ کھاؤنگا۔ چوتھے نے کہا میں بیویوں سے نکاح نہیں کرونگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں میں تو روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو سوتا بھی ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بیویاں بھی رکھتا ہوں



پس جو شخص میری سنت سے ہٹا گا وہ مجھ سے نہیں ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی طریق پر چل کر یہ خیال کرے کہ اس کا طریق بہتر ہے تو وہ اللہ اور رسول سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَن مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا  
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ - (پ ۱۶ ع)

جو شخص ملت ابراہیم سے ہٹتا ہے وہ  
آدمی جو قوت ہے

بلکہ سرسلم پر یہ عقیدہ واجب ہے کہ بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ہر جمعہ کو یہ باتیں خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

## فصل

### اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے

ولی اللہ کے لئے معصوم ہونا یا خطا اور غلطی سے مبرا ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علم شریعت کی بعض باتیں بھی اُسے معلوم نہ ہوں اور دین کے بعض امور میں بھی اسے مغالطہ ہو اور یہ سمجھنے لگے کہ فلاں امور کا خدا نے حکم دیا ہے اور فلاں سے منع کیا ہے حالانکہ دراصل ایسا نہ ہو۔ بعض خورق عادات کو اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرے۔ حالانکہ دراصل وہ شیطانی حرکات ہوں جنہیں شیطان نے اس کا درجہ گھٹانے کے لئے باعث شبہ بنا دیا ہو۔ اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شیطان کی حرکات ہیں۔ اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ وہ ولایت کے درجے سے خارج نہ ہو کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس امت سے خطا نسیان اور ایسی باتوں سے جو ان سے بدرجہ مجبوری سرزد ہوں معاف رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْهِ | اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا اس پر

رسول اور مومنین سب ایمان لائے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں ہم پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے اور بول اٹھے کہ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا ہے ہمارے پروردگار میں تیری ہی مغفرت درکار ہے۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس کی اٹھانے کی اس کو طاقت ہو جس نے اچھے کام کئے تو ان کا نفع بھی اس کے لئے ہے اور جس نے برے کام کئے ان کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو نہ بکڑا اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گذرے ہیں جس طرح ان پر تو نے بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا اور ہمارے قصوروں سے واکزارا درہار گناہوں کو معاف کر او۔ ہم پہنچ کر تو ہی ہمارا مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کر

مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ، كُلُّ  
 اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ  
 وَرُسُلِهِ لَا نَفَرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ  
 مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَ  
 اطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ  
 الْمَصِيْرُ، لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا  
 اِلًا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ  
 عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا اِلَّا  
 تُوَاخِذُ نَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا  
 رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا  
 كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَی الدّٰیْنِ مِنْ  
 قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا  
 طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا  
 وَ اَغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ  
 مَوْلَانَا فَاَنْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ  
 الْكَافِرِيْنَ

(پت ۴۸)

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا اور فرمایا ہے کہ میں نے یہ کروایا۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی

اگر تم ظاہر کرو اس چیز کو جو کہ تمہارے دلوں میں ہے یا سے چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے ہی لے گا

اِنَّ تُبَدُّوْا مَآ فِیْ اَنْفُسِكُمْ  
 اَوْ تَخْفُوْا بِهَا سُبْحٰنَ اللّٰهِ

فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پت ۴)

اور جسے چاہیگا بخش دینگا۔ اور جسے چاہیگا عذاب دینگا  
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو ان کے دلوں میں کوئی ایسی بات داخل ہوئی جس سے زیادہ سخت اس سے پہلے  
کبھی داخل نہیں ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو۔

سَعَيْنًا وَاَطْعَمَنَا وَ سَلَّمَنَا۔ | ہم نے سنا۔ ہم نے مانا اور سر تسلیم خم کر دیا۔

فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا انفا کیا اور یہ آیت نازل کی۔

لَا يَكِلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا الخ۔ جب انہوں نے کہا اے خدا اگر ہم سے بھول چوک

ہو جائے تو ہمیں نہ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ فَعَلْتُ (میں نے ایسا کر دیا یعنی معاف کر دیا)

پھر انہوں نے کہا اے اللہ ہم پر ان لوگوں جیسا بوجھ نہ ڈال جو کہ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار

ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جس کی ہم کو طاقت نہ ہو ہم سے درگزر کر ہمارے گناہوں کو بخش دے

ہم پر رحم کر تو ہمارا مددگار ہے اور تو کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ اس کے جواب

میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ

اور نہیں ہے تم پر گناہ اس بات میں کہ جو بھول چوک

سے ہو جائے لیکن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ

سے ہو جائے لیکن اس میں گناہ ہے جس کو تمہارے

دل جان بوجھ کر کریں۔ (پت ۴)

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابو ہریرہ اور عمر و ابن العاص رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ہے۔

إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَمَّا صَاحِبٌ فَلَهُ

جب حاکم اجتہاد کرے اور اجتہاد درست نکلے تو اس کے

أَجْرَانِ وَإِنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ۔ | دو اجر ہیں اور اگر غلط نکلے تو اس کا ایک اجر ہے۔

خطا کرنے والے مجتہد کو گناہ گار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس کے لئے ایک اجر رکھا جو کہ

اجتہاد کرنے کا صلہ ہے اور اس کی خطا معاف کر دی لیکن وہ مجتہد جس کا اجتہاد ٹھیک نکلے

وہ اجر حاصل کرتا ہے اور وہ پہلے سے افضل ہے۔

## الہام کی صحت کا معیار

اسی لئے مجب ولی اللہ کے لئے غلطی کا امکان ہے تو لوگوں کو اسکی تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہاں الینتہ نبی ہو تو اور بات ہے اور ولی اللہ کے لئے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ان تمام چیزوں پر اعتماد کرے جو کہ اس کے دل پر القا ہوتی ہیں الایہ کہ وہ موافق شریعت ہوں اپنے الہام۔ مکالمہ۔ اور غلطی جیسے وہ خدا کی طرف سے سمجھے، بھروسہ نہ کرے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سب کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی کسوٹی پر پرکھ لے اگر موافق نکلے تو منظور کرے اور اگر مخالفت ہو نہ قبول کرے۔ اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ موافق ہے یا مخالف تو اس پر تامل کرے۔

## غلط اجتہاد یا غلط الہام ولایت کا منافی نہیں

اس باب میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں دو قسمیں دونوں انتہاؤں پر ہیں ایک وسط میں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو کہ کسی شخص پر ولی اللہ ہونے کا عقیدہ جمالیتے ہیں پھر جو بات بھی اس کے خیال میں خدا کی القا کی ہوئی بات ہو اس سے موافقت کر لیتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اسے تسلیم کر لیتے ہیں دوسری قسم اس شخص کی ہے جو کہ کسی شخص کے قول یا فعل کو موافق شرع نہ سمجھے تو اس شخص کو ولایت ہی سے خارج کر دیتا ہے اگرچہ وہ مجتہد غلطی ہی کیوں نہ ہو لیکن بصدائق خیار الامور اوسا طہا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ تو ولی اللہ کو معلوم سمجھا جائے اور نہ گنہگار۔ جب اجتہاد میں خطا کرے تو اس کی ہر بات کا اتباع نہ کیا جائے اور نہ اس کے اجتہاد کے ساتھ کفر و فسق کا حکم لگایا جائے۔ لوگوں پر واجب وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعے بھیجی ہے لیکن جب بعض فقہاء کے قول کا خلاف کرے اور بعض سے موافقت کرے تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے قول مخالف سے الزام دے اور کہے کہ یہ مخالفت شرع ہے۔ اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا :-

فَدَاكَانَ فَاِذَا لِمَ جَبَلَكُمُ مُحَمَّدًا تُوْنَوَانِ | تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو گزرے ہیں اور اگر  
يَكُنْ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَعَمْرُ مِنْهُمْ " | میری امت میں بھی محدث ہیں تو عمر ان میں سے ہے





ہوئی۔ اور کبھی ان کا الہام شریعت کے مخالفت بھی ہو جاتا تھا اس صورت میں وہ اس سے رجوع کرتے تھے جیسا کہ انہوں نے یوم حدیبیہ میں رجوع کیا تھا جب کہ حضرت عمرؓ کی یہ رائے تھی کہ مشرکین کے ساتھ جنگ کی جائے اور بخاری وغیرہ میں مشہور حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں عمرہ کے لئے سفر کیا اور ان کے ساتھ قریباً چودہ سو مسلمان تھے جنہوں نے درخت کے نیچے آپؐ بیعت کی اور مشرکین سے اس شرط پر مصالحت کر لی تھی کہ حضور اس سال واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ کریں گے اور ان کے لئے ایسی شرطیں رکھیں جن میں مسلمانوں پر بظاہر کمزوری کا شائبہ نظر آنا تھا بہت سے مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گذری حالانکہ اللہ اور رسول زیادہ اچھا جانتے تھے اور اس کی مصلحتوں سے آگاہ فرماتے حضرت عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جن کو یہ معاہدہ ناپسند تھا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا بیشک حضرت عمرؓ نے عرض کیا، کیا ہمارے منتولین جنت میں اور ان کے منتولین دوزخ میں نہ جائیں گے؟ حضور نے فرمایا بیشک جائیں گے۔ تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں بیٹھے رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کا رسول ہوں وہ میرا مدگار ہے۔ اور میں سبکی نافرمانی نہیں کر سکتا، پھر عرض کی کیا آپ ہم سے یہ نہ کہتے تھے ہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کا طواف کریں گے، فرمایا بیشک۔ لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا اسی سال داخل ہو گے؟ عرض کی کہ نہیں حضور نے فرمایا تو پھر تم بیت اللہ میں داخل ہو کر رہو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد عمر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف گئے اور وہی باتیں کہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دیا تھا۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب حضرت ابو بکرؓ نے سننا تھا۔ بات صرف اتنی تھی کہ حضرت ابو بکرؓ بہ نسبت حضرت عمرؓ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بلحاظ موافقت کامل تر تھے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور اپنی خطا کے کفارہ میں کئی اعمال بجالائے۔ اسی طرح جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمرؓ نے آپ کی موت سے پہلے تو انکار کر دیا پھر جب حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ حضور بیشک

فوت ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کیا اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جہاد کے مسئلے میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ آپ کیسے لوگوں کے ساتھ جہاد کریں گے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”میں اس پر مامور ہوں کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ وہ خدا کے ایک ہونے کی شہادت نہ دیدیں اور مجھے رسول اللہ نہ تسلیم کر لیں اور جب وہ ایسا کر دیں تو ان کے مال و جان مجھ سے محفوظ ہیں الا یہ کہ وہ مال و جان کے بدلے میں لئے جائیں ابو بکر نے فرمایا کیا رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب یہ لوگ اسلام کا حق دہائیں تو ان کے مال و جان کا لینا جائز ہے۔ سو زکوٰۃ اسلام کا حق ہے مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اگر وہ بکر ہی کا وہ بچہ بھی جو کہ وہ رسول اللہ کو دیکھتے تھے مجھے نہ دینگے تو میں اس کے بدلے ان سے جہاد کروں گا۔ عمرؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ حق پر ہیں۔

حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں۔ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَقَالَ لَدَا أَبُو بَكْرٍ أَلَمْ يَعْلَمْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَإِنَّ الزَّكَاةَ مِنْ حَقِّهَا وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي مَعْنَا قَاتَا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَرَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرِي بِكَيْفٍ لِقَاتَالٍ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ مَلْحَقٌ ۚ

### صدیق کو محدث پر کیوں ترجیح حاصل ہے؟

اس کی کئی نظیریں موجود ہیں جن سے معلوم ہے۔۔۔ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح حاصل ہے۔ حالانکہ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث ہیں کیونکہ صدیق کا مرتبہ محدث کے مرتبہ سے بلند تر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیق جو کچھ بھی کہتا ہے یا کرتا ہے تو وہ رسول معصوم سے سیکھتا ہے۔ اور محدث بعض باتیں

اپنے دل سے حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا دل معصوم نہیں ہے، اس کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے دل کے انعامات کو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی کسوٹی پر پرکھے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے۔ اور ان سے مناظرہ کیا کرتے بعض امور میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے۔ اور بعض میں ان سے اختلاف فرمایا کرتے تھے آپ ان کو اور وہ آپ کو کتاب و سنت سے دلائل سنایا کرتے تھے مناظرہ کر کے اپنی بات منوایا کرتے۔ لیکن یہ سمجھی نہ کہتے تھے کہ میں محدث ہوں۔ بلکہ ہوں۔ اور مجھ سے خطاب ہوتا ہے۔ اسی لئے تم لوگوں کو میری بات مان لینینی چاہئے اور مقابلہ نہیں کرنا چاہئے۔ جو شخص ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے یا اس کے دوست اس کو ولی اللہ کہیں اور یہ سمجھیں کہ اس سے خطاب ہوتا ہے اس لئے اس کے پیروں پر اس کی ہر بات مان لینا ضروری ہے۔ اس سے مناظرہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور کتاب و سنت لھو نظر رکھنے کے بغیر ہی اس کا حال تسلیم کر لینا چاہئے۔ تو یہ دعویٰ اس کے دوست جو اس دعویٰ میں شریک ہیں خطا کار ہیں اور ایسے لوگ گمراہ ترین لوگوں میں سے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے افضل ہیں آپ امیر المؤمنین ہیں۔ تاہم مسلمان ان سے جھگڑتے تھے۔ اور کتاب و سنت کے مطابق آپ لوگوں پر اور لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے۔

### انبیاء اور اولیاء میں فرق

امت کے تمام سلف صالحین اور ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی کوئی شخص بھی کیوں نہ ہو اس کے بعض قول قبول کئے جا سکتے ہیں اور بعض ترک کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ انبیاء اور غیر انبیاء کا فرق ہے۔ انبیاء صلوات اللہ علیہم اللہ عزوجل سے جو باتیں لائیں ان سب پر ایمان لانا ضروری اور ان کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ اولیاء کے ہر حکم کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ اور نہ ان کی ہر خبر پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا حکم اور ان کی خبر کتاب و سنت کے سامنے پیش کی جائیگی جو کتاب و سنت کے موافق نکلا وہ مان لیا جائیگا۔ اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہوگا

وہ رد کر دیا جائیگا۔ اگرچہ اس مخالف کتاب و سنت بات کے کہنے والا اولیاء اللہ ہی میں سے کیوں نہ ہو اور وہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو جس کی خطا معاف کر دی گئی ہو۔ اور اسے جہنم کا اجر بھی دے دیا گیا ہو۔ لیکن جب اس کا قول کتاب و سنت کے مخالف ہوگا۔ تو اس میں وہ خطا کار سمجھا جائیگا۔ اور جو شخص جسب استطاعت خدا سے ڈرتا رہے۔ اس کی خطا معاف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَا تَقْوَاهُ اللَّهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن) | جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور یہ تفسیر ہے اللہ کے اس قول کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ  
تَقَاتِهِ - (پت ۷۲) | لے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے۔

ابن مسعود اور دیگر صحابہ فرماتے ہیں کہ اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کی یاد کی جائے اور اس کو فریو نہ کیا جائے۔ اس کا شکر کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔ اور یہ سب کچھ حسب استطاعت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا  
لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ  
(پت ۷۸) | اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کام وہ کرے گا اس کا ثواب ہوگا تو اسی کے لئے اور خراب ہوگا تو اسی کو ہوگا۔

اور فرمایا:-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ  
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ  
(پت ۷۲) | اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے مقصد بھر نیک عمل بھی کئے اور ہم تو کسی شخص پر اس کی سوائے سے بڑھ کر بوجھ والا ہی نہیں کرتے یہی لوگ جنتی ہونگے۔ کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور فرمایا:-

انصاف کے ساتھ پوری پوری پاپ کرو۔ اور پوری پوری قول۔ ہم کسی شخص پر اس کی سمائی سے بڑھ کر بوجہ نہیں ڈالتے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ انبیاء جو کچھ لائے اس پر ایمان لانا

ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

تَوَلَّوْاۤ اٰمَنًا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنزِلَ  
اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنزِلَ اِلَىٰ اِبْرٰهِيْمَ  
وَاسْمٰعِيْلَ وَيٰعِصٰى وَابْنَتِهَا  
وَاسْحٰبِ طُوًى وَمَاۤ اُوْتِيَ مُوسٰى  
وَغَيْسِیْ وَمَاۤ اُوْتِيَ الْكٰتِبِيْنَ  
مِنْ رَّبِّهِمْ لَا تَعْرِفُوْا بَيْنَ  
اَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَدٰى مُسْتَلُوْنَ  
(پ ۱۶ ع)

اور فرمایا:-

اَلَمْۤ اَهِدْ لَكُمُ الْكِتٰبَ لَا رَيْبَ فِیْهِ  
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ  
بِالْغَيْبِ وَيُعِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ  
مِمَّاۤ اَرَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ  
يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنزِلَ اِلَيْكَ  
وَمَاۤ اُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ  
هُمْ يُؤْتِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى  
هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ  
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ  
(پ ۱۶ ع)

۳۶ مسلمان تم ہو دو نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور صحیفے جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ہود اور یوسف پر اترے ان پر اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملے۔ اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جھانکی نہیں بکتے۔ اور اسی ایک حمد کے فرمانبردار ہیں

العد۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہوئے ہیں کچھ بھی شک نہیں۔ پر ریزگاروں کی رہنما ہے جو یقین پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے۔ اس میں سے ماخذ میں بھی خرچ کرتے ہیں اور بے یقین جو کتاب تم پر اتری اور جو تم سے پہلے آتیں۔ ان سب پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی آخرت میں منجائی مرادیں پائیں گے



اور فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوْتُوا وَجُوهَكُمْ  
قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ  
الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ  
وَالرَّسُولِينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى  
حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ  
وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى  
الزَّكَاةَ وَالْمُؤْتُونَ بِهَدْيِهِمْ  
إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي  
الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ  
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ  
هُمُ الْمُتَّقُونَ - (پے ۷۶)

مسلمانوں کی یہی نہیں کہ نماز میں اپنا منہ مشرق کی طرف  
کر لو۔ یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے  
جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں  
اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مالِ عزیزِ اللہ کی  
حسبِ پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور  
مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور غلامی وغیرہ کی  
قید سے لوگوں کی گردنوں کے چھڑانے میں دیا۔  
اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ جب کسی باس  
کا اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگدستی  
اور ہلا چلی کے وقت میں ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ  
ہیں جو دعویٰ اسلام میں سچے نکلے۔ اور یہی ہیں جن  
کو پرہیزگار کہنا چاہئے۔

اس سب مذکور سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کتاب و سنت کی پابندی  
لازمی ہے اور اولیاء اللہ میں کوئی ایسا معلوم نہیں ہو سکتا جو کتاب و سنت کو ملحوظ رکھنے  
کے بغیر ہر اس بات کو جو اس کے دل میں القا ہو واجب الاتباع سمجھ لے۔ یا کوئی اور  
اس کی پیروی کرے۔ اس پر اولیاء اللہ کا اتفاق ہے۔ جو شخص اس کا خلاف کرے وہ  
ان اولیاء اللہ سے نہیں ہے۔ جن کی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بلکہ ایسا شخص  
یا تو کافر ہو گا۔ یا حد سے زیادہ جاہل ہو گا۔

## مشائخ کے اقوال اور پابندی کتاب و سنت

### سیمان دارانی کا قول

مشائخ کے کلام میں اس طرح کی مثالیں بہت موجود ہیں۔ شیخ ابوسیمان دارانی نے فرمایا ہے اِنَّ لَيَقَعُ فِي قَلْبِ السُّنَّةِ مِنْ نَكْتِ الْقَوْمِ فَلَا اَقْبَلُهَا اِلَّا بِشَاهِدِيْنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ یعنی میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے نکتہ وارد ہوتا ہے تو میں کتاب و سنت کی شہادت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا۔

### حضرت جنید کا قول

الواقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علمنا هذا مقید بالکتب والسنة فن لدرقواء القرآن ویکتب الحدیث لایصلح لہ ان یتکلم فی علمنا یعنی ہمارا یہ علم (علم ولایت) کتاب و سنت کا پابند ہے۔ جو شخص قرآن جانے اور حدیث نقل نہ کرے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ ہمارے علم کے بارے میں بات تک بھی کرے۔ (دیا یہ فرمایا کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس کی پیروی کی جائے)

### ابو عثمان نیشاپوری کا قول

ابو عثمان نیشاپوری فرماتے ہیں من امر السنة علی نفسه قولاً وفعلاً نطق بالحکمة ومن امر الحق علی نفسه قولاً وفعلاً نطق بالبدعة لان الله يقول وان تطيعوه تهتدوا جو شخص قولاً وفعلاً اپنے نفس پر سنت کو حاکم بنائے، وہ حکمت کی بات کرتا ہے اور جو قولاً وفعلاً اپنے نفس پر خواہش کو حاکم بنا تا ہے وہ بدعت کی بات کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے: **وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا** (پ ۳۱۷) [اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہ سرجالگو گے۔

ابو عمر ابن عبید فرماتے ہیں کہ ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب و سنت سے نہ ہو باطل ہے۔ اور اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں۔ وہ کسی آدمی کو ولی اللہ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی ہر بات قابل قبول اور اس کا ہر فعل قابل تسلیم ہوتا ہے خواہ وہ کتاب و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا شخص اس

کی موافقت کرنے لگتا ہے۔ اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر تمام لوگوں پر فرض قرار دی ہیں جن کی خبروں کی تصدیق جن کے احکام کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور جو باتیں اہل حجت و اہل روزخ سید و شقی کے مابین وجہ امتیاز ہیں ان کی مخالفت کرتا ہے۔ جو شخص ایسے لوگوں کی اتباع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے زیاں کار اور مجرم ہے۔ رسول کی مخالفت اور اس شخص کی موافقت ایسے شخص کو پہلے تو بدعت اور مگر ابھی کی طرف اور پھر کفر و نفاق کی طرف گھسیٹ لے جاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق بن جاتا ہے۔

اور جس دن نافرمان اپنے ماتھے کاٹے گا اور کسے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ دین کے رستے لگ لیتا ہائے میری کجی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس نے تو نصیحت کے آئے مجھے بھی مجھے اس سے بہکا دیا۔ اور شیطان کا تو قاعدہ ہے کہ وقت ہوا پر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ  
يَقُولُ يَلَيْتَنِي أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا  
يَوْمَ يُنْفَخُ اللَّيْلِيُّ لَمَّا أَخَذَ فَلَانًا خَلِيلًا  
لَقَدْ صَلَّيْنَا عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي  
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا  
(پ ۱۹ ع)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یہ وہ دن ہوگا جب کہ ان کے منہ آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ اور افسوس کے طور پر کہیں گے کہ اے کاش ہم نے دنیا میں اللہ کا حکم مانا ہوتا۔ اور اے کاش ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرواں او اپنے بڑوں کا کہنا مانا اور انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تو اے ہمارے پروردگار ان کو دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی سی بڑی لعنت کر

يَوْمَ تُقَابُ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ  
يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ  
أَطَعْنَا الرَّسُولَ، وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا  
أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَأَنَا خَلَائِفُكَ  
السَّبِيلَ، رَبَّنَا آتِنَا مِن مِّنْهُم مِّنْ  
مِّنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَتِمْ لَعْنَا  
كَبِيرًا -

(پ ۲۰ ع)

اور فرمایا:

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اور کو بھی شریک خدا ٹھہراتے اور جیسی محبت خدا سے رکھتی چاہتے۔ ویسی محبت ان سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو تو سب سے بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے اور جو بات ان ظالموں کو مذاب کے دیکھنے پر سوجھ پڑیگی۔ اے کاش اب سوجھ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے۔ اور نیز یہ کہ اللہ کا عذاب بھی سخت ہے۔ یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہو گا۔ کہ اس وقت گرو اپنے پیلے چانٹوں سے دست بردار ہو جائیگی، اور مذاب آنکھوں سے دیکھ لیگی۔ اور ان کے آپس کے تعلقات سب ٹوٹ ٹاٹ جائیگی۔ اور پیلے ہل اٹھیں گے کہ اے کاش ہم کو ایک دفعہ دنیا میں پھر لوٹ کر جاناٹے تو جیسے یہ لوگ آج ہم سے دست بردار ہوئے، اسی طرح ہم بھی ان سے دست بردار ہو جائیں۔ یوں اللہ ان کے اعمال ان کے آگے لائیگا۔ کہ ان کو اعمال سزا سے موجب حسرت دکھائی دینگے۔ اور اس پر بھی انکو دوزخ سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ، إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَدَّ أَوَّالَهُمْ وَالْعَذَابَ وَأَنفَضَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنَّا، كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ

(نپ ۴۷)

یہ لوگ ان نصاریٰ سے مشابہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو خدا کے علاوہ پروردگار بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی خدا بنا لیا حالانکہ وہ مامور اس کے تھے کہ ایک خدا کی پرستش کرتے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ جو شرک کرتے ہیں اس سے وہ پاک ہے اور مسند میں ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ عدی ابن حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کی بندگی تو نہیں کی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں

نے ان کے لئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا انہوں نے ان کی یہ بات مان لی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے انہوں نے ان کی عبادت کی اس لئے ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اصول کو ضائع کر کے وصول کو حرام بنا دیا کیونکہ اصل الاصول اس چیز پر ایمان لانا ہے جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے اللہ پر رسول پر اور اس کی شریعت پر ایمان لانا لابدی ہے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں جنوں عربوں عجمیوں۔ عالموں۔ عابدوں۔ بادشاہوں اور رعیتوں انقضائاً لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے اللہ عزوجل کی راہ کسی مخلوق پر اس وقت تک نہیں کھلتی جب تک وہ ظاہراً و باطناً رسول اللہ کا اتباع نہ کرے حتیٰ کہ سوسلی عیسیٰ اور دوسرے انبیاء بھی حضور کو پالیتے تو ان پر حضور کا اتباع واجب ہوتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اور اے پیغمبر ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو اپنی کتاب اور عقل سلیم دیں اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق بھی کرے تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور ان باتوں پر جو ہم نے تم سے عہد دیا ہے اس کو تسلیم کیا۔ پیغمبروں نے عرض کیا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں خدا نے فرمایا اچھا تو آج کے قول و اقرار کے گواہ رہو اور تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہم بھی ہیں۔ تو بات کے اس قدر کچے ہوئے پیچھے جو کوئی قول سے منحرف ہو تو وہی لوگ نافرمان ہیں

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ التَّيِّبِينَ  
لَمَّا آتَيْتُمْ كُمُومِنَ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ  
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِمَا  
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ  
لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ  
وَ أَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي  
قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا  
وَ أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ  
فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ  
هُمُ الْفَاعِلُونَ -

(پ ۷۷)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں پیدا



کیا جن سے یہ حمد نہ لیا ہو کہ اگر اس کی زندگی میں محمد مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ (۳۱) نے ہر نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے یہ حمد لے لے کہ اس امت کی زندگی میں حضرت محمد مبعوث ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ  
آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ  
مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَخَفَتُوا  
إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا  
بِهَا وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ  
صَلَاةَ لَا بَعِيدًا وَإِذْ قَبِلْتُمْ لَمَّا  
تَأْتُوا إِلَى مَا نُزِّلَ اللَّهُ وَرَأَى الرَّسُولَ رَأَيْتَ  
الْمُتَكَفِّرِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا  
فَكَيفَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ  
بِمَا قَدَّمْتَأْيِدِيهِمْ تَتَجَافَوْنَ  
عَنْهَا وَمَا لَهُمْ بِهَا مِنْ آلَاءِ  
إِحْسَانًا وَتَوَفِّيْنَا، أُولَئِكَ  
الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ  
فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ وَوَعظَهُمْ  
مَوْعِظَةً وَقَالَ لَهُمْ فِي  
أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا  
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ  
إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ  
رَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا  
أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا  
اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهُ لَهُمْ  
الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَابًا  
رَحِيمًا فَلَا دَرَبَ لَكَ  
لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى

(اے پیغمبر کیا تم نے ان منافق مسلمانوں کے حال پر نظر نہیں کیا جو  
منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر اتارا  
گیا ہے اور ان آسمانی کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے اتاری گئی  
ہیں اور چاہتے ہیں یہ کہ اپنا مقصد ایک شریر کے پاس بھیجیں  
حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی بات نہ انیں اور شیطان  
چاہتا ہے کہ ان کو پھٹکار کر راہ راست سے بڑی دُور سے جائے  
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اؤ اللہ نے جو حکم نازل ہے اس  
کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کریں تو تم ان منافقوں کو دیکھتے  
ہو کہ وہ تمہارے پاس آنے سے رکتے ہیں تو اس وقت ان کی  
کیسی کچھ رسوائی ہوگی جب ان ہی کے اپنے کتوت کی وجہ سے  
ان پر کوئی مصیبت آئے تو تمہارے پاس تمہیں کھاتے  
ہوئے دوڑے آئیں کہ بخدا ہماری غرض تو سلوک اور سیل  
طلب کی تھی یہ ایسے ہی ہیں کہ جو فساد ان کے دلوں میں ہے  
بس خدا ہی کو خوب معلوم ہے۔ تو اے پیغمبر ان کے پیچھے نہ پڑو  
اور ان کو سمجھا دو اور ان سے ایسی باتیں کرو کہ اچھی طرح ان کے  
ذہن نشین ہو جائیں اور جو رسول تم نے بھیجا اس کے بھیجنے سے  
بھارا مقصود یہی رہا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کا کمانا جائے  
اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اگر اس وقت یہ پو  
نہا سے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول ان کی معافی  
چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور

ہے پس اے پیغمبرؐ تمہارے ہی پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ جو کچھ فیصلہ کرو اس سے کسی طرح دلگیر بھی نہ ہوں۔ بلکہ قبول کر لیں جب تک ایسا نہ کریں یہ یومین نہیں ہو سکتے

يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا -  
(پ ۱۷)

غرض جب تک یہ سب کچھ نہ کریں اس وقت تک ان کو ایمان کا بہرہ نہیں اور جس نے ذرا بھی رسول کی شریعت کی مخالفت کی اور جسے وہ دلی اللہ بھتارا۔ اس کا منقلد بنا کر اس نے اپنی بات کی بنا اس پر رکھی کہ وہ دلی اللہ ہے اور دلی اللہ کسی بات کی مخالفت نہ کی جائے۔ حالانکہ اگر یہ شخص سب سے بڑے اولیاء اللہ میں سے ہو جیسے کہ صحابہ کرام اور تابعین تھے۔ تو جب بھی اس کی وہ بات نہ مانی جائیگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ چہ جائیکہ ان سے کم درجے کے اولیاء کی باتیں پانی جائیں اور بیا اوقات تو ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کو محض اس بنا پر دلی اللہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس سے بعض خوارقِ اوقات اور بعض عجیب تصرفات ظاہر ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ وہ کسی طرف اشارہ کر دے اور وہ مرجائے۔ یا ہوا میں اڑ کر کے وغیرہ پہنچ جائے۔ یا کبھی کبھی پانی پر چلے یا ہوا سے لوٹا۔ بھرے یا بعض اوقات غیب سے خرچ کرے یا کبھی کبھی لوگوں کی آنکھوں سے روپوش ہو جائے۔ یا بعض لوگ اس کے پاس داد خواہی کریں وہ غائب یا مردہ ہو اور اس کے باوجود وہ اسے دیکھیں کہ وہ آیا اور حاجت پوری کر دی یا وہ لوگوں کو گم شدہ چیزوں کی خبر دے۔ کسی گم شدہ آدمی یا مریض کا حال بنائے و علیٰ ہذا القیاس۔ ان باتوں میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی دلیل ہو کہ ان اوصاف والا آدمی دلی اللہ ہے بلکہ اولیاء اللہ اس پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے جب تک کہ یہ نہ دیکھ لیا جا۔ ئے کہ وہ کہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتا اور امر و نہی میں ان کے موافق چلتا ہے۔

اور اولیاء اللہ کی کرامات ان خوارقِ العادات سے بہت بڑی ہوتی ہیں۔ ان خوارقِ عادات والا آدمی دلی اللہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور عدو اللہ بھی کیونکہ خوارقِ عادات کفارِ مشرکین۔ ان کتاب۔ منافقین۔ اہل بدعت اور شیطانیوں میں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا جائز نہیں ہے کہ جس شخص میں ان میں سے کچھ باتیں ہوں وہ دلی اللہ ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کا اعتبار ان کی صفات ان کے افعال اور

ان کے ان حالات سے ہوتا ہے جو کتاب و سنت کے تابع ہوں اور ان کی پہچان ایمان و قرآن کی روشنی سے اور شریعت ظاہری اور یقین باطنی کے حقائق سے ہوتی ہے۔

### مجرب و نجاستوں اور گتوں سے پرہیز نہیں کرتے

مثال کے طور پر غور کیجئے کہ اس طرح کی خلاف عادت باتیں بعض اوقات ایسے لوگوں میں بھی پائی (۳۲) جاتی ہیں جو وضو بھی نہیں کرتے۔ فرض نماز میں بھی ادا نہیں کرتے۔ نجاستوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔ کتوں کی محفل میں بیٹھے رہتے ہیں۔ حماموں۔ قبرستانوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پڑے رہتے ہیں۔ ان سے بدبو آتی ہے شرعی غسل و وضو نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں جنبی یا کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اور ان عادات کے متعلق فرمایا کہ یہ شیطان کی سیرگاہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ان دونوں چیزوں سے پھل کھائے گا وہ ہماری اس مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جن چیزوں سے نبی آدم کو تکلیف ہوئی ہے۔ ان چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور ان ہی کو پسند کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور ستھرے رہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نساؤئہ ہے اور نساؤئہ کی کو پسند کرتا ہے نیز فرمایا پانچ چیزیں بری ہیں جو حل اور حرم دونوں میں قتل کی جائیں۔ سانپ۔ چوہا۔ کوا۔ چیل۔ کاٹنے والا کتا۔ ایک روایت میں سانپ اور کچھو کا لفظ آیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا جس نے کتا کھا۔ اور وہ کتا حالاکہ اسے کھیتی اور دودھ دیتے والی چیزوں کی حفاظت کر کے اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ تو اس کے عمل میں سے ہر روز قیامت بھر کی ہوتی رہتی ہے۔ اور فرمایا ان لوگوں کے ساتھ فرشتے نہیں رفاقت کرتے جن کے ساتھ کتا ہو اور فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اُسے سات مرتبہ دھونا چاہئے جس میں سے ایک مرتبہ مٹی بھی ملی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور بری رحمت ہر چیز تک وسیع ہے میں ان لوگوں کے لئے رحمت لکھ دوں گا جو کہ مرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کو مانتے ہیں اور اس رسول کا اتباع کرتے ہیں جو میری آئی ہے جسے وہ اپنے ہاں توراہ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور جو ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے بترتین رتی کے ایک وزن ہوتا ہے +

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَلْتَهُمَا  
لَلَّذِينَ يَتَّقُونَ ذُكُورًا وَالَّذِينَ  
لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ  
يَسْتَعِينُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ  
الَّذِي يَجِدُ وَنَدَّ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي  
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

سے منع کرتا ہے۔ پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے۔ اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے ان کے بوجھان سے اتار تا ہوا اور جن پھانسیوں میں جکڑے ہوئے تھے ان سے نجات دلاتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں اس کی مدد کرتے ہیں اور جو نور اس کے ساتھ نازل ہوا اس کا اتہام کرتے ہیں وہی لوگ کامیاب ہیں۔

وَيُنَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ  
وَيُحَيِّمُ عَلَيْهِمُ الْحَبَابِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ  
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ  
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ وَعَزَّرُوهُمْ وَآصَرُوا  
وَاتَّبَعُوا التَّوْرَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ  
أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (پ ۶)

جب وہ شخص ان ناپاک اور خبیث چیزوں کے ساتھ جلا رہے، جو شیطان کو پسند ہیں۔ یا حراموں اور کوٹے رکٹ کے گندے ڈھیروں میں پڑا رہے جہاں شیطان موجود رہتے ہیں یا سانپوں بچھوٹوں اور بھڑوں کو اور کتے کے کاؤں کو جو کہ پلید اور خبیث چیزیں ہیں کہا جائے یا پیشاب یا دوسری نجاستیں جنہیں شیطان پسند کرتا ہو پل جائے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرے اور مخلوقات سے داد خواہی کرے اور ان کی طرف توجہ کرے یا اپنے پیروں کی جانب سجدہ کرے اور خالص رب العالمین کا مطیع نہ ہو یا کتوں اور آگ کے ساتھ سیل چول رکھے یا ڈھیروں اور پلید جگہوں میں پڑا رہے۔ یا قبرستانوں اور یہود نصاریٰ یا مشرکین کفار کی قبروں کی طرف مقام کرے قرآن سننے کو پسند نہ کرے اور اس سے نفرت کرے اور اس پر سردوں اور شعروں کے سننے کو ترجیح دے اور شیطانی آلات طرب کے سننے کو رحمانی کلام پر ترجیح دے تو یہ سب شیطان کے دوستوں کی علامتیں ہیں نہ کہ رحمان کے دوستوں کی۔

(۳۴۳) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کے متعلق سوال کرے تو قرآن سے کرے اگر وہ قرآن سے محبت رکھتا ہوگا۔ تو خدا سے محبت ہوگی۔ اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہو تو خدا و رسول سے بغض رکھتا ہوگا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اللہ عزوجل کے قرآن سے کبھی سیر نہ ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر الہی دل میں ایمان کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اور گانا نفاق کو دلیں اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی سبزی کو اگاتا ہے اور اگر وہ شخص ایمان کے باطنی حقایق سے آگاہ ہو۔ احوال رحمانی اور احوال شیطانی میں فرق کر سکتا ہو تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور ڈال دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ

لاؤ تاکہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے بخشے اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کرے جسکے ذریعے تم چہرہ پھر واد تمہیں صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بخشے والا رحم کرنے والا ہے۔

اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ يُؤْتِكُمْ كَهْلٰلِيْنَ  
مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ  
وَيُغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پہلے پ ۱۰۷)

اور فرمایا:

اور اسی طرح مجھ جیسا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے علم سے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کہا ہے۔ لیکن ہم نے اُسے ایک نور بنایا ہے۔ اُس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ پر لاتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحٰیْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ  
اٰمُرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْاَلْتَابُ وَ  
لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنَا هٗ نُوْرًا تَمْشٰی  
بِهٖ مِّنْ تَنْشَاؤِ مَنِ عِبَادِنَا۔ (پہلے پ ۱۰۷)

یہ شخص اُن سونین میں سے ہے جن کے بارے میں وہ حدیث آئی ہے جسے ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا میں نے کی فراست سے ڈر و کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے پہلے اس حدیث کا ذکر آچکا ہے جسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا بندہ ذوالفیل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے چنانچہ مجھی سے سنتا ہے۔ مجھی سے دیکھتا ہے۔ مجھی سے پکڑتا ہے اور مجھی سے چلتا ہے۔ اگر مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے دے دیتا ہوں۔ اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔ اور جو کچھ مجھی سے کہتا ہے۔ اس میں سے کسی چیز پر مجھے اس درجہ تردد نہیں ہوتا جتنا اس بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے وقت ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہو جس کی دل آزاری مجھے ناپسند ہو۔ حالانکہ یہ لاپرواہی امر ہے۔ جب کوئی بندہ ایسے بندوں میں سے ہو تو وہ اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے درمیان اسی طرح خرق کرتا ہے جس طرح صراف کھرے اور کھوٹے درہم میں تمیز کرنا ہے۔ اور جس طرح گھوڑوں کو پہچاننے والا اچھے اور زراب گھوڑے میں فرق پہچان لیتا ہے اور جس طرح اچھا شاہ سوار بہادر اور ڈرپوک کے درمیان امتیاز کر لیتا ہے۔ اور جس طرح سچے نبی اور تہی



(متنبی جھوٹے نبی کو کہتے ہیں) کے درمیان فرق کرنا واجب ہے۔ اور محمد صادق و امین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ موسیٰ۔ مسیح اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اور مسیحا کذاب۔ اسود عسی۔ طلحہ اسکا حرث دمشق اور بابائے رومی وغیرہ جھوٹوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کے متقی اولیاء اور شیطان کے گمراہ دوستوں میں بھی فرق ہے۔

### تمام انبیاء کا دین واحد ہے

حقیقت یعنی دین رب العالمین کی حقیقت تو وہ چیز ہے جسپر انبیاء و مرسلین کا اتفاق ہے اگرچہ ان میں ہر ایک کے لئے جدا گانہ راہ و منہاج ہے۔ یعنی فروعات مختلف ہیں۔ راہ کے لئے قرآن کریم میں شریعت کا لفظ آیا ہے جس سے مراد شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱۳۳) لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جَا  
 تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی  
 اور طریقہ خاص۔ (پ ۱۱۷)

اور فرمایا:-

پھر اے پیغمبر ہم نے تم کو دین کی ایک شریعت یعنی اسلام سے لگا دیا ہے۔ تو تم اس شرک پر چلے جاؤ۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں۔ اللہ کے مقابلے میں یہ لوگ تمہارے کسی کام نہیں آسکتے۔ اور نافرمان لوگ ایک کاساقی ایک اور پرہیزگاروں کاساقی اللہ ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شِرْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ  
 فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا  
 يَعْلَمُونَ إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللَّهِ  
 شَيْئًا إِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ  
 بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ (پ ۱۱۸ ع ۸)

منہاج راستے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور اے پیغمبر ان لوگوں کو کہو کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ اہل مکہ دین کے سیدھے رستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی ریل پیل سے سیراب کرتے تاکہ سے کی نعت میں ان کی شکر گزاری کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو مٹا سکتا ہے۔

وَأَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا لَنْ نَغْفِرَ لَهُمْ فِتْرَهُ  
 مَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ  
 عَذَابًا صَعَدًا -

سخت میں لے جا کر داخل کریگا۔ (پ ۱۱۹ ع ۱)

شریعت بمنزلہ دیا کے ہے۔ اور منہاج اس وادی کو کہتے ہیں جس میں وہ بہتا ہے۔ اور منہاج مقصود

دین کی حقیقت ہے یعنی خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔ یہ دین اسلام کی حقیقت ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ خدائے رب العالمین کے سامنے گردن نہاد ہو جائے۔ اور اس کے سوا کسی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ جو شخص خدا کے سوا کسی کے سامنے گردن نہاد ہوتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشتا جو اس سے شرک کرے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن نہاد نہ ہو۔ اور اس کی عبادت سے برسیل تکبر و گردانی کرے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

رَاتِ الْاٰلِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ | جو لوگ میری عبادت سے سستائی کرتے ہیں غنغیب مرے  
سَیْدِنَا لَوْ لَکُمْ دَاخِرُوْنَ (پتا ۱۷) | پیچھے ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔

دین اسلام پہلے اور پچھلے نبیوں اور مرسلوں کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ الَّذِیْ سَلَّمَ عَلَیْهِ فَاِنَّہٗ | اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی مذہب تلاش کرے تو اس  
یَقْبَلُ مِنْہٗ۔ (پتا ۱۷) | کی یہ سبھی کبھی قبول نہ ہوگی۔

یہ آیت ہزارانہ کے لئے عام ہے۔ اور ہر جگہ کے لئے صادق ہے۔ نوح۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ ان کی اولاد موسیٰ۔ عیسیٰ اور ان کے حواری سب کا مذہب اسلام تھا۔ اور وہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

یَقُوْبُ ہٰذَا اِن كَانَ لَکَبْرٌ عَلَیْکُمْ مِّمَّا حٰی دَا | لے میری قوم اگر میرا رہنا اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سمجھنا  
تَدٰکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَعَلَّ اللّٰہُ تَوٰکَلْتُ | تم پر گراں گزرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم اور  
فَاَجْعُوْا اٰمْرَکُمْ وَاَشْرَکَآءَکُمْ شُرَکَآءَ | تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک سب مل کر اپنی ایک بات  
یٰکُمْ وَاَمْرَکُمْ عَلَیْکُمْ عِندَہٗ ثُمَّ اَقْرَبُ اِلَیَّ | ٹھہراؤ۔ پھر تمہاری وہ بات تم میں کسی پر مخفی نہ رہے تاکہ  
وَلَا تُنظِرُوْنَ، فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّہٗ | سب اس تدبیر کی تکمیل میں شریک ہو سکیں۔ پھر جو کچھ تم کو  
سَاۡئِسْکُمْ مِّنْ اٰجْرٍ اِنْ اٰجِرِیْ اِلَّا عِنِّیْ | کرنا ہے۔ میرے ساتھ کر چلو۔ اور مجھے قسمت نہ دو۔ پھر اگر  
اللّٰہِ، وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ | تم میرے سمجھانے سے منہ موڑ بیٹھیے تو میں نے تم سے کچھ مزدوار  
الْمُسْلِمِیْنَ۔ | تو مانگی نہ تھی۔ میری مزدوری تو بس خدا پر ہے۔ اور مجھ کو حکم  
دیا گیا ہے۔ کہ میں اس کے فرمایا ہوا دلوں کے زمرے میں ہوں

(پتا ۱۳)

اور فرمایا ہے۔

ادکون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے انخون کرے مگر وہی جس کی عقل ماری گئی ہو۔ اور بیشک ہم نے ان کو دنیا میں بھی انتخاب کر لیا تھا۔ اور آخرت میں بھی وہ نیکوں کے زمرے میں ہونگے جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو جواب میں عرض کیا کہ میں سارے جہاں کے پروردگار کا فرما قبول ہوا۔ اور اس طریقے کی نسبت ابراہیم اپنے بیٹوں کو وصیت کر گئے۔ اور یعقوب بھی کہ بیٹا اللہ تمہارے اس دین کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے۔ پس تم مسلمان ہی مرنے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ  
إِلَّا مَنِ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَا  
فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ  
الصَّالِحِينَ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ  
قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَوَصَّى بِهَا  
إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ  
اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُوا  
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ - (پ ۱۶)

اور فرمایا

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: اے میری قوم اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اس پر بھروسہ کرو۔ اگر تم مسلم ہو۔

وَقَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ  
إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
بِاللَّهِ تَعَالَىٰ تَوَكَّلُوا  
إِن كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ (پ ۱۷)

اور جاہلوں نے کہا:-

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی کھالیں اٹھیل سے اور فرما بڑا کیا کی حالت میں ہمیں دنیا سے اٹھالے۔

رَبَّنَا أَنْزِغْ عَلَيْنَا حَبْرًا  
وَتَوَقَّسْنَا  
مُسْلِمِينَ - (پ ۱۸)

یوسف علیہ السلام نے فرمایا:-

مجھے جانت اسلام دنیا سے اٹھا اور نیک لوگوں کے ساتھ میرا ساتھ کر۔

تَوَقَّسِنِي مُسْلِمًا  
وَالْحَقِّنِي بِالطَّالِقِينَ  
(پ ۱۹ سورہ یوسف)

بلقیس نے کہا:-

میں سیمان کے ساتھ پروردگار کے سامنے جھک گئی۔ (نمل)

أَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فرمانبرداری انبیاء اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے چلے آئے ہیں اور شاخ و پھل بھی

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ  
أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ  
هَادُوا وَالرَّبَّاتِيُونَ  
وَالْأَخْبَادُ (پ ۲۰)

اور جو ایوں نے کہا:-

اَمَّا يَا لِلّٰهِ وَاشْهَدُ يَا تَا مُسْلِمُونَ (آل عمران)

ہم خدا کے ساتھ ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

پس انبیاء کا دین ایک ہے جو اہل شریعتیں مختلف النوع ہوں۔ جیسا کہ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ

وسلم سے منقول ہے۔ کتاب نے فرمایا:-

اِنَّا مَعشَرُ الْاَنْبِيَاءِ وَدِينُنَا وَاحِدٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تمہارے لئے خدا نے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے جس کی وصیت اس نے لوح کوئی تھی اور پھر چلنے کا حکم لے پیغمبر ہم نے تمہاری طرف ہی بھیجا ہے۔ اور اس پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ کو دیا۔ اور وہ رستہ یہ ہے کہ دین کو قائم کرو۔ اس میں تفرقہ نہ ڈالو لے پیغمبر جس بات کی طرف تم دعوت دیتے ہو وہ مشرکین کو شائق گزرتی ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ  
نُوحًا وَالَّذِي اَوْحَيْنَا لَكَ وَمَا  
وَصَّيْنَا بِهِ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ  
اِنَّ اَقِيْمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ  
كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوهُمْ  
اَلَيْسَ - (پ ۲۳ ع)

اور فرمایا:-

لے گروہ پیغمبر! اچھی چیزیں کھاؤ۔ نیک کام کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں واقف ہوں۔ تمہاری یہ جماعت ایک جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھی سے ڈرو۔ پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ کر کے اپنا اپنا دین جما جہاں کر لیا۔ اب جو دین (۲۵) جس فرقے کے پاس ہے۔ وہ اسی سے خوش ہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّو مِنَ الطَّيِّبَاتِ  
وَأَعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ  
وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا  
رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ - فَتَقَطُّوا أَمْوَالَهُمْ بَيْنَهُمْ  
ذُبْرًا كُلًّا حَبْرًا بِمَا كَدَرْتُمْ فَرِحُونَ بِمَا أَع

سلف صالحین، ائمہ مجتہدین اور تمام اولیاء اللہ کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ انبیاء ان اولیاء سے افضل ہیں جو انبیاء ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن سعادت مندوں پر انعام فرمایا ہے۔ ان کے چار مراتب قرار دیئے ہیں۔ فرمایا

جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں انہیں ان لوگوں کا ساتھ حاصل ہوگا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین۔ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ  
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ  
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَ  
حَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا - (پ ۶ ع)

اور حدیث میں ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوگا اور نہ غروب ہوگا جو کہ ابو بکر سے افضل ہو۔ اور تمام امتوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ | لوگوں کی رہنمائی کے لئے جس قدر امتیں پیدا ہوئیں۔ ان سب میں  
(پک ۳ع) | سے تم بہتر ہو۔

اور فرمایا:

ثُمَّ أَدْرَأْنَا الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا | پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کا ہم نے انتخاب  
مِنْ عِبَادِنَا۔ (فاطر) | کیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتُمْ تَوْفِيقُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا | تم سترہ امتوں میں سے آخری امت ہو۔ اور ان سب سے بہتر  
وَ أَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ | اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزیز بھی ہو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی قرن اول افضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے کہ حضور نے فرمایا تمام قرون میں سے وہ قرن افضل ہے جس میں میں بسوٹ ہوا۔ پھر وہ لوگ جو اس قرن والوں سے متصل ہیں اور پھر ان کے بعد آنے والے لوگ۔ اور یہ صحیحین میں کئی وجوہ سے ثابت ہے صحیحین ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا میرے صحابوں کو گالی نہ دو۔ کیونکہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی کوہ احد کے برابر سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان صحابیوں کے سیر یا آودھ سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا! سابقون الاولون یعنی مہاجرین و انصار تمام صحابہ ہیں افضل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَوِيٰ مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ | تم میں سے جن لوگوں نے نفع سے قبل مال خرچ کیا۔ اور جہاد کیا۔ تم  
سے برابر نہیں۔ بلکہ وہ جسے میں ان لوگوں سے بڑے میں جنوں نے  
بعدمیں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور بھلائی کا وعدہ نواہ اللہ تعالیٰ نے ان  
وَدُوْنِ جَمَاعَتٍ مِّنْ سِوَاكُمْ | (سورہ حدید) | دوڑوں جماعتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ رکھا ہے۔

اور فرمایا:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ | مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان



وَالْأَنْصَارَ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ | لائے۔ اور جو لوگ نبیؐ کرنے میں ان کے قدم بقدم چھے۔ اللہ تعالیٰ ان  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پ ۷۲) | سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

سابقوں الاولوں وہ ہیں جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کئے۔ اور لڑائیاں لڑیں۔ اور فتح ہو  
مرا صلح حدیبیہ سے۔ کیونکہ وہ مکہ کی اولین فتح ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيُخَفِّرَ لَكَ | ہے پیغمبرؐ نے کھلم کھلا تمہاری فتح کرا دی تاکہ خدا تمہارے اہل  
اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ رَمًا تَأَخَّرَ۔ | اور پچھلے گناہ معاف کرے۔ (پ ۷۹)

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ سابقین اولین میں سے  
بھی خلفاء عرب و افضل ہیں۔ اور ان چاروں میں ابو بکر افضل ہیں۔ پھر عمر افضل ہیں۔ صحابہ ان کے مخلص  
تابعین۔ ائمہ کرام اور جمہور امت کا اسی پر اتفاق ہے۔ اس کے دلائل بسط و تفصیل کے ساتھ ہم نے  
اپنی ایک اور کتاب (منہاج اہل السنۃ النبویہ فی نقض کلام اہل الشیعہ) میں بیان کر دئے ہیں۔ اور یہ  
حقیقت تو اہل سنت اور اہل تشیع کی تمام جماعتوں کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بولومت  
کی افضل ترین شخصیت خلفائے میں سے ہے۔ صحابہ کے بعد آنے والی کوئی ہستی صحابہ سے افضل نہیں ہو  
سکتی۔ اور اوبہ اللہ میں سے افضل وہی ہے جسے رسولؐ کی لائی ہوئی شریعت کا سب سے زیادہ علم  
ہو۔ اور اس کی پیروی میں سب سے آگے ہو۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سمجھنے (۳۶)  
اور اس کی پیروی کرنے میں تمام امت میں سب سے کامل ہیں۔ اور ابو بکر صدیق علم و عمل کے لحاظ سے سب  
سے افضل ہیں۔

### خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء

ایک غلط رجحان نے خاتم الانبیاء کے قیاس پر یہ کہہ دیا ہے کہ خاتم الاولیاء افضل الاولیاء ہے مثلاً  
خاتم الاولیاء کا ذکر تک بھی مشائخ متقدمین میں سے بجز محمد بن علی الحکیم ترمذی کے کسی نے نہیں کیا۔ انہوں نے  
ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں کئی جگہ غلطیاں کی ہیں۔ پھر متاخرین میں سے ایک گروہ ایسا پیدا ہوا  
جس میں سے ہر ایک شخص اس کا دعویٰ ہوا کہ وہ خاتم الاولیاء ہے۔ ان میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ علم  
باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاء خاتم الانبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاء اس کے ذریعہ سے علم باللہ حاصل  
کرتے ہیں۔ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے اپنی کتاب الفصوص میں یہی لکھا ہے۔ اور اس میں انہوں نے

شریعت اور عقل کا بھی خلاف کیا ہے۔ اور انبیاء اولیاء کا بھی۔ یہ کہنا کہ علم باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاء خاتم انبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاء خاتم الاولیاء سے علم باللہ حاصل کرتے ہیں۔ عقل و قرینہ سے ایسا ہی بعید ہے جیسا یہ کہنا کہ ان کے بچے سے چھتڑ کر کر آپڑی“

**انبیاء اولیاء سے افضل ہیں**

اپنے اپنے زمانہ کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس امت کے اولیاء سے افضل ہیں۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء اس شخص سے علم باللہ حاصل کریں جو ان کے بعد آئے اور خاتم اولیاء ہونے کا مدعی ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ جو ولی تمام اولیاء سے بعد میں آئے۔ وہ تمام پر فضیلت بھی رکھے آخری نبی کا افضل ہونا البتہ تفصیلاً سے ثابت ہے۔ چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”اَنَا سَيِّدُ دَوْلِ الْأَدَمِ وَلَا فَخْرَ“۔ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور یہ کہنا بطور فخر نہیں (نیز حضور فرماتے ہیں کہ میں جنت کے دروازے کے پاس آؤں گا اور اس کے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ خازن کہیگا۔ آپ کون ہیں میں کوئی محمد مجھے ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ شب معراج کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ تمام انبیاء سے بلند کر دیا۔

يَذَكَرُ الرَّسُولُ فَضْلَنَا بَعْضَهُمْ  
عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مِّنْ كَلِمَةِ اللَّهِ وَ سَخَّعَ  
بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ - (پہلے)

ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں اور بعض کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔

اس آیت کے سب سے زیادہ مستحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

**خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقابلہ**

اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو۔ اور خصوصاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہو سکتے۔ ان کی شریعت کسی سابق و لاحق کی محتاج نہیں ہوتی۔ بخلاف مسیح علیہ السلام کے جنہوں نے اپنی شریعت میں اکثر تورات کا حوالہ دیا ہے۔ اور خود صرف شریعت موسوی کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ نصارتی مسیح علیہ السلام سے پہلے کی نبوتوں تورات و زبور اور چوبیس کے چوبیس نبیوں کے محتاج تھے۔ ہم سے پہلے اُن تین محمد تین مسیحین کی محتاج ہوتی تھیں۔ لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے

اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ ان کو وہ کسی نبی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی محدث کی۔ بلکہ ان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل و معارف اور اعمال صالحہ جو کہ دیگر انبیاء میں متفرق طور پر موجود تھے جمع کر (۳۷) دئے ہیں۔ آپ کو جو فضیلت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ وہ اس سبب سے ہوئی ہے کہ آپ کی طرف وحی بھیجی گئی ہے۔ اور آپ پر احکام و شرائع نازل ہوئی ہیں۔ اور تشریح و تشریح میں کسی دوسرے بشر کی وساطت و وقوع میں نہیں آئی۔ بخلاف اولیاء کے جن کو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو۔ تو وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ولی اللہ بن سکتے ہیں۔ اور جب بھی ان کو ہدایت یا راجح حاصل ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حاصل ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص کو کسی رسول کی رسالت بھی پہنچی ہو۔ وہ اس رسول کے اتباع کے بغیر ولی نہیں بن سکتا۔ اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ بعض اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جاننے کے بعض رستے ان کے پاس ایسے ہیں جن میں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ شخص کافر اور بے دین ہے

### وہ مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں

اور جو شخص یہ کہے کہ میں علم ظاہر میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہوں۔ لیکن علم باطن میں نہیں ہوں۔ علم شریعت میں محتاج ہوں اور علم حقیقت میں ان سے مستثنیٰ ہوں۔ وہ شخص ان یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں نہ کہ اہل کتاب کی طرف۔ یہود و نصاریٰ رسالت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور ایک سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کافر قرار پائے۔ اسی طرح وہ شخص جو کہنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم ظاہر لائے ہیں نہ کہ علم باطن، ایک حصہ پر ایمان لانا ہے۔ اور دوسرے سے انکار کرتا ہے۔ اس وجہ سے کافر ہے شخص یہود و نصاریٰ سے بدتر کافر اس وجہ سے ہے کہ علم باطن دلوں کے ایمان۔ اور دلوں کے معارف و حوال کا علم ہے۔ ایمان کے حقائق باطن کا علم ہے۔ اس لئے اسلام کے صرف ظاہری اعمال کے علم سے اشرف و افضل ہے جب یہ شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری امور سے واقف ہیں نہ کہ حقائق ایمان سے۔ اور وہ ان حقائق کو کتاب و سنت سے اخذ نہیں کرتا۔ وہ اس امر کا دعویٰ رہے کہ جو حصہ اسے رسول کی وساطت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ دوسرے حصے سے کتر

ہے۔ اور یہ اس شخص سے بدتر ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں بعض پر ایمان لاتا ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں۔ لیکن یہ دعویٰ نہیں کرنا کہ جس حصہ پر میں ایمان لاتا ہوں۔ وہ دونوں حصوں میں سے کمتر حصہ ہے۔ ان مدعیان اسلام ملاحظہ کیا یہ دعویٰ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ شعر پڑھتے ہیں۔

مقام النبوة فی سبوح  
فزیلت الرسل دون المولى  
**آنحضرت صلعم کی ولایت کی حیثیت**

اور کہتے ہیں کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت میں جو کہ ان کی رسالت سے بزرگتر ہے شریک ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ان کی عظیم ترین گمراہی پر مبنی ہے کیونکہ ولایت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام تک نہ ہو سکے۔ تو یہ لحد کس باغ کی موی ہیں۔ ہر رسول نبی اور ولی ہوتا ہے۔ رسالت میں نبوت اور نبوت میں ولایت شامل ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ قیاس کریں کہ رسول صرف نبی ہوتا ہے ولی نہیں ہوتا۔ تو یہ قیاس منتہی ہے کیونکہ اگر وہ صرف نبی ہوتا تو اولیاء اللہ کا وجود ہی نہ ہوتا۔ رسول کی نبوت اس کی ولایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ خالی ہے تو کوئی شخص رسول کی ولایت میں اس کا منبئ نہیں ہو سکتا۔

**فلسفیانہ الحاد و کاشفہ کے رنگ میں**

(۳۸) صاحب الفصوص ابن عربی کی طرح ان لوگوں کا بھی یہی قول ہے کہ وہ ولایت کی دولت اسی کان سے حاصل کرتے ہیں۔ جس سے وہ فرشتہ جلال کرنا ہے۔ جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس طریق پر وہ اہل فلسفہ کے عقیدے کو مکاشفہ کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں۔ اہل فلسفہ کا عقیدہ ہے نہ افلاک قدیم اور انہی ہیں۔ ان کی ایک علت ہے جس سے وہ تشبیہ رکھتے ہیں۔ ارسطو اور اس کے پیروؤں کا یہ قول ہے۔ مناخرین فلسفہ کاجن میں ابن سبعا اور ان کی طرح کے افراد شامل ہیں۔ یہ قول ہے کہ ان میں سے اول موجب پیدائش ہے۔ یہ لوگ پروردگار عالم ذیل نشانہ دعوت اس کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے ایشیا کو اپنی مشیت و قدرت سے پیدا کیا ہے۔ وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم ہے۔ بلکہ وہ یا تو ارسطو کی طرح مطلقاً اس کے علم ہی کے منکر ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ وہ امور متعینہ میں سے صرف کلیات

کا علم رکھتا ہے۔ جیسا کہ ابن سینا کا قول ہے۔ اور یہ قول بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے علم سے انکار کا مراد ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی خارج میں موجود ہے۔ وہ معین جڑی ہے۔ افدک وہ گل میں جن سے جڑی معین ہے یہی حال تمام اعیان اور ان کے افعال و صفات کا ہے۔ پس جو شخص کلیات کے بغیر کسی چیز کا عالم نہ ہو اس کو حقیقت میں موجودات کا کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا۔ کلیات کا وجود تو صرف ذہنوں میں ہوتا ہے ان کی کوئی معین صورت نہیں ہوتی۔ اس طرح کے فلسفیوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ گفتگو دوسرے مقالہ پر کی جا چکی ہے۔ جہاں تعارض عقل و نقل کے رد اور دیگر مباحث کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ بلکہ یہ تو مشرکین عرب سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ نیز وہ مانتے تھے کہ اُس نے مخلوقات کو مشیئت و قدرت سے پیدا کیا۔ ارسطو اور اس کی طرح کے یونانی فلسفی ستاروں اور بتوں کو پوجتے تھے۔ فرشتوں اور پیغمبروں سے نا آشنا تھے۔ چنانچہ ارسطو کی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ ان لوگوں کا علم زیادہ تر امور طبیعیہ میں ہے۔ الہیات میں جب وہ قدم رکھتے ہیں تو زیادہ غلطی کرتے ہیں۔ اور کتر رستی کی طرف آتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ نسخ و تبدیل کے بعد بھی ان کی بندت علوم الہیات کے بہت زیادہ واقف ہیں۔

### عقول عشرہ کی حقیقت

لیکن ابن سینا کی طرح کے متاخرین اہل فلسفہ نے ان قدیم فلسفیوں اور پیغمبروں کی تعلیمات کو باہم ملا کر ایک مجون سا بنا دینا چاہا۔ ان لوگوں نے کچھ اصول جہیہ کے اور کچھ مستزاد کے لئے اور ایک ایسا مذہب طیار کیا جس سے اہل مذہب غنی آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اس مذہب کی خرابیوں اور تناقضات کا ذکر ایک حد تک ہم نے کسی دو سری جگہ پر کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ان تمام مشنوں پر فوقیت حاصل کر چکا ہے جنہوں نے مسموہ عالم میں گونج پیدا کی ہے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ انبیاء عالمہ اور جنتوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اس تعلیم اور اپنے ان یونانی اسلاف کی تعلیم کو جمع کر دینا چاہا۔ جو اللہ تعالیٰ کے۔ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اس کے پیغمبروں اور یوم آخرت کے علم سے اس درجہ دور ہیں کہ ان کی بے علمی کی نظیر ساری مخلوقات



میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ان لوگوں نے دس عقلی ثبوت کرنے کی کوشش کی جن کا نام انہوں نے مجردات اور معارفات رکھا۔ اس کی اصل یونان اور روح کی جدائی ہے۔ انہوں نے ان معارفات کا یہ نام اس لئے قرار دیا۔ کہ وہ مادہ سے جدا اور اس سے خالی (مجرد) ہیں۔ انہوں نے ہر فلک کے لئے روح بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اکثر فلسفی افلاک کو اعراض قرار دیتے ہیں۔ اور بعض ان کو جوہر کہتے ہیں۔ یہ مجردات جن کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ بروئے تحقیق محض ذہنی چیزیں ہیں۔ جن کا کوئی عین وجود نہیں ہے۔ چنانچہ اصحاب افلاطون نے بھی اشد افلاطونہ کو مجردات ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ مجردیو لے ہیں۔ جن کی کوئی صورت کوئی لمبائی اور عرض نہیں ہے۔ ان میں جو بھی حاذق فلسفی تھے انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ ذہنوں میں متخلف ہوتا ہے۔ نہ کہ اعیان میں۔

### نبوت کی فلسفیانہ تشریح

ابن سینا جیسے متاخرین فلاسفہ نے تعلیمات نبوت کو اپنے فاسد اصول کے مطابق ثابت کرنا چاہا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ نبوت کے تین خصائص ہیں جو شخص ان تین خصائص سے متصف ہوگا۔ وہ نبی ہوگا۔ ایک یہ کہ اس میں قوت علمی ہو جسے وہ قوت قدسی کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے وہ بغیر سیکھے علم حاصل کر سکے دوسرے اس میں قوت تجنیس ہو۔ کہ جو کچھ وہ اپنے دل میں سمجھے اس کو تخیل کے قالب میں اس طرح ڈھالے کہ اس کو اپنے دل میں اس طریق پر صورتیں نظر آئیں، اور آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی خواہ کی حالت میں دیکھتا اور سننا ہے۔ اور اس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ یہی صورتیں خدا کے فرشتے ہیں۔ اور یہ آواز اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس شخص میں قوت فعالہ ہو۔ جس سے وہ بیوٹے عالم میں تاثیر پیدا کرے۔ یہ لوگ انبیاء کے معجزات اور ایذا کی کرامات اور جادو گروں کے خوارق عادات کو نفسانی قوتیں قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کچھ ان کے اصول کے موافق ہو۔ اس کا قرار کر لیتے ہیں۔ اور عصائے موسوی کے اڑدھابن جانے۔ چاند کے ٹوٹ جانے اور اسی قسم کے دیگر معجزات کے منکر ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہم کئی جگہ پر تفصیل کے ساتھ کلام کر چکے ہیں اور بیان کر چکے ہیں کہ ان کی یہ باتیں پدزین باتیں ہیں۔ اور جو خصائص ان لوگوں نے نبوت کے لئے قرار دئے ہیں۔ اس سے بڑے خصائص عام لوگوں کو اور انبیاء کے کترہن پیروؤں کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور جن فرشتوں کے متعلق انبیاء نے خبر دی ہے۔ وہ زندہ ہیں۔

باتیں کرتے ہیں۔ خدا کی مخلوقات میں سب سے بڑے ہیں اور کثیر التعداد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہا ہے :-

وَمَا يَعْلَمُ جُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ - (مذثر) | اور تیرے پروردگار کی فوجوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ تو وہ دوس ہیں۔ اور نہ اعراض ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ صادر اول عقل اول ہے۔ اور اسی سے وہ سب کچھ نکلا ہے جو کہ اس کے سوا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک یہی عقل اول سب ماسواہی اللہ کی پروردگار ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک عقل اپنے ماتحت کی پروردگار ہے۔ اور عقل فعال یعنی دسویں عقل ان سب چیزوں کی پروردگار ہے جو کہ چاند والے آسمان کے نیچے ہیں۔ ان سب باتوں کی خرابی عیان ہے۔ اور دین پروردگار سے ان عقائد کا بعد انحراف کھلی ہوئی حقیقت ہے حقیقت میں کوئی فرشتہ سب ماسواہی اللہ کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس عقل کا مذکور اس حدیث میں ہے :-

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ فَقَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ فَقَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِي مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحْكَمَ عَلَىٰ مِنْكَ مِنْكَ أَخَذُ وَبِكَ أُعْطِي وَلَكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ -

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا کہ سامنے آتو وہ سامنے آگئی تو پھر اس سے فرمایا کہ پیچھے آ جا تو پیچھے آگئی۔ اس پر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تو مجھے اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز ہے۔ تیرے ہی ذریعہ میں نونگا۔ تیرے ہی ذریعہ ڈونگا۔ ثواب تیرے لئے ہے اور عذاب کا میسر تو ہی ہے۔

اس عقل کو قلم بھی کہتے ہیں کیونکہ ایک روایت یہ بھی ہے :-

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ - | سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔

یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اور عقل کے متعلق جو حدیث مذکور ہے وہ ان لوگوں کے نزدیک جو کہ حدیث کا علم رکھتے ہیں کذب موضوع ہے۔ جیسا کہ ابو حاتم بستی۔ دارقطنی اور ابن جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے۔ یا منہم اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو جاتی جب بھی اس کے الفاظ خود انہی کے خلاف دلیل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

”أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْعَقْلَ قَالَ لَهُ“ اور یوں بھی روایت ہے۔ ”لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ“ (۴۴)

پس حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کرنے کی ابتدائی ساعات ہی میں اس سے خطاب فرمایا۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عقل سب سے پہلی مخلوق ہے۔ لفظ اول بنا بر طرف منصوب ہے۔ جیسا کہ روایت ثانیہ کا لفظ لٹا ہے اور پوری حدیث پر غور کیا جائے تو معنی اور بھی واضح ہو جاتے ہیں۔

ما خلقت خلقا کرم علیٰ  
میں نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ  
عزیز ہو۔  
منک -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی کچھ چیزیں پیدا کی ہیں پھر فرمایا  
فَبِكُ الْاِحْدَىٰ رَبِّكَ اَعْطٰی وَكَ التَّوَابِ وَعَلَيْكَ الْاِقْبَابُ یہاں اعراض کے چار انواع بیان کئے۔ حالانکہ  
ان فلسفیوں کی یہ رائے ہے کہ عالم علوی و عالم سفلی کے تمام جو اہر عقل سے صادر ہوئے  
ہیں۔ ع۔ بین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا!  
اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے؟

متاخرین اہل فلسفہ نے ٹھوکر اس وجہ سے کھائی کہ لفظ عقل کا مفہوم اہل اسلام کی زبان  
میں اور تھا اور یونانی فلسفیوں کی زبان میں اور مسلمانوں کی زبان میں لفظ عقل عقلاً  
بِعَقْلٍ عَقْلًا کا مصدر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:-

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا  
اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے۔  
كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيرِ (منک)

اس امر میں سمجھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں  
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ  
يَعْقِلُوْنَ - (نحل)

کیا وہ زمین میں سیر نہیں کرتے کہ ان کے دل ہوں جن کر  
ذریعہ وہ سمجھیں اور کان ہوں جن سے وہ سنیں۔  
اَوَلَمْ يَسِيرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا  
لَهُمْ قُلُوْبٌ يَعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اُذَانٌ  
يَسْمَعُوْنَ بِهَا - (حج)

عقل سے مراد وہ قوت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اس غرض سے رکھی ہے  
کہ وہ اس کے ذریعے سمجھے۔ اور فلسفیوں کے نزدیک عقل ایک جوہر ہے جو بنفسہ

قائم ہے۔ مثلاً عاقل۔ اور یہ مفہوم پیغمبروں اور قرآن کی زبان کے مطابق نہیں ہے۔ عالم خلق بھی ان کے نزدیک جیسا کہ ابو حامد نے ذکر کیا ہے اجسام کا عالم ہے اور عقل اور نفوس کو وہ عالم الامر سے تعبیر کرتا ہے۔ اور کبھی عقل کو عالم حیرت اور نفوس کو عالم ملکوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اجسام کو عالم الملک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں وہ شخص جو پیغمبر کی زبان سے واقف نہ ہو کتاب و سنت کے معنی نہ جانتا ہو وہ یہ گمان کر بیٹھتا ہے کہ کتاب و سنت میں ملک، ملکوت اور حیرت کا جو ذکر آیا ہے اس کا مفہوم وہی ہے جو یونان کے فلسفیوں کی زبان میں ہے۔ حالانکہ نفس الامر اس کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اہل اسلام کو شبہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ملک محدث یعنی معلول ہے۔ حالانکہ وہ اسے قدیم بھی مانتے ہیں۔ اور محدث وہی ہوتا ہے جو پیدا ہونے سے پہلے معدوم رہ چکا ہو۔ نہ تو عرب کی زبان اور نہ کسی اور زبان میں قدیم انہی کو محدث سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور ہر مخلوق محدث ہے۔ اور ہر محدث نیست سے ہست ہوا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ اہل کلام یعنی جمیہ و معتزلہ نے مختصر سا مناظرہ کیا ہے جس میں نہ تو انہوں نے پیغمبر کی بنائی ہوئی بات کو پھینچا یا ہے اور نہ مقتضیات عقل کو ثابت کر سکے۔ سو نہ تو وہ اسلام کے لئے باعث نصرت ہوئے اور نہ دشمنوں کو شکست دے سکے۔ بلکہ بعض فاسد آراء میں وہ فلسفیوں کے ہم نوا ہو گئے۔ اور بعض درست باتوں میں ان سے اختلاف کرتے رہے۔ سو ان جمیہ اور معتزلہ کا علوم نقل و عقل میں قاصر ہونا اہل مادیہ کی گمراہی کے لئے باعث تقویت بن گیا جیسا کہ کسی دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

### فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی

اہل فلسفہ کبھی یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ حیرت بل محض ایک خیال ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس میں شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور خیال عقل کے تابع ہوتا ہے۔ سبحان ربی نے بے دین فلسفیوں کی اس رائے میں شرکت اختیار کی وہ یہ دعویٰ کرنے لگے کہ ہم اولیہ اللہ ہیں۔ نیز اولیاء اللہ انبیاء و افضل ہیں۔ اور وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں

ابن عربی صاحب ”فتوحات“ و ”فصوص“ کا قول ہے کہ ولی اللہ اسی کان سے دولتِ علم حاصل کرتا ہے جس سے وہ فرشتہ حاصل کرتا ہے جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس کی رائے میں وہ معدنِ عقل اور فرشتہ خیال ہے۔ اور خیالِ عقل کے تابع ہے۔ اور وہ بزعم خود اس سے علم حاصل کرتا ہے جو خیال کی بھی اصل ہے۔ اور خود رسول خیال سے علم حاصل کرتا ہے اس لئے وہ اپنے عقیدے میں نبیِ فائق بن جاتا ہے۔ اگر نبی کے خواص وہ ہوں جو کہ انہوں نے ذکر کئے ہیں۔ تو وہ ولی سے افضل ہونا تو درکنار اس کا ہم جنس بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہی خواص افرادِ مسلمین میں پائے جائیں تو اس کی کیا تعبیر کی جائیگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نبوت اس سے بزرگ حقیقت ہے۔ ابن عربی اور اس کی طرح کے لوگ مدعی تو اس امر کے ہیں کہ وہ صوفی ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ صوفیہ بلا صلاہ فلاسفہ میں سے ہیں۔ وہ اہل علم صوفیہ میں سے بھی نہیں ہیں چر جائیکہ وہ ان مشائخ میں سے ہوں جو کتاب و سنت کے پابند ہیں۔ فضیل ابن عیاض۔ ابراہیم ابن ادھم۔ ابوسلیمان دارانی معروف کرشی۔ جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہم اور ان کی طرح کے مشائخ اہل حق میں سے ہیں۔

### مسئلہ شفاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں۔ وہ بھی ان لوگوں کے قول کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَقَالُوا لَنُحْيِيَنَّكَ الرِّحْمٰنُ وَاَلَّا سُبْحٰنَهُ  
بَلْ عِيَادٌ تُكْرِمُوْنَ اَلَا يَسْبِقُوْنَ سَهٗ  
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِۙ يَعْلَمُوْنَ اَيَعْلَمُوْنَ  
بَيْنَ اَيْدِيۙهِمْ وَاَمَّا خَلْفَهُمْ وَاَلَّا  
يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنۢ ارْتَضٰۙ وَهُمۢ  
مِّنۢ خَشْيَتِهٖ مُسْتَفِضُوْنَ۔  
(سورہ انبیاء)

کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ باعزت بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تجاوز نہیں کرتے اور اسی کے حکم کے تحت کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو ان کے روبرو ہو چکا ہے یا ان سے پہلے ہوا ہے۔ اور اسی کی سفارش کرتے ہیں جن کیلئے سفارش اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور وہ اُس کے ڈر سے دبکے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا:۔



اور جو شخص ان میں سے یہ کہہ دے کہ میں اس کے علاوہ معبود ہوں۔ اسے ہم جہنم کی سزا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ۔ (انبیاء )  
اور فرمایا:-

آسمانوں میں کتنے فرشتے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن کسی کی سفارش اس وقت تک لاگ نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اور پسند کرے سفارش کی اجازت نہ دے۔

وَكَمْ مِّن مَّسْأَلٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتَهُمْ شَيْئاً إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ إِنَّ يَأْتِيَنَّ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَوَيْبَرُضِي۔ (پا ۷۷)  
اور فرمایا:-

کہو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا کچھ سمجھتے ہو ان کو بلاؤ۔ ان کو آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر اختیار حاصل نہیں ہے نہ تو ان دونوں میں ان کا کچھ سا بھروسہ ہے اور نہ ان کی تخلیق میں وہ خدا کے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش سود مند نہیں ہوتی مگر جس کے لئے وہ خود اجازت دے۔

قُلْ اذْعُوا الَّذِينَ زَعَمُوا مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِن شَرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ خَلِيفٍ وَلَا نَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ۔ (پا ۷۸)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی ہے اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں اس کی عبادت سے نہ تو ازارہ تکبر نہ موٹنے ہیں اور نہ ٹھکنے ہیں۔ دن رات تسبیحیں کہتے رہتے ہیں۔ اور ذرا سست نہیں پڑتے۔

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يَسْتَوُونَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ۔ (پا ۷۹)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آئے اور فرشتہ مریم علیہا السلام کے سامنے ٹھیک بشر کی صورت میں سامنے ہوا۔ اور جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحیہ کلبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت

میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ایسا ہی دکھائی دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی یہ وصف بیان کی ہے۔ کہ وہ صاحب قوت ہے۔ اور رب عرش کو پاں بٹھے مرتبہ والا ہے فرشتوں کا افسر اور بڑا اماندار ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آسمانوں کے مطلع صاف میں دیکھا ہے۔ تیز اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اس کی روحانی جسمانی طاقتیں بڑی زبردست ہیں۔ کہ جس وقت آسمان کی ایک اچھی اونچی جگہ میں تھا سائے کا سارا پیغمبر کے سامنے اکھڑا ہوا۔ پھر نزدیک ہوا۔ اور اس قدر جھکا کہ دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔ اس وقت خد نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا۔ دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا۔ کیا تم اس کے ساتھ جھگڑاتے ہو حالانکہ اس نے جبرئیل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جسکے نزدیک ہی جنتہ الماویٰ ہے ایک دفعہ اور بھی دیکھا تھا۔ جبکہ سدرہ پیر چھارہ ہاتھ جو چھارہ ہاتھ تھا۔ اس وقت بھی پیغمبر کی نگاہ نہ ہلکی اور نہ اچٹی۔ بے شک پیغمبر نے اس وقت اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک اتق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ نیز دوسری جگہ پر جبرئیل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ روح امین ہے۔ اور وہی روح قدس ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری صفات بتا رہی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بلند ترین۔ ذی حیات اور ذی عقل مخلوقات میں سے ہے۔ وہ جو ہر قائم بنفسہ ہے۔ نہ کہ نبی کے نفس میں ایک خیال جیسا کہ ان بے دین فلاسفہ کا ولایت کے مدعیوں کا اور نبی سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں کا عقیدہ ہے۔ ان لوگوں کی حقیقت نمائی یہ ہے کہ وہ اصول ایمان یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں میں اس کے پیغمبروں اور روز قیامت کے منکر ہیں۔ حقیقت میں وہ خالق کے منکر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مخلوق کے وجود ہی کو خالق کا وجود قرار دے دیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے۔ وہ واحد بالیقین اور واحد بالنوع میں امتیاز نہیں کرتے۔ کیونکہ موجودات وجود کے سستی میں اسی طرح مشترک ہیں جس طرح تمام لوگ (انسانی) انسان کے سستی میں اور حیوانات حیوان

کے مستحی میں شریک ہیں۔ لیکن یہ مشترک کلی صرف ذہن میں مشترک کلی ہے جو حیوانیت انسان کے ساتھ قائم ہے وہ اس حیوانیت کی عین نہیں ہے جو کہ گھوڑے کے ساتھ قائم ہے۔ اور آسمانوں کا وجود بعینہ انسان کا وجود نہیں ہے۔ پس خالق جل جلالہ کا وجود اپنی مخلوقات کے وجود کی طرح نہیں ہے۔ ان بے دینوں کا عقیدہ وہی ہے جو فرعون کا عقیدہ تھا جس نے صالح کو معطل فرار دیا۔ وہ اس موجود و مشہود کا منکر نہیں تھا۔ لیکن اس کا دعویٰ تھا کہ وہ موجود بنفسہ ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اس امر میں اس کی موافقت کی لیکن اس پر یہ دعویٰ مستزاد ہوا کہ وہی اللہ ہے۔ چنانچہ وہ اس سے زیادہ گمراہ ٹھہرے اگرچہ اس کا یہ قول بہ ظاہر ان کے قول سے زیادہ موجب فساد ہے ان لوگوں کے قول کے مطابق بتوں کو پوجنے والے بھی حقیقت میں خدا ہی کو پوجتے ہیں۔ جب فرعون کے ہاتھ میں حکومت اور تلوار تھی تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔ عرف عام میں یہ کہنا جائز ہے۔ اگر تمام لوگ کسی نہ کسی نسبت سے رب ہوں تو فرعون یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تم سب سے بلند تر ہوں۔ کیونکہ ظاہراً میں تم پر حکمران ہوں۔ لیکن ان بے دین منگلوں نے فرعون کے ان الفاظ سے بھی اپنے عقائد فاسدہ کا اُتو سپدھا کرنے کی کوشش کر ہی دی۔ اور کہا کہ جب جادوگروں نے اپنے قول کے متعلق فرعون کی سچائی معلوم کر لی تو انہوں نے اس مسئلہ میں اس کے قول کو مان لیا۔ اور کہا

إِقْنَعْنَا مَا أَنْتَ قَائِلٌ إِنَّمَا تَقْضِي  
هَذِهِ الْحَيَاةَ - (پت ۷۲)

ان لوگوں نے اس واقعہ سے یہ دلیل اخذ کی کہ فرعون کا یہ قول صحیح ہوا۔ کہ :-  
أَنَّا رَبُّكُمْ أَلَّا عَلَىٰ - | میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔

اور فرعون عین حق تھا۔ پھر ان لوگوں نے روز قیامت کی حقیقت سے بھی انکار کیا۔ اور کہ دیا کہ اہل النار بھی اہل جنت کی طرح نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت خدا کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے پتھروں سے اس صریح انکار کے باوجود ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے خاص الخاص اولیاء کے بھی خلاصہ ہیں۔ انبیا سے افضل ہیں اور انبیا

بھی انہی کے چراغ کے ذریعہ خدا کو پہچانتے ہیں یہ موقعہ ان لوگوں کی بے دینی کی تفصیل کا نہیں ہے لیکن اولیاء اللہ کے متعلق تذکرہ تھا اور اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے درمیان فرق واضح کرنا مقصود تھا اس لئے ہم نے ضمناً یہ باتیں کہ دیں۔ چونکہ اس قسم کے لوگ کہلانے کو تو اگا بر اولیاء اللہ ہیں۔ مگر حقیقت شیطانی کے دوست ہیں۔ لہذا ہم نے بطور تشبیہ کچھ ذکر کر دیا۔

الغرض ان کا کلام زیادہ تر شیطانی حالات میں ہوتا ہے۔ اور صاحبِ فتوحات کی طرح

(۴۴) کہتے ہیں کہ ارضی حقیقت ارضی خیال ہی ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ جس حقیقت میں وہ کلام کرتا ہے وہ خیال ہے اور شیطان کے تصرف کا محل۔ کیونکہ شیطان انسان کے خیال میں خلاف واقعہ صورتیں بنا کر ظاہر کرتا ہے۔

اور جو شخص رخص کی یاد سے اغماض کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور باوجودیکہ شیاطین گناہگاروں کو راہِ خدا سے روکتے رہتے ہیں تاہم گناہگار اپنے آپ کو راہِ راست پر سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب گناہگار ہمارے حضور میں حاضر ہوگا تو وہ اپنے ساتھی شیطان کو دیکھ کر کہیں گا: ای کاش مجھ اور تجھ میں پورب اور بچم کا فاصلہ رہا ہوتا۔ سو بہت ہی بڑا ساتھ ہے۔ اور جبکہ تم نے نافرمانیاں کی ہیں تو آج یہ بات تمہارے کچھ کام نہ آئیگی کہ تم ایک ساتھ عذاب میں ہو

وَمَنْ يَعْتَسُ عَنْ ذِكْرِ السَّحَابِ  
نَقِصَ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ وَتَرِيئُ  
وَأَتَمُّ لِيَصُدُّوهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَ  
يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ، حَتَّى إِذَا  
جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ  
بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيَنْسُ الْعَتْرَبِ،  
وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا  
أَنفُسَهُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ  
(رہ ۱۰۴)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں کرتا کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک گردانا جائے۔ البتہ اس سے کم جس کو چاہے معاف کرے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ دُور بھٹک گیا یہ خدا کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں جس کو خدا نے پھٹکار دیا۔ اور

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ  
وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ  
يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا  
إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّمَا  
يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا

وہ لگا کئے کہ میں تو تیرے بندوں سے ایک حصہ ضرور لیا کروں گا۔ اور ان کو ضرور ہی برکاتوں کا۔ اور ان کو امیدیں ضرور دلاؤں گا۔ اور ان کو ضرور سمجھاؤں گا اور وہ جانوروں کے کان ضرور چیرا کر بیٹھے۔ اور ان کو سمجھاؤں گا۔ تو وہ خدائی بنائی ہوئی صورتوں کو ضرور بدلا کر بیٹھے۔ اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح گھاٹے میں آگیا۔ شیطان ان کو وعدے دیتا اور ان کو امیدیں دلاتا ہے۔ اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے نرا دھوکا ہے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ وَقَالَ لَا تَخْذَنَ مِنْ عِيَادِكَ نَصِيْبًا مَفْرُوضًا وَلَا مِنْكُمْ وَلَا مَنِيَّتَهُمْ وَلَا مَنِيَّتَهُمْ فَلْيَبْتِكَنَّ اِذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَا مَنِيَّتَهُمْ فَلْيَخَيْرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُوْنِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا نَاقِبِيْنَا يَعِدُهُمْ وَيُمَيِّتُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا اَعْرُوسًا ۗ (پ ۱۵)

اور فرمایا:

اور جب فیصلہ ہو چکا تو شیطان کیسا کہ خدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور وعدہ تو تم سے میں نے بھی کیا تھا۔ مگر میں نے تم سے ساتھ وعدہ فلائی کی۔ اور تم پر میری کچھ زبردستی تو قصی نہیں بات اتنی ہی قصی کریں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کتنا مان لیا تو اب مجھے الزام نہ دو بلکہ اپنے آپ کو الزام دو۔ دتو میں تمہاری فریاد سی کر سکتا ہوں۔ اور تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ میں تو اتنا ہی نہیں کرتا تم کو پہلے شریک بناتے تھے اس میں شریک نہیں کر جو لوگ نافرمان ہیں ان کو بڑا دھوکا عذاب ہوگا۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقُّ وَعَدْتُكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ اَدْعُوْكُمْ فَاَسْتَجِبْتُمْ لِي فَلَا تُلْمُوْنِي وَاَنْتُمْ اَنْفُسُكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِي اِنِّي كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُمْ مِنْ قَبْلِ اِنْ الظَّالِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۗ (پ ۱۶)

اور فرمایا:

اور جب شیطان نے ان کی حرکات ان کو عمدہ کر دکھائیں اور کہا کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دونوں نصیحتوں کے سامنے آئیں اپنے اٹلے پاؤں چلتا بنا اور لگا کئے کہ مجھ کو تم

وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَاَتِ الْفِئْتَانِ نَكَصَ عَلَى عَقْبَيْهِ



سے کچھ سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم کو نہیں  
سوچھ پڑتی۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کی ماری  
سخت ہے

وَقَالَ اِنِّي بَرِحْتُ مَنكُم اِذْ اَرَاي  
مَالًا تَرَوْنَ اِنِّي اَخَا تُ اَللّٰهُ، وَاللّٰهُ  
شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ ۲۷)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اور صحیح حدیث ہے کہ حضور نے جب ریل  
علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی قیادت فرما رہے تھے اور جب شیطان نے  
فرشتوں کو دیکھا تو وہ ان سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنے  
فرشتوں کے ذریعہ مدد دیتا ہے۔ فرمایا

اے پیغمبر اس وقت کو یاد کرو جب تمہارا پروردگار  
فرشتوں کی طرف وحی بھیج رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ  
ہوں۔ پس مسلمانوں کو جمائے رکھو۔

اِذْ يُوحِي رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ  
اَنۡيۡ مَعَكُمْ فَتَيۡتُوۡا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا۔  
(پ ۲۷)

اور فرمایا:-

اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ کی امن نصرت کو یاد کرو جبکہ تمہارے  
پاس فوجیں آئیں تو ہم نے اُن پر طوفان ہوا بھیجا اور  
وہ فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے دیکھا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اِذۡ كُرۡمٰ  
بِعۡنَتِ اللّٰهِ عَلَيۡكُمْ اِذۡ جَاۡتَ كُمۡ  
جُنُوۡدٌ فَاۡرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ رِيۡحًا وَّ  
جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا۔ (احزاب)

اور فرمایا:

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست ابو بکر سے کہہ  
رہے تھے کچھ مکر نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے  
ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر تسلی نازل  
کی اور اُسے ان فوجوں کے ذریعہ مدد دی جن کو تم نے نہیں  
دیکھا۔

اِذۡ يَقُوۡلُ لِصٰحِبِہٖ لَا  
تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاۡنۡزَلۡ  
اللّٰهُ سٰكِنَتَہٗ عَلَیۡہِ وَاۡتَدٰ  
بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡہَا۔  
(پ ۲۷)

اور فرمایا:-

اے پیغمبر جنگ بد کا وہی واقعہ یاد کرو۔ جب تم مسلمانوں

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلۡنَّ يٰۤاَيُّكُمْ

سے کہ رہے تھو کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار  
تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔ بلکہ اگر تم ثابت قدم  
رہو۔ اور تقویٰ اختیار کئے رکھو۔ اور دشمن بھی اکادم  
تم پر چڑھا آئیں۔ تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار ایسے  
فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ جو جنگی نشان سے  
آراستہ ہونگے۔

أَنْ يَمُدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ  
الْآفِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُزَلِّينَ بَلَى  
إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم  
مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدَدُكُمْ  
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْآفِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ  
مُسَوِّمِينَ - (پ ۳۷)

### شیطانی وحی

ایسے لوگوں کے پاس روحیں آکر باتیں کرتی ہیں۔ اور ان کے سامنے بیعتیں  
میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ ارواح جن اور شیطان ہوتے ہیں جنہیں یہ نادان فرشتے سمجھ  
بیٹھے ہیں۔ بتوں اور ستاروں کے پجاریوں سے بھی اسی طرح کی ارواح مخاطب  
ہوتی ہیں۔ ظہور اسلام کے بعد سب سے پہلے جن لوگوں نے یہ دھوکا کھایا۔ ان میں  
ایک مختار ابن عبید تھا جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ مسلم میں  
صحیح حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

سَيَكُونُ فِي تَقِيفِ كَذَّابٍ دَمِيرٌ - | بنی تقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک مفسد۔

کذاب مختار ابن عبید تھا اور مفسد حجاج ابن یوسف۔ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ  
عنہما سے کہا گیا کہ مختار کا دعویٰ ہے کہ اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا  
کہ ٹھیک ہے اس پر شیطان نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيْطَانُ  
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (پ ۳۷) | کیا میں تمہیں بتاؤں کہ لوگوں پر شیطان اترا کرتے ہیں (۴۴)  
وہ جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں

ابن عباس سے جب کہا گیا کہ مختار کو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ ہے۔ تو اس  
نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِكُفْرٍ لِّمَن  
أُولِيَآءِهِمْ لِيَجَادِيَ لَوْ كُفُّوا (اعراف) | شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ  
تم سے جھگڑا کریں

انہی ارواحِ شیطانیہ میں سے وہ روح بھی ہے جس کے متعلق صحابہؓ فتوحات کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کی طرف اس کتاب کا القا کیا ہے۔ اسی لئے وہ قسم قسم کے میٹھے کھانوں کا ذکر کرنا ہے جو کہ یہ ارواح اپنے ساتھ لایا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اس شخص کا جن و شیطاں کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ بیگمان کر بیٹے ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامتیں ہیں۔ حالانکہ وہ شیطانی حالات ہیں مجھے ان لوگوں میں سے بعض سے شناسائی بھی حاصل ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ہوائیوں و رنگ اڑھی چل جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں بعض ایسے ہیں جن و شیطاں چرایا ہوا مال لا کر دیتے ہیں۔ اور بعض کی چوری کا سراغ شیطاں کے ذریعہ ملتا ہے چونکہ لوگ اپنے سرورقہ احوال کا پتہ معلوم کرنے کے عوض انہیں رشوت یا کوئی عطیہ پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان لوگوں کے احوال شیطانی ہیں اس لئے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہؓ "فتوحات مکی" و "فصوص" اور اس کی طرح کے دوسرے مصنفین کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ قوم لوط، قوم ہود اور آل فرعون وغیرہ کفار کی مدح کی گئی ہے اور لوط، ابراہیم، موسیٰ اور ہرودن علیہم السلام جیسے انبیاء کی تنقیص بیان کی گئی ہے۔ ان مسلمان شیوخ کی مذمت کی گئی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک محمود و محترم ہیں۔ مثلاً جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ نستری اور مدح کی جاتی ہے تو ان لوگوں کی جن کو مسلمان برا سمجھتے تھے۔ مثلاً حلاج اور اس قاش کے دوسرے لوگ۔ اگر ان باتوں کی شہادت مطلوب ہو تو اس کی تجلیات "خیالیہ و شیطانیہ موجود ہے۔"

### ابن عربی اور حضرت جنیدؒ

جنید قدس اللہ تعالیٰ روحہ، ائمہ ہدایت میں سے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا چیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کو قدم سے علحدہ ماننا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم اور محمدؐ اور خالق و مخلوق میں امتیاز کیا جائے۔ صحابہؓ "فصوص" نے اس کا انکار کیا اور اپنے خیالی و شیطانی مخاطبہ میں کہا "اے جنید محدث و قدیم میں امتیاز تو وہی کر سکتا ہے، جو نہ محدث ہو نہ قدیم۔ جنید کا یہ قول غلط ہے کہ محدث کو قدیم سے جلا قرار

دینا توحید ہے کیونکہ محدث کا وجود بعینہ قدیم کا وجود ہے؛ کتابِ نصوص میں اس نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے علی بلند ہے۔ کس سے بلند؟ حالانکہ اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں اور کس چیز سے بلند حالانکہ جو کچھ ہے وہ خود ہی ہے۔ پس اس کی بلندی خود اس کے اور عین موجودات کے لئے ہے۔ اور مستحیٰ محدثات اس کی ذات کے لئے بلند ہیں۔ اور اس کے سوا وہ موجود ہی نہیں؛ آگے چل کر لکھنا ہے: ”جو کچھ بھی پوشیدہ ہے اور جو کچھ بھی ظاہر ہے اس تمام کائنات کی عین وہی ہے۔ وہاں تو کوئی دوسرا موجود ہی نہیں جو اسے دیکھے۔ اس کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کے متعلق کوئی بات کرے۔ اور وہ ابو سعید خراز اور دیگر اسما کا مستحیٰ ہے؛ اس لحاظ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دو چیزوں کے درمیان امتیاز کرنے والے کے لئے عملاً و قولاً یہ کوئی شرط نہیں ہے۔ کہ وہ ان دو چیزوں میں سے نہ ہو اور کوئی تیسرا وجود ہو۔ ہر آدمی اپنے آپ اور دوسرے شخص کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ثالث نہیں ہوتا۔ بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بندہ ہے۔ اور وہ اپنے نفس اور اپنے خالق کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ اور خالق جل جلالہ اپنے آپ اور اپنی مخلوقات کے مابین امتیاز کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور وہ اس کے بندے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں کئی جگہ اس نے فرمایا ہے۔ لیکن قرآن سے اہل ایمان استنشاد کرتے ہیں جو ظاہراً و باطناً اس کو مانتے

## فلسفی صوفیوں کی افسوس ناک بے باکی

۴۵) رہے یہ ملاحظہ سوان کا وہی دعویٰ ہے جو فلسفائی کا ہے وہ ان کے اتحاد میں سب سے زیادہ (۴۵) ما سر ہے۔ جب اس کے ساتھ ”نصوص“ پڑھی گئی اور اس سے کہا گیا کہ قرآن تمہارے ”نصوص“ کا مخالف ہے۔ تو اس نے کہا قرآن سارے کا سارا شرک ہے۔ اور توحید ہمارے کلام میں ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر وجود ایک ہے تو بیوی سے جماع کیوں جائز اور بہن کے ساتھ کیوں حرام ہے، کہا کہ ہمارے نزدیک سب حلال ہے۔ لیکن چونکہ یہ مجھ میں حرام کہتے ہیں اس لئے ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ تم پر حرام ہے۔ یہ قول کفر عظیم ہونے کے علاوہ

اپنی تردید آپ کر رہا ہے۔ کیونکہ جب وجود ہی ایک ہو۔ تو حاجب کون ہے اور محبوب کون؟ ان لوگوں کے ایک شیخ نے اپنے مرید سے کہا: ”جس نے تم سے یہ کہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور وجود ہے تو اُس نے جھوٹ کہا ہے“ مرید نے کہا ”جھوٹ کہنے والا کون ہے؟“ دوسروں نے کہا ”یہ مظاہر ہیں“ تو ان سے کہا ”مظاہر مظاہر کے غیر ہیں یا وہی ہیں۔ اگر غیر ہیں تو تم بہ لحاظ نسبت کہتے ہو۔ اور اگر وہی ہیں تو کوئی فرق نہ ہوا“۔ کسی دوسرے مقام پر ہم تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کے اسرار و رموز کا پول کھول چکے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے قول کی حقیقت بیان کر چکے ہیں۔ صاحب فصوص کہتا ہے کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی اور اس پر وجود حق کا فیضان ہوا۔ سو وہ وجود و ثبوت کے درمیان فرق کرتا ہے۔ معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی۔ لیکن یہ لوگ بائینہ ضلالت صاحب ”فصوص“ سے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جو معدوم میں ثابت تھیں۔ اور ان کا وجود پروردگار کا وجود نہیں ہے۔ بخلاف اس کے صاحب ”فصوص“ کا دعوے ہے کہ ان چیزوں پر بعینہ پروردگار کے وجود کا فیضان ہوا۔ اس کے نزدیک مخلوق کا وجود ہی نہیں جو خالق کے وجود سے علیحدہ ہو۔

### صدر قونومی کی نئی چال

از بسکہ صاحب ”فصوص“ کا دوست صدر قونومی زیادہ رنگین فلسفی ہے۔ اس نے اُس نے نئی چال اختیار کی۔ یعنی مطلق و معین کا فرق تسلیم کر لیا۔ اُس نے اس بات کا قرار نہیں کیا کہ معدوم کوئی چیز ہے۔ لیکن حق کو وجود مطلق قرار دیا۔ اور ایک کتاب لکھی جس کا نام ”مفتاح غیب الجمع والوجود“ ہے۔ یہ قول خالق کو اور بھی زیادہ معطل اور معدوم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ مطلق بشرط اطلاق کلی عقلی ہے، اس لئے محض ذہنی ہے نہ کہ بصورت معین۔ اور مطلق بدون کسی شرط کے کلی طبعی ہے۔ اگر یہ کہا

۱۱۰ جب نسبت لازم آئی تو دو وجود ثابت ہو گئے۔ اور اگر نسبت اشہادی جائے تو جھوٹ کہنے والا

(مترجم) خدا کا جزو ہوا۔



جائے کہ وہ خارج میں موجود ہے۔ تو وہ خارج میں صرف بصورت معین ہو سکتا ہے چنانچہ جو شخص اسکا قائل ہے کہ وہ خارج میں ثابت ہے۔ اس کے مذہب میں وہ معین کی جزو ٹھہرا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو پروردگار کا وجود خارج میں محال ہے یا مخلوقات کے وجود کا جزو ہے۔ یا مخلوقات کے وجود کا عین ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جزو کل کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا کوئی چیز اپنے آپ کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا عدم وجود کا خالق ہو سکتا ہے؟ یا کسی چیز کا ایک حصہ اسکے تمام جسم کا خالق ہو سکتا ہے؟ -

### حلول اور اتحاد

یہ لوگ حلول کے لفظ سے اس لئے بھاگتے ہیں کہ وہ حال اور محل کا مقضیٰ ہے

اتحاد کے لفظ سے اس لئے گریزاں ہیں کہ وہ دو چیزوں سے مستلزم ہے۔ جن میں سے ایک دوسرے سے متحد ہوگئی ہو۔ حالانکہ ان کے نزدیک وجود صرف ایک کا ہے۔

کہتے ہیں کہ نصار نے اس لئے کافر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مسیح

کو خدا قرار دیا۔ اگر وہ ہر چیز کو خدا کہہ دیتے تو کافر نہ ہوتے۔ علیٰ ہذا القیاس وہ بت

پرستوں کی بھی یہ غلطی بتاتے ہیں کہ وہ بعض مظاہر کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بعض

کی نہیں کرتے۔ اگر تمام مظاہر کی پوجا کرتے تو ان کے نزدیک خطا کار نہ ٹھہرتے۔

ان کے نزدیک عارف محقق کیلئے بتوں کی پوجا مضر نہیں ہے۔ قطع نظر اس سے کہ

یہ عقیدہ کفر عظیم ہے۔ اس میں وہ علت تناقض بھی موجود ہے۔ جو ہمیشہ ان گراہوں

کے گلے کا مار رہتی ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ خطا کار نصائے اور خطا کار بت

پرست آخر کون ہیں؟ خدا ہیں یا اس سے کوئی جدا چیز ہیں؟ لیکن وہ تو کہتے ہیں کہ

پروردگار میں وہ تمام نقائص موجود ہیں جو مخلوق میں ہوتے ہیں۔ اور مخلوقات میں بھی

وہ تمام کمالات موجود ہیں جن سے ذات خالق منصف ہے۔ اور صاحب "فصوص"

کے اس قول کے حامی ہیں کہ "عَلَىٰ لِنَفْسِهِ" وہ ہوتا ہے جسکا کمال تمام وجودی اور

عدمی اوصاف کا جامع ہو۔ خواہ وہ اوصاف رواج، عقل اور شرع کے نزدیک

اچھے ہوں یا بُرے۔ اور یہ صرف خدا کے مسمّا کا خاصہ ہے۔“ علاوہ کفر کے ان لوگوں کے قول کا تناقض بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ حس و عقل دونوں کے نزدیک ان کا دعویٰ باطل ہے۔ یہ لوگ تلمسانی کے اس قول کے بھی حامی ہیں۔ کہ ”ہم اے نزدیک کشف کے ذریعہ ایسی چیزیں ثابت ہوتی ہیں جو صریح عقل سے متناقض ہوتی ہیں“۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص تحقیق کا طالب ہو یعنی انکی تحقیق کا اُسے چاہئے کہ عقل و شرع کو خیر یاد کہہ دے۔ میں نے ایک ایسے اعتقاد رکھنے والے شخص سے ایک مرتبہ کہا بھی تھا کہ یہ یقینی امر ہے کہ انبیاء کا کشف دوسروں کے کشف سے زیادہ بڑا اور زیادہ کامل ہے۔ اور ان کی دی ہوئی خبر دوسروں کی خبر سے صادق تر ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ جن کی معرفت سے لوگوں کی عقلیں عاجز ہوتی ہیں۔ ایسی خبر نہیں دیتے جسے لوگ اپنی عقل کے ذریعے معلوم کر لیں کہ وہ ممتنع ہے۔ ان کا نتیجہ ان کی عقل کی محدود ہونے کی دلیل ہے نہ کہ محجرات انبیاء کے محال عقلی ہونے کی۔ بلکہ یہ ممتنع ہے کہ رسول کی دی ہوئی خبریں عقل صریح کے متناقض ہوں۔ یہ بھی ممتنع ہے کہ دو قطعی دلیلوں میں تعارض ہو۔ خواہ وہ دونوں عقلی ہوں یا سمعی یا ان میں سے ایک عقلی ہو اور دوسری سمعی۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس کا مدعی ہو کہ اس کا کشف عقل و شرع صریح کا متناقض ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں کہتے۔ لیکن بعض چیزیں جو ان کے نفس میں ہوتی ہیں خیالی صورت بن کر ان کے سامنے آتی ہیں اور وہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ خارج میں موجود ہیں۔ کبھی وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو خارج میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن وہ انہیں کرامات صالحین میں سے شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تلبیسات شیطانی میں سے ہوتی ہیں۔ وحدت الوجود کے قائل کبھی اولیاء کو انبیاء پر ترجیح دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت منقطع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ابن سبعین وغیرہ سے مذکور ہے۔

## معصیت کی غلط تعریف

یہ لوگ شہود کے تین مراتب قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بندے کو پہلے طاعت و معصیت کا شہود حاصل ہوتا ہے۔ پھر طاعت بلا معصیت کا۔ اور آخر کار اس درجہ کا شہود ہوتا ہے جہاں نہ طاعت ہو نہ معصیت۔ شہود اول صحیح شہود ہے اور وہ طاعات و معاصی کے درمیان فرق کرتا ہے۔ رہا شہود ثانی سو اس سے وہ شہود قدر مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں میں اس پروردگار کا منکر ہوں جو کہ نافرمانی کرے۔ ایسے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ معصیت اس رائے کی مخالفت سے عبارت ہے جو کہ مشیئت ہے۔ اور ساری مخلوقات مشیئت کے حکم کے ماتحت ہے۔ ان کا شاعر کہتا ہے

اصبحت منفعلًا تختارة  
متی ففعلت كلہ طاعات

(مجھ سے میری فعل سرزد ہو جاتا ہے۔ جبکہ مجھ سے سرزد ہونا تجھے پسند ہو۔ اسلمی میرے تمام کام عبادت ہیں)

## معصیت کی صحیح تعریف

ظاہر ہے کہ یہ پیغمبروں کے شرائع کے سراسر خلاف اور خدا کی کتابوں کے باطل منافی ہے۔ وہ معصیت جو کہ مذمت کی مستحق اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اور اسکے رسول کے حکم کی مخالفت سے عبارت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

<p>یہ خدا کی حدود ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی الاعت کے۔ اے وہ ایسے باغات میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہو گی! ایسے لوگ ان باغوں میں رہنا رہینگے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے! اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے</p>	<p>تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ</p>
---	--

تَاٰرًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ - اُسے وہ دوزخ میں داخل کریجے جس میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

(پک ۶۳)

(۴۷) عنقریب ہم ارادہ کو نبیہ و وینیہ اور امر کو نبیہ و وینیہ کے درمیان فرق بیان کریں گے۔ صوفیہ کی ایک جماعت کو اس مسئلے میں اشتباہ ہوا ہے۔ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے جو شخص اس مسئلے میں جنید کی پیروی کریگا وہ سیدھی راہ پر ہوگا۔ اور جو اسکی مخالفت کریگا گمراہ ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام امور خدا کی قدرت و مشیت سے ہوتے ہیں۔ اور اسی وحدت کے شہود میں بچتے ہیں۔ اس کا نام وہ ”جمع اول“ رکھتے ہیں۔ جنید نے ان سے بیان کیا ہے کہ فرق ثانی کا شہود لابدی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گو تمام اشیا خدا کی مشیت و قدرت اور اس کی مخلوق ہونے میں مشترک ہیں۔ لیکن جس چیز کا وہ حکم کرتا ہے جس چیز کو وہ پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے اس میں اور اُس چیز میں جسے اُس نے ممنوع، مکروہ اور موجب ناراضی قرار دیا ہے فرق کرنا ضروری ہے۔ اور خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے مابین فرق کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

أَتَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْجَاهِلِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ - کیا ہم مسلمین کو مجرموں کی طرح قرار دینگے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسے کیسے فیصلے گھڑتے ہو؟

(سورہ نون)

اور فرمایا :-

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ - کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور کام بھی اچھے کرتے ہیں۔ ان لوگوں جیسا کر کے رکھیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم ایسا کر دینگے کہ متقین کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کریں جو ہم گناہگاروں کے ساتھ کریں گے؟

(یٰۤا ۱۲)

اور فرمایا:-

کیا جن لوگوں نے بڑے کام کئے ہیں ان کو ہم ان لوگوں  
جیسا کر کے رکھینگے جو ایمان بھی لائے اور کام بھی اچھے کرتے  
تھے۔ کیا ان دونوں جماعتوں کا جینا برابر ایک برابر ہوگا؟  
یہ لوگ کیا ہی بڑے حکم لگایا کرتے ہیں۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا  
السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً  
تَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

(پ ۱۸)

اور فرمایا:-

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا۔ اور مومن و  
نیکو کار کے ساتھ بدکردار کی برابری نہیں ہو سکتی۔ مگر تم  
لوگ بہت کم غور کرتے ہو۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ  
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (پ ۱۸)

اسی لئے امت کے ائمہ اور سلف صالحین کا مذہب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک  
چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کا پالنے والا اور اُس کا مالک ہے، جو کچھ وہ چاہتا ہے  
ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اُس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ اس کے  
ساتھ ہی اُس نے طاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا ہے۔ وہ فساد کو پسند  
نہیں کرتا۔ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا۔ بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ گو  
اس کی مشیت کے ساتھ کیوں نہ واقع ہوں۔ مگر وہ اسے محبوب و مرغوب نہیں  
ہو سکتیں بلکہ مبغوض ہیں۔ اور ان کا مرتکب لائق مذمت اور سزاوار عذاب  
ہے۔

رہا تیسرا مرتبہ جس میں نہ طاعت کا شہود ہے اور نہ معصیت کا۔ ان لوگوں  
کے نزدیک ایک ہی وجود ہوتا ہے اور میں۔ اور اُسے وہ تحقیق و لائت کی  
انتہا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت وہ خدا کے اسماء و آیات میں زخما اندازی  
اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی انتہا ہے۔ اس مرتبہ والا آدمی یہود و نصاریٰ  
اور تمام کفار کو دوست قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-



تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا۔ وہ ان ہی میں سے ہوگا۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ - (پ ۱۲ ع)

شرک اور بت پرستی سے نہیں بچتا۔ اور ابراہیم جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت سے خارج ہو جاتا ہے :-

تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کا اچھا نمونہ پیش ہو چکا ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کدیا تھا کہ تم سے اور خدا کے سوا جن جن چیزوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ ان سے بیزاریں۔ تمہارے عقیدوں کو ہم نہیں مانتے۔ تم میں اور ہم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ تم اکیلے اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ فِي اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كُفْرًا تَايِبًا وَمِنَّا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُوْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحَدّٰهٖ (پ ۱۳ ع)

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم مشرکین سے کہا :-

تمہیں کچھ خبر بھی ہے۔ جن چیزوں کو تم اور تمہارے اگلے آباء اجداد پوجتے پچھے آئے ہیں وہ میرے دشمن ہیں۔ میں میرا دوست ہے تو پروردگار عالم ہے۔ (پ ۱۴ ع)

اَفَرَايْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ اَلَا قَدْ مَوَّٰنَ فَاْتَمَّ عَدُوِّيْ اِلَّا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ -

اور فرمایا :-

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم ایسے لوگوں سے یا روانہ گانتھے ہوئے کبھی نہ پاؤ گے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا، بیٹے بیٹیاں، بھائی بہن اور ان کے کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور اپنے فیضانِ غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَاُوْكَرُوْا اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ اَوْ اٰبِآءِهِمْ اَوْ اِخْوَانِهِمْ اَوْ عَشِيْرَتِهِمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَمِيْدَهُمْ بَرْوَجٍ مُّسْتَهٗ - (پ ۱۵ ع)

اُن لوگوں میں سے بعض نے اپنے مذہب پر کتابیں اور قصیدے لکھے ہیں۔  
ابن الفارض نے ایک قصیدہ ”نظم السلوک“ کے نام سے لکھا ہے۔ جس میں وہ کہتا

ہے

(۴۸) لَهَا صَلَاتِي بِالْمَقَامِ اَقِيمَهَا      وَاشْهَدُ فِيهَا اَنْتَهَالِي صَلَاتِي  
کسی مقام پر اپنی نماز اس کی طرف قائم کرتا ہوں۔ تو مجھ پر شہود ہوتا ہے۔ کہ اُس نے میری نماز ادا کی  
کَلَّا نَا مَصْلٌ وَاٰحَدٌ سَاجِدٌ اِلٰى      حَقِيْقَةِ الْجَمْعِ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ  
ہم دونوں ایک نمازی ہیں۔ جو ایک ہی ذات کی طرف ہر سجدے میں کھٹے ہو کر سجدہ گزار ہوتے ہیں۔  
وَمَا كَانَ لِيْ اَصْلٌ سِوَا تُيْ      وَلَمْ تَكُنْ      صَلَاتِيْ لِعِيْرِيْ فِيْ اِدَاةِ كُلِّ رَكْعَةٍ  
مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی اور کی نماز ادا کر دوں۔ حالانکہ جو رکعت ادا کرتا ہوں وہ میرے غیر کی طرف نہیں تھی  
آگے چل کر کہتا ہے:۔

وَمَا ذَلَّتْ اِيَّاها وَايَايَ لَمْ تَزَلْ      وَلا فَرْقَ بَيْنَ ذَاتِيْ لِدَاةِ صَلَاتِيْ  
میں ہمیشہ اس ذات کا میں ہوں اور میری ذات ہمیشہ اس ذات کی میں ہے۔ اور میری ذات اور ذاتِ مصطفیٰ درمیان کسی قسم کا فرق نہیں

اِنِّيْ رَسُوْلًا كُنْتُ مَنِيْ مَرْسَلًا      وَذَاتِيْ بِالْاِيَاتِيْ عَلٰى اَسْتَدَلْتُ  
میں اپنی ہی طرف سے اپنی طرف رسول بھیجے والا تھا۔ اور میری ہی ذات میری ہی آیات کے ساتھ مجھ پر دلیل لائی۔

فَاِنْ دَعَيْتَ كُنْتُ الْمَجِيْبَ وَاِنْ اَكُنْ      مَنَادًا اِجَابَتْ مِنْ دَعَايِ وَابْتِ  
اگر سے بلا یا گیا تو میں جواب دوں گا۔ اور اگر مجھے پکارا گیا تو خود بلا نے والی اسے جواب دیگی۔ اور بیک کے گی۔  
اس طرح اور بہت سی باتیں کرتا ہے۔ اسی لئے مرتے وقت وہ یہ شعر کہتا تھا

اِنْ كَانَ مَنَزَلْتِيْ فِي الْحَبِّ عِنْدَكُمْ      مَا قَدْ لَقِيتُ فَقَدْ ضَيِّعْتُ اِيَّامِيْ  
اگر وہ درمِ حبت میں تمہارے ہاں ہماری ہی قدر و منزلت ہے جو کہ مجھے مل چکی ہے تو میں نے اپنی عمر ضائع کر ڈالی۔

اَمْفِيَّةٌ ظَفَرَتْ نَفْسِيْ بِهَا زَمْنَا      وَالْيَوْمَ اَحْسَبُهَا اَضْعَافًا اَعْلَامِيْ  
جس آرزو میں میرا نفس ایک عمر تک باہر مار رہا۔ لیکن آج اسے میں خواب پریشاں سمجھ رہا ہوں۔

وہ بیخیال کرتا رہتا تھا کہ وہ اللہ ہے۔ لیکن جب خدا کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے آمو جو ہوئے۔ تو اُس پر اپنے خیالات کا باطل ہونا منکشف ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو مخلوقات زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اور وہ زبردست دانا ہے۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
(آیت ۱۷۲)

تو جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ وہ خود اللہ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ  
(آیت ۱۷۳)

صبحِ مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ وہ اپنی دعائیں کہا کرتے تھے :-

اے سات آسمانوں اور عرشِ عظیم کے مالک! ہلکے پروردگار اور ہر چیز کے پانے والے یزج اور گھٹلی کے چاٹنے والے! تورات! انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے! میں ہر اس بمانہ کی شکر سے جسکی چوٹی تیرے ماتھے میں ہے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تو اول جو تجھ سے پہلے کوئی نہیں، تو آخر ہے تجھ سے بعد کوئی نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے بلند تر کوئی نہیں، تو باطن ہے تجھ سے پسے کوئی نہیں، مجھ سے فرسدا واکرکے اور مجھے نقر سے چھوڑا کر غنی کر کے۔

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ  
وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبِّنَا  
وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى  
مُنزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ  
وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ  
دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا أَنْتَ الْأَوَّلُ  
فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ  
فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ  
فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ  
فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي  
الذَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ

اور فرمایا :-

وہی ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا  
پھر عرش پر مستوی ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے جو چیز  
زمین سے باہر آتی اور جو چیز آسمان سے اترتی اور جو چیز آسمان  
کی طرف چڑھتی ہے اُسے وہ جانتا ہے۔ اور تم لوگ جہاں  
کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو  
اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ  
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى  
الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلْمِجُ فِي الْأَرْضِ  
وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ  
وَمَا يَصْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا  
كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (پط، ۱۷)

سو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ آسمان اور زمین، اور دوسرے مقام پر یہ بھی  
آیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے مابین جو کچھ بھی ہے، وہ مخلوق ہے اور اسکی تسبیح  
کتنی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔  
لفظ مع کا منطوق۔

رَبُّكَ اللَّهُ تَعَالَىٰ كَقَوْلِ وَهُوَ مَعَكُمْ سِوَا سِمْ لَفْظِ مَعَ لَفْتِ عَرَبِيَّةٍ  
بِاسْ كَا مُتَّفَعِي نَهِيْنَ هِيَ كَدَا يَكُ چيز دوسری سے ملی ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-  
رَبُّكُمُ اللَّهُ وَكَوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ  
(توبہ)

اور فرمایا :-

مخبر اللہ کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں کفار  
پر سخت ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ  
اَشِدَّاءُ عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ (پط، ۱۷)

اور فرمایا :-

جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی  
اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ وہ تم میں سے  
ہیں۔

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْ بَعْدِ وَهَاجَرُوْا  
وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِيْثَقُهُمْ  
(انفال)

لفظ مع قرآن میں عام اور خاص دونوں معنوں میں آیا ہے۔ عام اس

آیت میں آیا ہے۔ اور آیہ مجادلہ میں ہے:-

(۴۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ  
وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ شَيْءٍ  
ثَلٰثَةٌ اِلَّا هُوَ رَا يَعْهَدُ وَلَا تَحْسَبِ  
الْاَهْوَا سَادِئُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ  
وَلَا اَلْتَرِ الْاِهْوَا مَعَهُمْ اَيْنَمَا  
كَانُوْا اِنَّهُمْ يَكْتُمِبُهُمْ  
بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ  
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (پتہ ۲)

کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔  
اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کے حال سوا قف ہے۔ جب  
تین آدمی کا صلاح و مشورہ ہوتا ہے۔ تو فرد۔ اُن کا چوتھا  
وہ ہوتا ہے، اور اگر بانج کا ہوتا ہے تو فرد ان کا چھٹا وہ  
ہوتا ہے۔ اور اس سے کم ہوں یا زیادہ اور کہیں بھی ہوں  
وہ فرد ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ  
ان کو بتا دیگا۔ اللہ ضرور ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

اس آیت کی ابتدا بھی علم سے فرمائی۔ اور اسے ختم بھی علم کے ساتھ کیا۔ اسی لئے  
ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ضحاک۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ  
اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ از روئے علم ہے۔ دوسری معیت خاصہ ہے۔ چنانچہ اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ  
هُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكَ۔ (پتہ ۲)

اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور احسان کرنے  
والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے:-

اِنِّيْ مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَدِيْ۔  
(پتہ ۱۱)

میں یقیناً تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور  
دیکھتا ہوں۔

اور فرمایا:-

اِذْ يَقُوْلُ لِصٰحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ  
اللّٰهَ مَعَنَا۔ (پتہ ۱۲)

جب وہ اپنے دوست سے کہ رہا تھا۔ ڈر و مت۔ اللہ  
فرد ہمارے ساتھ ہے۔

یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ سوا اللہ تعالیٰ  
فرعون کے ساتھ نہیں بلکہ موسیٰ و ہارون کے ساتھ ہے۔ اور ابو جہل اور اپنے دوسرے  
بشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ محمد اور اُن کے دوست ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ اور ان



لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے والے ہیں۔ نہ کہ ظالم اور نعدی ہستیہ ہیں۔ اگر معیت کے معنی یہ ہوں کہ وہ بذاتہ ہر جگہ ہوتا ہے تو اس سے خبر خاص و خبر عام کا تناقض لازم آتا ہے۔ اس لئے صحیح معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ از روئے نصر و تائید ان لوگوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ مِنْ إِلَهٍ - (زخرف)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ آسمان میں بھی معبود ہے۔ اور زمین میں بھی معبود ہے۔

یعنی اُس مخلوقات کا بھی معبود ہے جو آسمانوں میں ہے۔ اور اس کا بھی الہ ہے جو زمین میں ہے۔ چنانچہ فرمایا :-

وَاللَّهُ لَمَثَلُ الْإِنْعَامِ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - (پہ ۶۱۳)

آسمانوں اور زمینوں میں عمدہ سے عمدہ باتیں اسکی شان کے شایاں ہیں۔ اور وہ زبردست ہے۔ صاحب حکمت ہے۔

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْإِلَهُ الَّذِي كُنَّ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ - (احقاف ۱۷)

اُمہ علم نے اس طرح کی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے، اُمت کے سلف اور اس کے اماموں کا اس پر اتفاق ہے کہ رب تعالیٰ اپنی مخلوقات سے جدا ہے۔ اُس کے اوصاف وہی ہیں جو کہ اُس نے خود بیان کئے ہیں اور جو کہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ ان میں کسی طرح کی تحریف، تعطیل، تمثیل یا چگونگی جائز نہیں۔ وہ صفات نقص سے نہیں بلکہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اور یہ معلوم ہی ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اور اسکی صفات کمال میں سے کوئی اُس کا ہمسرہ نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے :-

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَكُلُّ شَيْءٍ لَدَيْهِ كِفْوًا أَحَدٌ - (اخلاص)

اے پیغمبر کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الصمد اُس علم سے عبارت ہے جو اپنے علم میں کامل ہو۔ اُس بزرگ سے عبارت ہے جو اپنی بڑائی میں کامل ہو۔ اُس قدیر سے عبارت ہے جو اپنی قدرت میں کامل ہو۔ اُس حکیم سے عبارت ہے جو اپنی حکمت میں کامل ہو۔ اور اُس سوار سے عبارت ہے جو اپنی سروری میں کامل ہو۔ ابن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جس کا جو (کھوکھلا پن) نہ ہو۔ اور احد وہ ہے جسکی نظیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام صمد سے صفات کمال سے متصف ہونا اور نقائص سے میرا ہونا مراد ہے۔ اور احد اُس صفت کو مستلزم ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اس مسئلے پر ہم سورہ اخلاص کی تفسیر اور اس سورہ کے ثلث قرآن کے برابر ہونے کے مسئلہ کی توضیح کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں۔

حقائق دینیہ و کونییہ

بہت سے لوگ حقائق امریہ اور حقائق خلقیہ کے مابین امتیاز نہیں کر سکتے۔ اول الذکر دین و ایمان کے ساتھ اور ثانی الذکر تقدیر و تکوین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور خلق و امر دونوں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

(۵۰)

بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ پھر عرش پر مسعودی ہو گیا۔ ہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے۔ جو اس کے چھپے ہوئے کی جلی آتی ہے۔ اسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ کہ یہ سب زیر فرمان الہی ہیں۔ سنی بکھوکھلا ہی کی خلق ہے اور بخدا ہی کا حکم اللہ جو دنیا جان کا پالنے

إِنَّ رَبَّكَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُ حَشِيئَاتِ الشَّمْسِ وَالنَّجْمِ ذَا الْجُودِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ مَاءً مَلْحًا وَاللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

لے شیخ الاسلام کی تفسیر سورہ صافات کا اردو ترجمہ ایک دیدہ زیب اور ضخیم کتاب کی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔ جو خانہ محراب شریف و عبدالغنی تاجران کتب کشمیری از لاہور مولیٰ کر سکتا ہے (مترجم) خاکسار نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے کی تکلیف بھی مولانا غلام ربانی صاحب کو ہی دی تھی۔ (مترجم)

(پہ ۵۷) | واللہ ہے بابرکت ہے۔

سوا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرتے والا ہے۔ اور اس کا پروردگار اور مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ اس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جو حرکت و سکون معروض وجود میں آتی ہے اسی کے حکم۔ اسی کی تقدیر۔ اسی کی مشیت۔ اسی کی قدرت اور اسی کے پیدا کرنے سے آتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا اور میرے پیغمبروں کا کلام مانو۔ میری اور میرے پیغمبروں کی نافرمانی سے باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے توحید و اخلاص کا حکم دیا۔ اور خدا کے ساتھ شریک کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی نیکی توحید اور سب سے بڑی بدی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اللہ تعالیٰ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس سے کم جسکو چاہتا ہے۔ بخشتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پہ ۵۸)

اور فرمایا:-

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اور لوگوں کو اس کا شریک بنا لیں اور اپنے ان معبودوں سے وہ ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ تعالیٰ کیساتھ ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے پر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (پہ ۵۹)

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ تمہارا کتا کتا ہے۔ حضور نے فرمایا "یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے۔ حالانکہ تجھے پیدا کرنے کیا ہے۔" میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا "یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھا لے گی۔" میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا "یہ کہ تو اپنے پروردگار کی عیبی کے ساتھ بدکاری

رے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق اس آیت سے فرمائی ہے:-

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں - اور ناحق نارد اور کسی شخص کو جان سے نہ ماریں کہ جسے قتل نہ حرام کر رکھا ہے۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوں اور جو مذکورہ بالا گناہوں کا ارتکاب کریگا۔ وہ اپنے گناہوں کا جوازہ بھگتینگا۔ قیامت کے دن اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ اور ذلیل و خوار اسی حال میں ہمیشہ رہیگا مگر جس نے توبہ کی۔ ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ اُس کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَتَمًا يَضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(پ ۱۹ ع)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عدل و احسان اور اقارب کو مالی امداد دینے کا حکم فرمایا۔ اور بے حیائی، ناشائستگی اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع کیا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ متقی۔ محسن۔ عادل۔ بہت توبہ کرنے والے۔ پاک صاف رہنے والے لوگوں اور ایسے لوگوں سے محبت کرنا ہے جو اُسکی راہ میں صف بے صف کھڑے ہو کر جہاد کرتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ جس چیز سے اُس نے منع کر دیا ہے اُس کا ارتکاب اُسے بہت ناپسند ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

ان سب باتوں میں جو بری باتیں ہیں وہ تیرے پروردگار کو ناپسند ہیں۔

كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئَةً عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرَهُهَا۔ (پ ۲۰ ع)

شرک سے اور والدین کی نافرمانی کرنے سے بھی منع فرمایا۔ اور قرابت والوں کو اُن کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ اسراف سے بھی روکا اور سخیل سے بھی۔ ہاتھ کو اس صبر کیٹھ لینا کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہے۔ اور پھیلا تا تو اتہا پر جا پھینچنا دونوں اسے ناپسند ہیں۔ بغیر کسی شرعی حق کے کسی کو جان سے مار ڈالنا۔ زنا کرنا۔ مال تقیم کے پاس

تک پھٹنا الایہ کہ بطریق احسن ہو یہ ساری باتیں ممنوع ہیں۔ انہی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

كُلُّ ذَاكَ كَانَ سَيِّئًا عِنْدَ  
دَيْتِكَ مَكْرُوهًا - (پہ سب)

ان سب باتوں میں بری ہی باتیں خدا تعالیٰ کو ناپسند  
ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اس میں راضی ہے کہ کفر اس کے بندوں سے لپٹ جائے۔ بندے کو حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ توبہ کیا کرے۔ چنانچہ فرمایا:-

تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ  
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (مومنون)

اے مومنو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ تاکہ تم کو  
نجات ملے۔

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:-

أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى رَبِّكُمْ فَوَ  
الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ  
وَآتُوبُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ أَكْثَرُ مِنْ  
سَبْعِينَ مَرَّةً -

اے لوگو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ مجھے اُس وقت  
کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں دن میں  
ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور اس کی  
بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:-

إِنَّهُ لَيُعَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَ  
سْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي يَوْمٍ بِأَثَمَةِ مَرَّةً -

یعنی میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے۔ اور میں دن میں (۵۱)  
سوا بار خدا سے استغفار کرتا ہوں۔

سنن میں ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ”کہ ہم گنا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں سو مرتبہ (یا یہ کہا کہ سو سے زیادہ مرتبہ) کہا کرتے تھے ”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَرَبِّ عَلَىٰ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ“ اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے۔ میری توبہ قبول فرمے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اعمال صالحہ کو استغفار پر ختم کیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو تین مرتبہ استغفار پڑھا کرتے



تھے اور کہا کرتے تھے:-

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ  
تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ - اور بخشش والے تو بابرکت ہے۔

یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَادِ (پت ۸) میں رات کو نماز پڑھنے اور سحری کے وقت استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔  
سورہ مزل جو کہ حقیقت میں قیام شب کی سورت ہے۔ حکم استغفار ہی پر ختم ہوتی ہے۔ فرمایا:-

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ  
رَحِيمٌ - اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حج کے متعلق فرمایا:-

فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَابِ فَادْكُرُوا  
اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْرِعِ الْحَرَامِ وَادْكُرُوا  
تَحَا هَذَا كُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ  
لِمَنِ الصَّلَاةُ ثُمَّ آفِضُوا مِنْ حَيْثُ  
أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ  
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (پت ۸ ع)

اللہ تعالیٰ نے آخر میں بھی اس مضمون کی آیت نازل فرمائی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی آخری لڑائی تبوک میں کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فِرْيَاقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَبَّأَتْ عَلَيْهِمْ إِثْرِيْمٌ دُونَ ذَلِكَ

البتہ خدا نے پیغمبر پر بڑا ہی فضل کیا اور مہاجرین و انصار پر جنہوں نے تنگدستی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا جبکہ ان میں سے بعض کے دل ڈگلا چلے تھے۔ پھر اسی نے ان پر اپنا فضل کیا۔ اس میں شک نہیں کہ خدا ان سب پر نہایت درجے مہربان اور رحیم ہے۔ اور ان تین پر

بھی جو ملتوی رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ گئے تھے۔ اور سمجھ گئے کہ خدا سے خود اسی کے سوا اور کوئی جانے پانا نہیں۔ پھر فرماتے ان کی توبہ قبول کی۔ تاکہ وہ توبہ کئے ہیں۔ بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پط ۱۰۷)

قرآن کی یہ آیت سب سے آخر نازل ہوئی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سب سے آخر

وَعَلَى الشَّيْئَةِ الَّذِينَ خَلَقُوا حَتَّىٰ إِذَا  
صَاحَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ  
وَصَاحَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن  
لَا سَلْجَاءَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِمْ تَابَ عَلَيْهِمْ  
لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

یہ سورت نازل ہوئی:-

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ  
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ  
فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ  
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ  
تَوَّابًا. (پط ۱۰۷)

جب خدا کی مدد آہنی۔ اور مکہ فتح ہو گیا۔ اور تم نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ دین خدا میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاؤ۔ اور اس سے گنہگار کی معافی مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ اپنے کام کو تسبیح و استغفار پر ختم کرے صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق یہ پڑھا کرتے تھے:-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

اے اللہ ہلکے پروردگار میں تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتا ہوں۔ اور تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے:-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَبَعْضِي  
وَأَسْرَأِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ  
بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنْ حَسَنَاتِي  
وَأَجْرِي وَخَطِيئَتِي وَعَدْوِي  
وَكُلِّ ذَاكَ عِنْدِي - اللَّهُمَّ

اے اللہ میری خطا معاف کر۔ اور میری جمالت اور میرے اہم بات سے درگزر فرما۔ اور اس بات سے درگزر فرما جو کہ تجھے میری بر نسبت زیادہ اچھی طرح معلوم ہے۔ اے اللہ میری ہنسی مذاہم کی باتوں اور میرے سوچے سمجھے گناہوں۔ میری بھول چوک کے تصور دل اور میرے دیدہ و دانستگان ہوں کو بخش دے۔ اے اللہ

غَفِرَ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ  
وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
أَنْتَ -

میرے ان تمام گناہوں کو بخش دے۔ جو کہ میں نے پہلے کئے ہیں۔ اور جو  
چھپے کئے ہیں اور جو پوشیدگی میں کئے ہیں۔ اور جو کھلم کھلا کئے ہیں۔  
تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور صحیحین ہی میں آیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!  
مجھے وہ دعا سکھا دیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:-

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا  
وَلَا بَغْفِرَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُرْ  
لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي  
(۵۲) إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ -

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا  
کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اپنی خاص مغفرت سے  
میرے گناہ بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت  
بخشنے والا مہربان ہے۔

سنن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ  
مجھے وہ دعا سکھائیے۔ جو میں صبح و شام پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:-

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ  
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ  
وَمَلِيكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ  
بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ  
وَشَرِّكِهِ وَأَنْ أَقْتَرَنَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا  
أَوْ أَجْرًا إِلَى مُسْلِمٍ -

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور آشکارا کے  
جاننے والے ہر چیز کے پروردگار و مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ  
تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کی شر سے اور شیطان  
کی شر اور اس کے شرک سے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ اور اس  
بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے خلاف برائی حاصل کر لوں  
یا کسی دوسرے مسلمان کی طرف برائی کھینچ لے جاؤں۔

حضور نے ابو بکر سے فرمایا کہ یہ دعا صبح و شام اور سونے کی وقت پڑھا کرو۔

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کیلئے پینچال کرنا ناجائز نہیں  
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے سے مستغنی ہے۔  
بلکہ ہر شخص ہمیشہ کیلئے توبہ و استغفار کا محتاج ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا

اور اس بارامات کو انسان نے اٹھایا۔ بے شک وہ اکثر اور

۵۔ شلاسن ترمذی سنن ابی داؤد وغیرہ میں مدیث کی وہ کتابیں جو بخاری مسلم کے سوا ہیں۔

بے سمجھ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں کو  
 جھوٹا لے کر عذاب اللہ المُنَافِقِينَ وَ  
 الْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ  
 وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
 وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (پہا ۱۷)

سوانسان ظالم اور جاہل ہے اور مومنین و مومنات کی غایت توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 نے اپنی کتاب میں اپنے نیک بندوں کے توبہ کرنے اور ان کو بخش دینے کا ذکر فرمایا ہے  
 صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے عمل  
 سے جنت میں نہیں جائیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی؟ فرمایا میں بھی  
 جنت میں داخل نہ ہو سکوں گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے مجھے ڈھانپ  
 لے۔ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی منافی نہیں ہے:-

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا آسَلْتُمْ  
 فِي الْآيَاتِ الْخَالِيَةِ (سورہ الحد)

گندھارا پو۔ منہ سے کھاؤ اور پیو۔  
 کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ و معاوضہ کی (بار) کی نفی کی ہے۔ نہ (بار)  
 سببیت کی۔ اور قرآن نے (بار) سببیت کا اثبات کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "اِذَا  
 أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا كَرِهَتْهُ الذُّنُوبُ" جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو  
 گناہ اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتے) اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے  
 سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں توبہ و استغفار کرنے کا خیال پیدا کر دیتا ہے۔  
 اور وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا جس شخص کا یہ خیال ہے کہ گناہ اُس شخص کو بھی  
 نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ان پر اصرار کرے۔ وہ گمراہ ہے۔ کتاب و سنت اور  
 اجماع سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا مخالف ہے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ جو شخص  
 ذرہ برابر نیکی کریگا۔ اسے دیکھ لیگا۔ اور جو ذرہ برابر بُرائی کریگا اُسے بھی دیکھ لیگا اور  
 خدا کے جن بندوں کی مدح کی گئی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں مذکور ہیں:-  
 وَ سَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا بڑا ہے۔ ان پر ہنرگاروں کے لئے تیار ہے جو خوش حالی اور نیکوئی میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو روکتے ہیں۔ اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنا نقصان کر لیتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اور خدا کے سوا گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہے ہی کون؟ اور جو کام کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ و دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ  
أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ  
يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَافِرِينَ  
الْعَاقِبِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ  
الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا  
أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا  
لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ  
وَلَمْ يُصِطُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ  
يَعْلَمُونَ - (پ ۵ع)

### مسئلہ تقابیر

جس شخص کا یہ خیال ہے کہ تقدیر گناہگاروں کے لئے حجت ہے۔ تو وہ ان مشرکین کی جنس سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مشرکین ممکن ہے یہ جنت پیش کریں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے۔ اور نہ ہم کسی حلال چیز کو حرام کرتے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ  
اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَمَرْنَا  
مِنْ شَيْءٍ - (پ ۵ع)

اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا:-

جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں جھٹلاتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے عذاب کمزرا چکھا۔ لے پیغمبران سے پوچھو کہ تمہارے پاس کوئی سند بھی ہے کہ اس کو ہمارے لئے نکالو۔ ترے وہموں پر پھلتے اور ترسی اٹھکیں ہی دوڑاتے ہو۔ لے پیغمبران سے کہو کہ اللہ کی محبت کامل ہے۔ وہی چاہتا تو تم سب کو رستہ دکھا دیتا۔

كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
حَتَّىٰ إِذَا قُورُوا بِأَسْئَارِنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ  
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا  
الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ -  
قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ  
لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ - (پ ۵ع)



اگر تقدیر کسی کے لئے حجت ہو سکتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کو (۵۳) عذاب نہ دیتا۔ اور قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون عذاب الہی سے ہلاک نہ ہوتیں۔ اور زیادتی کرنے والوں پر حدیں قائم کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ تقدیر کو حجت وہی بنا سکتا ہے جو اپنی خواہش کا پیرو ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ سے منحرف ہو۔ جو شخص تقدیر کو گناہگاروں کے لئے حجت سمجھتا ہے وہ ان سے ندمت اور عذاب کو اٹھا دیتا ہے۔ اُسکو چاہئے کہ جب اس پر کوئی شخص تعدی کرنے۔ تو وہ اس کی ندمت کرے اور نہ اس کو تکلیف پہنچائے۔ بلکہ اس کے نزدیک لذت دینے والی اور دکھ پہنچانے والی چیز برابر ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ کوئی بُرائی کرے یا نیکی اس کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ اور یہ امر طبعاً عقلاً اور شرعاً محال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ - (پ ۱۲۲)

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم متقین کو گناہگاروں کی طرح قرار دیں گے۔

پھر فرمایا:-

أَفَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْجَاهِلِيَّةِ (نون)

کیا ہم مسلمین کو مجرمین کی طرح کر کے رکھینگے۔

نیز فرمایا:-

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً تَحْيَاهُمْ وَمَوْتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ - (پ ۱۲۸)

کیا جن لوگوں نے برے افعال کا ارتکاب کیا انہیں ہم ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے۔ جو ایمان لانے اور نیک کام کرنے کے لئے نیک کام کئے۔ کیا ان کا جینا مرنا برابر ہو سکتا ہے! یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگاتے ہیں! -

اور فرمایا:-

أَخْسَبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ -

کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی معرفت کے پیدا کر دیا ہے اور کیا تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے

(پ ۱۲۹)

اور فرمایا:-

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ (سدی و مواصلہ حیزو۔ جوامعہ فی مکلف نہو)

سُدّی۔ (پ ۱۸)

تصحیح میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم و موسیٰ کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ اور آدم کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس طرح کہ موسیٰ نے کہا کہ آدم! آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور آپ میں روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے آپ کے لئے سجدہ کرایا۔ بائیسہ آپ کے اپنے آپ کو اور ہم کو جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔ آپ وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ نے صفت کلمی سے برگزیدہ فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات لکھی۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے اپنے یہ آیت لکھی ہوئی دیکھی۔ وَعَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ۔ پ ۱۶، رکوع ۱۶۔ آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ چالیس سال پہلے فرمایا تو پھر آپ مجھے ایک ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔ حضور انور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آگئے۔ اس حدیث کے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس حدیث سے اس بنا پر انکار ہی کر دیا کہ ان کے خیال میں یہ حدیث نافرمانیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو مذمت اور عذاب بر بنائے تقدیر بری قرار دیتی ہے۔ دوسرا گروہ پہلے گروہ سے بھی بدتر ہے وہ تقدیر کو حجت قرار دیتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ تقدیر ان اہل حقیقت کے لئے حجت ہے۔ جن کو اس کا شہود حاصل ہے۔ یا ان لوگوں کے لئے جنکی رائے یہ ہے کہ وہ فعل پر قادر ہی نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام پر اعتراض اس وجہ سے کیا کہ وہ ان کے باپ ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ تو بکر چکے تھے۔ یا اس لئے کہ گناہ ایک شریعت کے زمانے میں ہوا تھا اور طاعت دوسری شریعت کے دور میں۔ یا اس لئے کہ یہ دنیا میں ہو گا نہ کہ قیامت میں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تاویلات باطل ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو محض اس وجہ سے ملامت کیا کہ شجرہ ممنوعہ سے اُسکے پھل کھانے کی وجہ سے اس کی آئندہ نسلوں کو تکلیفیں پہنچیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو کیوں جنت سے نکال دیا۔ یہ ملامت محض اس وجہ سے نہیں تھی کہ آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور توبہ کی۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا مستحق ملامت نہیں ہوتا۔ انہوں نے بھی توبہ کی تھی۔ اگر آدم علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہوتا کہ تقدیر کی وجہ سے وہ ملامت سے بری ہو گئے ہیں تو وہ یہ نہ کہتے :-

دَبْنَا ظَلَمْنَا انْفُسَنَا وَانْظُرْ  
نَحْنُ فَاظْفُرْنَا وَتَرَحَّمْنَا لَمْ تَكُنْ مِن  
الْحَنِيسِرِيْنَ - (پت ۷۹)

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اور اگر  
تو منفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے۔ تو ہم زیاں کاروں  
میں سے ہو جائینگے۔

مومن کو حکم ہے کہ مصائب آئیں تو صبر کرے اور راضی برضا ہو جائے۔ گناہ سزاؤ  
جو جائیں تو معافی مانگے۔ توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (روم)  
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ - (محمد)

صبر کر اللہ کا وعدہ سچا ہے۔  
اور اپنے گناہوں سے معافی مانگ۔

سو مصائب پر صبر کرنے اور گناہوں پر استغفار کرنے کا حکم فرمایا اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے :-

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ  
لّٰهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَجْعَلْ لِّهٖ  
خُرْجًا مِّنْ حَيْثُ يَّوْجِءُ  
بِاِذْنِ اللّٰهِ (بقرہ ۲۱۶)

جو مصیبت بھی آتی ہے اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ اور جو (۵۴)  
شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ خدا اس کے دل کو  
ٹھکانے سے لگا۔ رکھیگا۔

ابن سعور رضی اللہ عنہما کا ہونے ہے کہ یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے مصیبت پہنچے  
تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اللہ کا حکم ہے۔ پس وہ راضی ہو جاتا ہے۔ اور سر نہاد  
مدحاً ہے۔ جب مومن (۱۰) بر سار (۱۶)۔ افا (۳۱)۔ غ (۱۰)۔ کہ مصیبت آجائے

تو وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے ہیں۔ اگر یہ مصیبت کسی اور کے گناہ کے باعث ہو۔ مثلاً کسی کے باپ نے گناہوں میں مال خرچ کر ڈالا۔ اور اسکی اولاد اس وجہ سے محتاج ہو گئی۔ تو اولاد کو مصیبت پر صبر کرنا چاہئے۔ اور جب وہ اپنی قسمتوں کے لئے باپ کو ملامت کرنے لگیں تو ان کے لئے تقدیر کا ذکر کیا جائے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صبر واجب ہے۔ اور اس سے بھی اعلیٰ خدا کے حکم کے ساتھ راضی ہونا ہے۔ بعض کے نزدیک رضا بھی واجب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ اور اس سے بھی بلند تر مقام اس امر کا ہے کہ انسان مصیبت کے موقع پر شکر کرے۔ اور مصیبت کو اس بنا پر نعمت الہی سمجھے کہ اس مصیبت کی وجہ سے اس کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اور اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ اس کے سامنے لڑکھاتا ہے۔ مخلوقات سے امیدیں قطع کر کے خالص باری تعالیٰ کی ذات پر توکل کر لیتا ہے۔ ہے گمراہ اور سرکش لوگ سو وہ تو گناہ کرنے اور اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے وقت تقدیر کو حجت بناتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکیاں سرزد ہونے لگیں تو وہ انہیں اپنی فضیلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کسی عالم نے کہا ہے کہ تو طاعت کے وقت تو قدرتی ہے اور نافرمانی کے وقت جبری۔ جو مذہب تیری خواہش کے موافق ہو جائے تو اسی کا ہو رہتا ہے، اچھے لوگ اور ہدایت یافتہ لوگ جب نیکی کرتے ہیں تو ان کو یہ شہود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ نیکی کرائی ہے۔ وہی ہے جس نے ان پر انعام فرمایا۔ ان کو مسلمان بنایا۔ ان کو پابند نماز کیا۔ ان کے دل میں تقویٰ ڈالا۔ اس کے سوا کسی کو طاقت و توانائی نہیں ہے۔ ان اہل ہدایت و ارشاد کو اللہ تعالیٰ تقدیر کے شہود کے ذریعے سے خود پسند لوگوں کو

۱۳۴ قدری جیہ کے کہ جو کام ہوتا ہے تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہ جبری وہ ہوتا ہے جو کہہ کر میں برائی کرنے پر مجبور ہوں۔

۱۳۵ جب وہ کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ امر تقدیر میں لکھ رکھا تھا کہ ہم فلاں شخص کے ساتھ یہ نیکی کریں گے۔ اس وجہ سے ان کے دل میں فخر نہیں پیدا ہوتا اور نہ احسان جتانے کے فعل مذموم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

احسانِ خیلانے، اور دکھ دینے، جیسی رذیل عادتوں سے بچانا ہے۔ اور جب ایسے لوگ کوئی بُرا کام کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور اسکی بارگاہ میں اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا استغفار یہ ہے:-

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں یرا بندہ ہوں۔ جہاں تک مجھ میں طاقت ہے میں تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے کچھ کی برائی سے میں تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تیرے فضل و کرم سے جو کہ مجھ پر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گنہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو مجھے سزا کرے۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو گنہوں کو معاف کرے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ  
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ  
شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوؤُكَ لَكَ بِنِعْمَتِكَ  
عَلَيَّ وَأَبُوؤُ بِيذْ نَبِيِّي نَا غُفْرِي فَإِنَّهُ  
لَا يُغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

جو شخص یقین کے ساتھ صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اور اسی رات مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کر دیا ہے اور تمہارے مابین بھی ظلم کی تحریم کر دی ہے۔ اس لئے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! دن رات تم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا۔ سو مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ میں تمہیں معاف کر دوں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو۔ مگر وہ بھوکا نہیں جسے میں کھانا کھلا دوں۔ اس لئے مجھ سے کھانا مانگو کہ میں تمہیں کھانا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ ننگا نہیں جسے میں کپڑا پہنا دوں۔ اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو۔ کہ میں تمکو کپڑا پہنا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب رستہ بھول جانے والے ہو۔ مگر وہ گمراہ نہیں جسے میں رستہ بتا دوں۔ مجھ سے رستہ معلوم کرنے کے لئے



عارویں ہیں رستہ بنا دوں۔ اے میرے بندو تم مجھے نفع یا نقصان پہنچانے کے لٹو ہرگز تو انا نہیں ہو سکو گے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور تمہارا آخری فرد (۵۷) اور تمہارا انسان اور تمہارا جن یعنی ساری کی ساری مخلوقات بدرجہ اتم متقی اور پاکیزہ دل ہو جائے تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! تم سبکے سب انتہا درجے کے بدکردار اور سیاہ کار بن جاؤ۔ تو میری بادشاہی میں وہی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے آخری اور تمہارے انسان اور تمہارے جن سبکے سب کسی ایک میدان میں جمع ہو کر نبھتے ہو تو مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو اسکی منہ مانگی مرادیں دے ڈالوں۔ تو میرے خزانوں میں اسی طرح کوئی کمی نہیں آسکتی۔ جس طرح ایک سوئی کو سمندر میں ایک ڈنڈہ ڈبو کر نکال لینے سے سمندر کی حیثیت آبی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اے میرے بندو! بجز ایس نیست کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں نے گن رکھا ہے۔ اور پھر پوئے طور پر تمہیں ان کی جزا دوں گا۔ سو جو شخص نامہ اعمال میں نیکی دیکھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے۔ اور جو شخص اس کے سوا کچھ دیکھے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر بندہ بھلائی دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کہے۔ اور اگر برائی دیکھے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ بہت سے لوگ حقیقت پر سبٹ تو کرتے ہیں لیکن اس قدر امتیاز نہیں کر سکتے کہ ایک حقیقت کو نیتہ قدر یہ ہے جس کا تعلق تخلیق اور مشیت کے ساتھ ہے۔ اور ایک حقیقت دینیہ امر یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے محبت سے تعلق رکھتی ہے جو شخص اس حقیقت دینی کا پابند ہو۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کی زبان سے فرمایا ہے۔ اس میں اور اس دوسرے شخص میں جو کہ اپنے ذوق و وجدان کی پابندی کرتا اور کتاب و سنت کا لحاظ نہیں کرتا فرق کرنا لازمی ہے لیکن بہت سے منکلمین اس اہم امر کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ یہی حال لفظ شریعت کا ہے۔ بہت سے لوگ اس پر سبٹ تو کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی شریعت اور حاکم کے ماہن ذوق نہیں کہنے

حالانکہ اول الذکر کتاب وسنت کی بتائی ہوئی شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سے بھیجی ہے۔ اس سے کسی مخلوق کو خروج جائز نہیں۔ اور اس سے وہی خروج کرتا ہے جو کافر ہو۔ آخر الذکر وہ ہے جسکی صحت و سقم یقینی امر نہیں ہے۔ کیونکہ حاکم کبھی ٹھیک فیصلہ کرتا ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ یہ بھی اُس وقت جب کہ وہ عالم و عادل ہو۔

### مجسٹریٹوں کی تین قسمیں

ورنہ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا قاضیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی۔ جس آدمی کو حق معلوم ہو گیا اور اُس نے حق ہی پر فیصلہ دیا وہ جنتی ہے۔ جس آدمی نے جہالت میں فیصلہ کر دیا وہ دوزخی ہے۔ اور جسکو حق معلوم ہو گیا اور فیصلہ اس کے خلاف دے دیا۔ وہ بھی دوزخی ہے۔ عالم و عامل قاضیوں میں سب سے بہتر سردار بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ صحیحین میں ان سے ثابت ہے کہ اپنے فرمایا ”تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ اور ممکن ہے تم میں سے بعض دوسرے کی بہ نسبت حجت پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہوں۔ بہر حال میں تو فیصلہ اس کے مطابق دیتا ہوں جو کہ میں سُن لوں۔ اس لئے جس شخص کے حق میں یہ فیصلہ دے دیا جائے کہ اسے اپنے بھائی کے حق میں سے کچھ ناجائز طور پر مل گیا ہو تو وہ نہ لے۔ کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔“ سید الانام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے حق میں اُسکے بیان منکر کچھ فیصلہ ہو جائے اور حقیقت میں اُس شخص کا حق نہ ہو تو اس کے لئے لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اسکو دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ مطلق اطلاق کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ جب اپنے خیال میں شہاد و اقرار کی مثل شرعی حجت پر کوئی فیصلہ کرے۔ اور حقیقت ظاہر کے خلاف ہو۔ تو جس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے اس فیصلے کے مطابق چیز لے لینا حرام ہے۔ اگر عقود مثلاً نکاح اور فسخ نکاح کے بارے میں بھی ایسا فیصلہ صادر ہو جائے۔

تو اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ جس کے حق میں فیصلہ ہو جائے وہ فیصلہ سے فائدہ نہ اٹھائے امام مالک - امام شافعی - امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے - اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دو قسموں میں فرق کیا ہے - جب لفظ شرع و شریعت سے مراد کتاب و سنت (۵۶) ہو تو اولیاء اللہ میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے اور نہ کسی اور کو اس کا اختیار ہے کہ اس سے خروج کرے - اور جس کا خیال ہو کہ اولیاء اللہ میں سے کسی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی متابعت کرنے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ معلوم ہے اور وہ ظاہری باطنی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے تو وہ کافر ہے - جو شخص اس مسئلے میں موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ سے استدلال کرتا ہے - وہ دو وجوہ سے غلطی پر ہے - ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی طرف مبعوث نہ تھے - اور نہ خضر علیہ السلام پران کی پیروی واجب تھی - موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے - اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن و انسان کے لئے ہے - اگر بالفرض یہ رسالت کسی ایسے آدمی تک بھی پہنچ جائے جو خضر - ابراہیم - موسیٰ اور عیسیٰ سے افضل ہو - تو اس پر بھی اس رسالت کا اتباع واجب ہوگا - تو خضر علیہ السلام خواہ نبی ہوں یا ولی کیوں اتباع نہ کریں - یہی وجہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں سے کچھ مجھے سکھا دیا ہے جو آپ کو معلوم نہیں - اور اسی نے اپنے علم سے کچھ آپ کو سکھا دیا ہے جس سے میں آگاہ نہیں - جن و انسان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو اور پھر وہ ایسی بات کہے - دوسرے جو کام خضر علیہ السلام نے کیا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے خلاف نہیں تھا - اور موسیٰ علیہ السلام کو وہ اسباب معلوم نہیں تھے جن کی بنا پر وہ کام جائز تھا - جب خضر علیہ السلام نے وہ اسباب بیان کر دیئے - تو موسیٰ علیہ السلام لے اذات مخالفین امام ابن تیمیہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام کس قدر امام ابوحنیفہ کی عزت کرتے ہیں +

نے اس پر ان کی موافقت کی۔ کیونکہ کشتی کو ظالم و غاصب کے دلدان از و حرص سے بچانے کے لئے توڑ ڈالنا اور پھر اسکو اہل کشتی کی مصالحت کے لئے بطور احسان مرت کر دینا جائز ہے۔ اور حملہ آور موذی کو خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور جس کے قتل کئے جانے کے بغیر اس کے والدین تکفیر سے نہ بچ سکیں۔ اس کا قتل جائز ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نجدہ حروری نے پوچھا کہ بچوں کے قتل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ تو فرمایا کہ اگر آپ کو ان کے متعلق وہ بات معلوم ہو جائے۔ جو خضر علیہ السلام کو بچہ معلوم کے متعلق معلوم ہوئی تھی تو ان کو قتل کر ڈالئے۔ ورنہ نہ قتل کریں (رواہ البخاری) رہا بلا معاوضہ یتیم کے ساتھ احسان کرنا اور بھوک پر صبر کرنا تو یہ اعمال صالحہ میں سے ہے۔ اس میں کوئی امر شریعت الہی کے خلاف نہ تھا۔ لیکن جب شریعت سے مراد حاکم کا فیصلہ ہو۔ تو وہ کبھی عادل ہوتا ہے۔ کبھی ظالم ہوتا ہے۔ کبھی درست ہوتا ہے۔ اور کبھی غلطی کرتا ہے۔

ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام

کبھی شریعت سے ابوحنیفہؒ، ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، لیث بن سعد، شافعی، احمد، اسحاق، داؤد وغیرہ ائمہ فقہ کا قول مراد ہوتا ہے۔ سو یہ لوگ اپنے اقوال کے لئے کتاب و سنت سے دلیل لیتے ہیں۔ جب کوئی مقلدان میں سے کسی کی تقلید حسب گنجائش کرے تو جائز ہے۔ اور اگر اس کی تقلید نہ کرے تو کسی اور کی تقلید بشرط گنجائش کر لے تو جائز ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا اتباع تمام امت پر اس طرح واجب نہیں ہے۔ جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے، اور نہ ان میں سے کسی کی تقلید اس شخص کی تقلید کی طرح جو کہ بغیر علم کے بحث کرتا ہے، حرام ہے + البتہ جو شخص غیر شریعت کو شریعت سے منسوب کرے۔ تو یہ تبدیل کی قسم سے ہے۔ اور غیر شریعت سے مراد اپنی گھڑی ہوئی باتیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد کے خلاف نصوص کی تاویل اور دیگر اس طرح کی لغو باتیں ہیں۔ شرع منزل شرع مؤول۔ اور شرع مبدل کے درمیان فرق کرنا اسی طرح ضروری ہے۔

جس طرح حقیقت کونیہ اور حقیقت دینیہ امریہ کے مابین فرق کرنا ضروری ہے اور جس طرح اس مذہب میں جس کی دلیل کتاب و سنت سے لی گئی ہو اور اس مذہب (۵۷) میں جس میں صاحب مذہب کے ذوق اور وجدان پر اکتفا کیا گیا ہو فرق کرنا لا بدی ہے۔

### اولیاء اللہ اور اعداء اللہ میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارسال-کلام اور جبل دینیہ اور کونیہ میں فرق واضح کر دیا ہے۔ یہ ارادہ کونیہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ اسے پسند نہ کرے اُس سے راضی نہ ہو۔ اُس پر عمل کرنے والوں کو ثواب دے۔ اور نہ ان کو اپنے متقی اولیاء میں شامل کرے۔ ارادہ دینیہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اُسے مشروع کیا۔ اُسے پسند کیا۔ اس پر عمل کرنے والوں کو ثواب ہو۔ معزز قرار پائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے متقی دوستوں۔ اس کے صاحب صلاح و فلاح جتھے اور اس کے غالب ہونے والے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ ارادہ کونیہ و ارادہ دینیہ میں فرق کرنا ان عظیم ترین امور میں سے ہے جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ جس سے رب تعالیٰ وہ کام لے جو کہ اُسے محبوب و پسندیدہ ہوں۔ اور وہ شخص اسی حالت میں مر جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے کام ایسے ہوں۔ جن سے پروردگار ناراض ہو۔ اور مرتے دم تک ایسے ہی افعال کا ارتکاب کرتا رہے تو وہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔ ارادہ کونیہ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت کا نام ہے جو اس کی مخلوق کے لئے ہوتی ہے۔ اور تمام مخلوقات اس کی مشیت اور اس کے ارادہ کونیہ میں شامل ہے۔ اور ارادہ دینیہ میں اس کی محبت شامل ہے۔ اور اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور اسے دین اور شریعت قرار دیا ہے۔ یہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مختص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ | جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے



سینے کو وہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے ۳  
گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو وہ تنگ اور بھیجا  
ہوا کر دیتا ہے۔ گویا اُسے آسمان پر چڑھنا  
پڑتا ہے۔

صَدْرَهُ يَلَا سَلَامًا وَمَنْ يَرُدَّ اَنْ  
يُضَلَّكَ، يَجْعَلْ صَدْرَهُ حَتِيْمًا حَرَجًا  
كَانَتْ مَائِمَتًا مَتَّعِدًا فِي السَّمَاءِ -  
(پ ۲۴)

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:-

اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارا بہکانا منظور ہو تو میں تمہاری  
خیر خواہی کرنا چاہوں بھی تو میری خیر خواہی تمہارے  
کام نہیں آسکتی۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُفْعِي اِنْ اَرَدْتُ اَنْ  
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللهُ يُسِرُّ اَنْ  
يُغْوِيَكُمْ - (پ ۲۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کوئی مصیبت ڈالنی چاہے  
تو وہ ٹل نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی  
حامی و مددگار بھی نہیں۔

وَ اِذَا ارَادَ اللهُ يَقُوْمُ سُوْءًا فَلَا  
مَرَدَ لَهٗ وَمَا لِمَنْ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ مِنَ  
النَّاسِ - (پ ۲۴)

اور دوسرے پائے میں فرمایا:-

اور جو شخص بیچارہ ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے ایام میں  
سے اتنے ہی دن شمار کر کے روزہ رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ  
تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہارے  
ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلَى سَفَرٍ  
فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اٰخَرَ يُرِيدُ اللهُ  
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ  
(پ ۲۴)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنا نہیں چاہتا۔  
بلکہ وہ تم کو سستھا رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ  
تم پر اپنا احسان پورا کرے۔ تاکہ تم شکر کرو۔

مَا يُرِيدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ  
وَلٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُنِزِلَ عَلَيْكُمْ  
رِزْقًا كَثِيْرًا - (پ ۲۴)

نکاح کے حلال اور حرام امور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

اللہ چاہتا ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ  
اَنْ تَرْجِعُوْا اِلٰى الْكُفْرِ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ  
اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عَلٰى اَعْيُنِنَا - (پ ۲۴)

ان کے طریقے تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کئے اور تم کو انہی کے طریقوں پر چلائے۔ اور تم پر مہر کی نظر رکھے۔ اور جو لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بھٹک کر بہت دور جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

سُنُّنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ  
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ، وَاللَّهُ يُرِيدُ  
أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ  
يَتَّبِعُونَ الشَّهْوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا  
عَظِيمًا، يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ  
وَدَخَلَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا. (پ ۷ ع)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امر و نہی ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:-  
اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے  
ہر طرح کی گندگی دور کرے۔ اور تمہیں اچھی  
طرح پاک کرے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ  
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا -  
(پ ۲ ع)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی باتوں کا حکم دیا ہے۔ جن سے تمہاری گندگی دور ہو جائے۔ اور تم صاف ستھرے ہو جاؤ۔ یعنی گندگی کو دور کرنے والے کاموں کا حکم دیدیا گیا ہے۔ جس نے اس حکم کی اطاعت کی وہ پاک ہو جائیگا۔ اس سے گندگی دور ہو جائیگی۔ اور جو نہ مانےگا۔ اس سے گندگی دور نہ ہو سکیگی۔

رہی امر کی سبب سوا امر کوئی کے متعلق فرمایا:-

بجز ان نیست کہ کسی چیز کے لئے ہمارا امر یہ ہے کہ  
کہ جب اس کا ارادہ کریں تو ہم اس کے لئے کہیں کہ  
ہو جا، پس ہو جائے۔

إِنَّمَا أَمْرُنَا لِنَسْتِ إِذَا أَرَدْنَا  
أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ -  
(سورہ نحل)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ہمارا کام تو بس ایک بات ہوتی ہے۔ جیسے آنکھ  
کا بھپکانا۔

وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ  
بِالْبَصَرِ. (پ ۱۰ ع)

اور فرمایا:-

آیا اسی کے پاس ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر ہم (۵۸) نے اس کا ایسا ستر اڑو کیا۔ گویا کل اس کا نام و نشان ہی نہ تھا۔

أَتَاهَا أَمْرٌ نَالِيًّا أَوْ نَهَارًا  
تَجَعَّدْنَهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَعْنَنَّ  
يَا الْأَمْسِي - (پ ۸)

امردینی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور احسان کرنے کا اور قربت والوں کو مالی امداد دینے کا اور بے حیائی کے اور ناشائستہ کاموں اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ تم ان باتوں کا خیال رکھو۔

إِنَّ اللَّهَ يَا مَرْكُومًا بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ  
وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ  
يَعْظُمُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ - (پ ۱۹)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو ادا کر دیا کرو اور جب لوگوں کے درمیان حکم بنو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی نصیحتیں کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَا مَرْكُومًا تُوذُّ وَالْأَمَانَةَ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ  
أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا  
بَصِيرًا - (پ ۲۰)

رہا اذن سو سحر کا ذکر کرتے ہوئے اذن کوئی کا ذکر فرمایا:-

اور وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا نصیحت نہیں پہنچا سکتے۔

وَمَا هُمْ بِضَارِدِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا  
يَا ذُنِ اللَّهِ - (پ ۲۱)

یہاں اذن سے مراد اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت ہے۔ ورنہ سحر کو اللہ تعالیٰ نے ہرگز مباح نہیں کیا۔ اذن دینی کے متعلق فرمایا:-

کیا ان لوگوں نے خدا کے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا ایک رستہ تیار کیا ہے۔ جس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ  
مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذُنْ بِهِ اللَّهُ - (پ ۲۲)

اور فرمایا :-

ہم نے تجھ کو اہی دینے والا - بشارت دینے والا - عذاب الہی سے ڈرانے والا - اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم کے ساتھ بلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

إِنَّا أَمَرْنَا سُلَيْمَانَ بِأَنْ يَخُذَ أَلْحَبَ بِأُذُنِ الْيَهُودِ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ  
(پہ ۶۳)

اور فرمایا :-

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے - وہ محض اس لئے بھیجا ہے - کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے -

وَمَا أَمَرْنَا مِثْرَةَ سُلَيْمَانَ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ  
(پہ ۶۴)

اور فرمایا :-

اے مسلمانو! کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹ ڈلے ہیں - یا ان کو اپنی جڑوں پر قائم چھوڑ دیا ہے - وہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ہوا -

مَا تَطَعْتُمْ مِنْ لَيْثَةٍ أَوْ نَزَعْتُمْهَا فَأِنَّكُمْ عَلَىٰ أُلُوفِهِمْ بِإِذْنِ اللَّهِ  
(پہ ۶۵)

تقضا کی بھی یہی حالت ہے - قضائے کوئی کے متعلق فرمایا :-

اس کے بعد دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے -

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ - (پہ ۶۶)

اور فرمایا :-

جب امر طے ہو جاتا ہے تو بس اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جاوے پس ہو جاتا ہے -

إِذَا قَضَيْتُمْ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ - (پہ ۶۷)

تقضائے دینی کے متعلق فرمایا :-

نیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا - کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو -

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ - (پہ ۶۸)

یہاں قضی سے مراد امر یعنی حکم کیا ہے - نہ کہ مقدر کیا - کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی معبودان باطل کی پرستش ہوتی ہے - جیسا کہ کئی

بلکہ خیر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ  
هُوَ لَآءِ شَفَعَاءِ نَا عِنْدَ اللَّهِ -  
(پ ۷ ع)

اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی مخلوق کی پرستش کرتے ہیں۔  
جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی اور نہ نفع دے سکتی  
ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ لوگ ہماری  
سفارش کرنے والے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا :-

أَفَرَأَيْتُمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَأَنْتُمْ  
وَأَبَاؤُكُمْ أَلَا قَدْ مَوَّنَ قَوْمُكُمْ عَدُوًّا  
لِي الْآدَاتِ الْعَالِيَيْنَ - (پ ۷ ع)

تم نے دیکھا یا جن کی تم اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد  
پوجا کرتے تھے، بے شک وہ میرے دشمن ہیں۔ میرا  
دوست صرف پروردگار عالم ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي  
إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا  
لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّاءُ مِنكُمْ وَمِمَّا  
تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ  
وَبَدَّأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ  
الْبِغْضَاءِ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ  
وَحَدَاةُ الْإِقْوَالِ إِبْرَاهِيمَ لِأَنَّهُ  
لَا يَسْتَعْظَمُكَ لَكَ وَمَا أَمَّاكَ لَكَ  
مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ -  
(پ ۷ ع)

مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے تمہارے  
لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گا رہے۔ جبکہ انہوں نے  
اپنی قوم سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان مبدووں  
سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ سروکار نہیں۔  
ہم تم کو نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت  
اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے ہو  
جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے  
اپنے باپ سے اتنی بات کہی۔ کہ میں تمہارے لئے ضرور  
منفرت کی دعا کروں گا۔ اور تمہارے لئے خدا کے آگے میرا  
کچھ زور تو چلتا نہیں کہ زبردستی تم کو بخشتا ہوں۔

اور فرمایا :-

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ  
مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ

اے پیغمبر کہدو کہ اے کافر! جسکی تم پوجا کرتے ہو۔  
اسکی میں عبادت نہیں کرتا۔ اور جسکی میں عبادت کرتا ہوں



مَا عَبَدُ وَلَا آتَا عَابِدًا مَا عَبَدْتُ  
وَلَا آتَانَتْهُ عَابِدُونَ مَا عَبَدْتُ  
لَكُمْ دِينِكُمْ وَآيَاتِي وَآيَاتِي  
(سورہ کافرون)

اسکی تم عبادت کرنے والے نہیں۔ اور نہ آئندہ میں تمہارے  
معبودوں کی اور تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے  
ہو۔ تمہارا دین تمہارے لئے۔ اور میرا دین مجھے  
لئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین سے بیزار ہے۔ نہ کہ  
راضی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا :-

فَإِنْ كَذَّبْتُمْ فَلِي عَمَلِي وَ  
وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُوا  
أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ - (پ ۱۷)

اگر وہ تمہیں جھٹلاؤں تو تمہارے کام میرے لئے میرا عمل۔  
اور تمہارے لئے تمہارا عمل تم میرے کاموں سے بیزار  
ہو اور میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

جس بے دین کا یہ خیال ہو کہ اس سے مذہب کفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی  
رضامندی ظاہر ہوتی ہے وہ کافر ترین اور کاذب ترین لوگوں میں سے ہے۔ جیسا کہ وہ  
شخص جو کہتا ہے کہ وَقَضَىٰ رَبِّيَ سَئِئَاتِي میں قضیٰ یعنی قذّر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس  
چیز کے متعلق قضا فرمائے۔ وہ ضرور واقع ہوتی ہے۔ اور جو شخص بت پرستوں کے  
متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ خدا پرست ہیں۔ وہ اللہ کی کتابوں کے سب سے بڑے  
کافروں میں سے ہے۔

لفظ بَعَثَ کے بھی اسی طریق پر دو استعمال ہیں۔ بَعَثَ كَوْنِي کے متعلق اللہ  
نہنے فرماتا ہے :-

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ  
عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا  
خِلَالَ اللَّيْلِ يَارِثُونَ وَكَانَ وَعْدُ الْمُفْعُولِ  
(پ ۱۷)

تو جب ان فسادوں میں سے پہلے فساد کا وقت آیا  
تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے وہ بندے اٹھا کرے  
کئے۔ جو بڑے سخت گیر تھے۔ اور وہ شہروں کے اندر  
پھیل گئے۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔

بَعَثَ دِينِي کے متعلق فرمایا :-

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا  
وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی

میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔ جو ان کو ان کی اُنٹیں پڑھ پڑھ کر سناتا۔ ان کو کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک مٹا (۵۹) کرتا۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ  
يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ  
الْحِكْمَةَ۔ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اور ہم ہر ایک امت میں کوئی کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں۔ کہ خدا کی عبادت کرو۔ اور شیطان کے اغوا سے بچتے رہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا  
إِنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ  
(پ ۱۷ ع)

اسی طرح لفظ ارسال کی دو صورتیں ہیں۔ ارسال کوئی کے متعلق فرمایا:-

کیسا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو اکساتے رہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى  
الْكَافِرِينَ تَؤْتُهُمْ أَنبَاءً۔ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

وہ اُٹھتے ہیں جو اپنی رحمت کے آگے آکھے ہواؤں کو بطور بشارت بھیجتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا  
بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِهِ۔ (سورہ فرقان)

ارسال دینی کے متعلق فرمایا:-

ہم نے تجھے شہادت دینے والا۔ بشارت دینے والا اور عذاب دینے والا کرنے والا کر کے بھیجا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا  
وَمُنذِرًا۔ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ۔  
(پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

ہم نے تمہاری طرف رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا  
عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ  
رَسُولًا۔ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا  
وَمِنَ النَّاسِ - (پک ۷۷ع)

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغمبر منتخب کرتا ہے۔  
لفظ جَعَلَ بھی دو طریق پر مستعمل ہے۔ جعل کوئی کی مثال اس آیت کریمہ میں ہے:-  
وَجَعَلْنَا لَهُمُ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَىٰ  
الثَّارِ - (قصص)

جعل دینی کے متعلق فرمایا:-

بِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ  
مَثَلًا جَا - (پک ۱۱ع)

تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور ایک طریقہ۔

اور فرمایا:-

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ  
وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ - (پک ۳۷ع)

نذوہہ بحیرہ ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام ان میں سے کوئی چیز اللہ نے نہیں ٹھہرائی۔

لفظ تحریم کے بھی دو استعمال ہیں۔ تحریم کوئی کی مثال یہ ہے:-

وَحَرَّمَ نَا عَلَیْهِ الْمَرَاحِعَ مِنْ قَبْلُ  
- (پک ۳۷ع)

ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے اناؤں کے دودھ حرام کرنے سے۔

اور فرمایا:-

فَاتَّهَمَّا حُرْمَةً عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً  
يَتَذَكَّرُونَ فِي الْأَرْضِ - (پک ۷۸ع)

پس وہ زمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی ہے۔ تاکہ وہ اس عرصے میں بھٹکے بھٹکے پھرا کریں۔

لہ بحیرہ۔ کن پٹی اونٹنی۔ وہ ایک طرح کی سانڈ ہوتی تھی۔ جوتوں کے نام پر کان چھانڑ کر چھوڑ دی جاتی تھی اور پھرا سکو کوئی وہ نہیں سکتا تھا۔ لہ سائبہ۔ سانڈ جن سے کوئی کار خدمت نہیں لیا جاتا۔ لہ وصیلہ۔ وہ اونٹنی جس کے پلوئی کے اوپر تلے کے دو بچے مادہ ہوں۔ اس کو بھڑک سمجھ کر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ لہ حام۔ شتر زبکی نسل سوکھی بچے ہو گئے ہوں۔ ان عمر میں اسکو خدمت سے محروم کر دیا کرتے تھے۔ او اس طرح کی اور چند وہی ہیں اہل عرب میں جو انہیں اہل ہند میں بھی بعض میں اس طرح کی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان رسموں کی بدعت فرمائی ہے۔

تحریم دینی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَ  
لَحْمُ الْحَيْزِرِ وَمَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ -  
اور فرمایا :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَمْهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ  
وَآخْوَانُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَ  
بَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ (پ ۵۷ع)

کلمات کو نبیہ کے متعلق فرمایا :-

وَصَدَقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ  
(پ ۲۰ع)

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو کہ وہ فرمایا کرتے تھے :-

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا  
مِنْ شَيْءٍ مَا خَلَقَ مِنْ غَضَبِهِ وَ  
عِقَابِهِ وَشَيْءٍ عِبَادَةٍ وَمِنْ هَمَزَاتِ  
الشَّيَاطِينِ وَإِنْ يُحْضِرُونَ -  
اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتبوں کی تصدیق  
کرتی رہیں -

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اُترے اور یہ پڑھے -

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَيْءٍ مَا خَلَقَ - میں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کے  
ساتھ اس کی مخلوق کی شر سے پناہ مانگتا ہوں ۲ توجیب تک وہ اس منزل میں بیٹھا  
اُسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائیگی -

نیز آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے :-

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي  
لَا يُجَاوِزُ دُحْرُوكَ وَلَا فَاجِرُوكَ  
مِنْ شَيْءٍ مَا خَلَقَ - میں اللہ کے ان کلماتِ تامہ کے ساتھ جن سے ذبیح  
تجاوڑ کر سکتا ہے - اور نبد - زمین میں پیدا ہونے والی

چیزوں کی شکر سے اور زمین سے نکلنے والی چیزوں کی شکر سے رات اور دن کے فتنوں کی شکر سے اور ہر اس چیز کی شکر سے جو رات کو آئے پناہ مانگتا ہوں الایہ کہ کوئی رات کو آنے والا بھلائی کے ساتھ آئے اے رحمن۔

شَكَرًا مَا ذَرَأْنَا فِي الْأَرْضِ وَمِمَّنْ  
شَكَرًا مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِمَّنْ شَكَرًا  
فِتْنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِمَّنْ شَكَرًا لِّمَا طَرِقَ  
الْأَطْرَافَ فَاطْرُقَ بِحَيْزٍ يَا رَحْمَنُ -

اللہ تعالیٰ کے کلمات نامتہ وہ ہیں جن سے اس نے کائنات کو پیدا کیا۔ اور اس کی تکوین۔ اس کی مشیت اور اس کی قدرت سے نیک و بد کوئی خارج نہیں۔ کلمات دینیۃ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابیں اور اوامر و نواہی ہیں۔ جو کہ ان میں درج ہیں۔ نیک لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور بد کردار ان کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء متقین اس کے کلمات دینیۃ۔ اس کے جعل و نبی۔ اس کے اذن و نبی اور اس کے ارادہ دینیۃ کے مطیع ہیں۔ اور ان کلمات کو نبیۃ میں جن سے نیک و بد کسی کو مجال تجاوز نہیں تمام مخلوقات شامل ہے حتیٰ کہ ابلیس۔ اس کے لشکر۔ تمام کفار اور تمام اہل نار کلمات کو نبیۃ میں شامل ہیں۔ اگرچہ لوگ پیدائش۔ مشیت اور تقدیر میں باہم مجتمع ہیں۔ لیکن امر و نبی۔ محبت و رضا اور غضب میں مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مستحق اولیاء وہ ہیں جو حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جس کام میں خدا کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اپنے مقدر پر صبر کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اور اس کے دشمن جو کہ شیطان کے دوست ہیں وہ اگرچہ اس کی قدرت سے باہر نہیں لیکن وہ اُن سے ناراض ہے۔ ان پر غضب نازل کرتا ہے۔ ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کا موقع دوسرا ہے۔ یہاں میں نے بطور آگاہی اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے بڑے بڑے مختلف اوصاف یکجا جمع کر دئے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کے اوصاف کا جامع فرق یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ ان میں سے ہر ایک کہاں تک رسول اکرم کی

(۶۰)



پیروی کرتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی تو ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے سعید و ستونوں اور اپنے شقی دشمنوں۔ اپنے اہل جنت اولیاء اور اپنے اہل دوزخ اعداء۔ اپنے اہل ہدایت و رشاد اولیاء اور مفسد۔ نابکار اور گمراہ دشمنوں کے مابین فرق کیا ہے اور آپ ہی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے جو کہ شیطان کا جتھا ہیں اپنے ان دوستوں کو ممتاز فرمایا۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نقش کر دیا۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح قدس سے مؤید فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اے پیغمبر! جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم مخالفین خدا و رسول کے ساتھ دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (نپ ۲۳ ع)

اور فرمایا:-

اُس وقت کو یاد کرو۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مومنوں کو مضبوط کرو۔ میں عنقریب کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا۔ پس کافروں کی گردنوں پر مارو۔ اور ان کے تمام پوروں پر مارو۔

إِذْ يُوحَىٰ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا لِلدِّينِ أَمْوَالَكُمْ الَّتِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّعَابِ فَاصْبِرُوا لَأُنزِلُ الْوَقْرَ الْأَعْيُنَ وَالْأَضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (پ ۱۶ ع)

اپنے دشمنوں کے متعلق فرمایا:-

بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِدُوكُمْ (پ ۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین جن انس کو دشمن بنایا۔ دھوکا دینے کے لئے ان میں سے ایک دوسرے کو کھینچی چٹری باتیں کہ بھیجتا ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا وَشَيْطَانًا الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُرِجِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (پ ۱۸ ع)

اور فرمایا:-

هَلْ أَنْتُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنْزَلُ  
الشَّيْطَانُ تَنْزَلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَتَيْتُمْ  
يُلْقُونَ السَّمْعَ وَالْكَشْرُوهُمْ كَاذِبُونَ  
وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ  
أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ  
يَهِيمُونَ وَآنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا  
لَا يَفْعَلُونَ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا  
اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ  
بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ  
ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ-

(پ ۱۹ ع ۶)

اور فرمایا:-

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ  
وَمَا لَا تُبْصَرُونَ إِنَّهُ لَقَوْلُ  
رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ  
شَاعِرٍ، قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ -  
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَدَّكَّرُوكَ  
تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ  
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو۔ کہ میں تمہیں بتاؤں کہ  
کس پر شیطان اتر کرتے ہیں۔ ہاں تو وہ اتر کرتے  
ہیں ہر جھوٹے بدکردار پر کہ شیطان سنی سنائی بات  
ان پر اتار کر دیتے ہیں۔ اور ان میں تمہارے توڑے  
جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ  
کرتے ہیں۔ اے مخالف کیا تو نے اس پر نظر نہیں کیا کہ  
شاعر لوگ بیخیالی دادی میں سرگردان پڑے  
پہر کرتے ہیں۔ اور اسی باتیں کہا کرتے ہیں جو خود  
نہیں کرتے۔ مگر ہاں جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں  
نے نیک عمل کیے۔ اور کثرت سے خدا کا ذکر کیا۔ اور  
مظلوم ہونے کے بددعا لیا۔ ایسے شاعر مورد الزام  
نہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کو جلد ہی معلوم  
ہو جائیگا۔ کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

تو جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے اور جو چیز تم کو نہیں  
دکھائی دیتی۔ ہم ترسب ہی کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ یہ  
قرآن کلام ہے ایک مغز فرشتے کا۔ اور یہ کسی شاعر کی بات  
نہیں ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ اور نہ  
کسی حاضر آتی عامل کے متکے ہیں۔ تم لوگ بہت ہی کم  
غور کرتے ہو۔ یہ کلام پروردگار عالم کا اتار ہوا ہے  
اور اگر پیغمبر زبردستی کوئی بات ہمارے سر چپکتا تو ہم  
نے خونوں کی طرح اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اڑا

دی ہوتی۔ اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس سے روک نہیں سکتا۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پر سبز گاموں کے لئے نصیحت ہے۔ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے بھی ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کافروں کے لئے موجب حسرت ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ یقیناً برحق ہے تو اے پیغمبر تم اپنے پروردگار عالی شان کے نام کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِيزٌ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ۔  
(پ ۲۹)

اور فرمایا:-

تو نصیحت کئے جاؤ کہ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو تم عامل ہو اور نہ مجنون ہو۔ کیا لوگ تمہاری نسبت کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم اس کے بلے میں زمانے کی گردش کا انتظار کرتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ بہت اچھا تم بھی انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں کیا ان کی عقلیں ان کو یہ سکھاتی ہیں۔ یا یہ لوگ شریر ہیں یا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنایا ہے۔ بلکہ یہ بیان ہی نہیں لانا چاہتے۔ سو اگر سچے ہیں تو اس طرح کا کلام یہ بھی بنا کر لائیں۔

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ سَوَءَ مَنُونٍ أَمْ يُلْقُونَ مَعَكُمْ مِنَ الْمُنُونَ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنَرِّبِينَ - أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَهْلَ مَهْمَهٍ هَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاعُونَ - أَمْ يَقُولُونَ تَقْوَلُوهُ بَلْ لَآ يُؤْمِنُونَ فَلْيَا تُؤَادِبْهُمْ يُسْرًا إِن كَانُوا صَادِقِينَ۔ (پ ۲۹)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے منترہ قرار دیا ہے جن کا تعلق شیاطین کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ لوگ عامل۔ شاعر اور مجنون ہوتے ہیں۔ اور بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ اور معزز فرشتہ ان کے پاس قرآن لایا ہے۔ فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے اپنے اچھے منتخب (۶۱)

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا

کرتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ - (پک ۷۷)

اور فرمایا:-

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
نَزَلَ بِرُوحِ الْمَلَكِ عَلَى قَلْبِكَ  
لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ  
عَرَبِيٍّ مُبِينٍ - (پک ۷۸)

اور فرمایا:-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ  
نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (پک ۷۹)

اور فرمایا:-

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ  
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ  
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ  
إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ  
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ وَإِذَا بَدَلْنَا آيَةً  
مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَنْزِلُ قَالُوا  
إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ  
قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ  
بِالْحَقِّ لِيُنذِرَ الَّذِينَ آمَنُوا  
وَلِيُبَشِّرَ الْمُسْلِمِينَ

(پک ۷۹)

اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پر دوزخ کا عالم کا اتارا ہوا ہے  
اس کو جبرئیل امین نے سلیس عربی زبان میں تمہارے  
دل پر اتارا کیا ہے۔ تاکہ اور پیغمبروں کی طرح تم بھی لوگوں  
کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

اے پیغمبر کہو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہے۔ ہوا کرے اس  
نے تو اللہ کے حکم سے یہ قرآن تیرے دل پر اتارا کیا ہے

تو اے پیغمبر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود  
کے دوسوسوں سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ جو لوگ  
ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں  
ان پر تو اس کا کچھ قابو نہیں چلتا۔ اس کا قابو چلتا ہے تو  
ان لوگوں پر جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور جو خدا کا شریک  
ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم کسی آیت کے بدلے آیت بھیجتے ہیں  
اور اللہ تعالیٰ اپنی نازل کی ہوئی باتوں کی ہمتوں کو خوب  
سمجھتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے دل سے بنا لیتا  
ہے۔ بلکہ بات یوں ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں  
ہے پیغمبر اکہد کہ حق یہ ہے کہ اس قرآن کو تمہارا پروردگار  
کی طرف سے روح القدس یعنی جبرئیل لے کر آئے ہیں۔  
تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مضبوط کرے اور مسلمین کے لئے  
ہدایت اور خوشخبری ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل کا نام روح الامین و روح القدس رکھا ہے۔ اور فرمایا :-

فَلَا أَقِيمُ بِالْحُنَّسِ الْجَوَارِيَا | تو ہم کو ان ستاروں کی قسم جو چلتے چلتے اے پیچھے کو  
انکس۔ (پت ۷۴) | ہٹنے لگتے ہیں۔

ان سے وہ ستارے مراد ہیں جو اپنے طلوع سے قبل آسمان میں روپوش ہوتے ہیں۔ اور جب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ لوگوں کو چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتے ہیں تو وہ اپنی کناس (قیامگاہ) کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جو ان کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ - (پت ۷۴) | رات کی قسم جب اسکی سیاہی جاگتی چلی جاتی ہے۔

عَسَسَ سے مراد اذکر ہے۔ یعنی جب رات پٹھ پھیر کر چلی جاتی ہے اور صبح آ جاتی ہے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (پت ۷۴) | اور صبح کی قسم جو تفت اسکی پو پھوٹی ہے۔

تَنَفَّسَ سے مراد صبح ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ | ایک معزز ایچی کا پہنچایا ہوا پیغام ہے۔

اس ایچی سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ | بڑی قوت والا ہر صاحب عرش کے ہاں بٹے مرتبہ والا۔ وہاں کے

مطاع تمّ امین۔ (پت ۷۴) | فرشتے اس کا حکم مانتے ہیں۔ اور امانت دار ہے۔

ثُمَّ سے مراد آسمان ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَحِيثٍ (پت ۷۴) | اور تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے۔

یعنی وہ رفیق جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احسان کیا کہ اس کو تمہاری ہی

جنس سے رسول بنا کر بھیجا۔ وہ اس وقت تمہارا ساتھ دیتا ہے۔ جب تم فرشتوں کو

دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور فرمایا :-

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ | اور کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا۔

مَلَكٌ وَكُنَّا نَزَّلْنَا مَلَكَ تَقْضِي | اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر تو فیصلہ ہی ہو جاتا۔ پھر

الْأَمْرَ شَرْحًا لَا يُنظَرُونَ - وَكُنَّا | ان کو ہمت تو نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم رسول کا مددگار کوئی



جَعَلْنَاكَ مَلَكًا مُّجَلَّدًا رَّجُلًا  
وَلَلْبَشَرُ عَلِيمٌ مَّا يَلْبَسُونَ -  
(پت ۷۷)

فرشتہ بناتے تو اس کو بھی آدمی ہی بناتے۔ اور وہی  
شبہ ان کے دلوں پر طاری کر دیتے جو اب ان کے  
دلوں میں موجود ہیں۔

اور فرمایا:-

وَلَقَدْ نَاكَ بِالْأَفُقِ الْمُبِينِ (پت ۷۸) | اور بے شک اُس نے اسے مطلع صاف میں دیکھا  
یعنی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِينٍ (پت ۷۹) | اور وہ غیب پر تہمت کیا ہوا نہیں ہے۔

ظنّین سے مراد متہم ہے اور دوسری قراءت میں ضنّین ہے یعنی بخیل جو علم کو  
جھپٹائے۔ اور اسے کچھ لئے بغیر ظاہر نہ کرے۔ جیسا وہ شخص جو کسی فن کا عالم ہو اور بغیر  
مناوہرہ کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ يَقُولُ شَيْطَانٌ رَّجِيمٌ -  
(پت ۷۹)

اور نہ وہ شیطان مردود کی بنا فی ہوئی باتیں ہیں۔

یہاں جبرئیل علیہ السلام کو شیطان ہونے سے منزہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور عامل ہونے سے منزہ قرار دیا گیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ  
تعالیٰ کے متقی دوست وہی ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کام  
کا وہ حکم فرمائیں اسے کرتے ہیں۔ اور جس سے منع فرماتے ہیں اس سے رُک جلتے ہیں۔  
اور جس بات میں ان کو پیروی کرنے کا حکم صاف طور پر بیان کر دیں۔ اس میں وہ ان  
کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تائید اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور جبرئیل علیہ السلام  
کے ذریعے سے کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا ہے۔ جن کرامات سے  
اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء متقین کو سرفراز فرماتا ہے۔ وہ انہی لوگوں کا حصہ ہیں۔ اور  
اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اولیاء کی کرامات کا ظہور یا دین کی حجت کے لئے ہوتا  
ہے۔ یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لئے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے معجزے تھے۔

## معجزات نبی

اولیاء اللہ کی کرامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں داخل ہیں مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیحیں کہنا۔ درختوں کا آپ کی طرف آنا۔ خشک لکڑی کا آپ کے سامنے گریہ و زاری کرنا۔ معراج کی رات آپ کا بیت المقدس کا حلیہ بتانا۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا اسکی خبریں دینا۔ کتاب عزیز کا لانا کئی مرتبہ کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ کر دینا۔ چنانچہ ام سلمہ کی مشہور حدیث کے مطابق غزوہ خندق میں آپ نے کھانے کی ایک دیگ سے سارے لشکر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور (۶۲) دیگ میں کھانا ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ غزوہ خیبر میں پانی کے ایک مشکیزے سے سارے لشکر کی پیاس بجھ گئی۔ اور مشکیزے کا پانی کم نہ ہوا۔ جنگ تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد قریباً تیس ہزار تھی۔ تھوڑا سا کھانا تھا۔ جس میں سے ان سب لشکریوں کے شلینے بھر دئے۔ اور کھانے میں کوئی کمی نہ آئی۔ کئی مرتبہ آپ کی انگلیوں میں سے اس قدر پانی بہ نکلا کہ جتنے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ سب سیر ہو کر پانی پیا۔ چنانچہ جنگ حدیبیہ میں چودہ یا پندرہ سو آدمیوں نے اس طرح پانی پیا۔ اب وقتا دہ کی آنکھیں ان کے رخساروں پر بہ نکلی تھیں۔ حضور صلی اللہ وسلم نے ان آنکھوں کو لٹا دیا۔ اور وہ از سر نو بہترین حالت میں ہو گئیں۔ جب محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے قتل کے لئے بھیجے گئے اور گرگراں کا پاؤں ٹوٹ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاؤں پر ہاتھ پھیر دیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ایک بکرہ کی احشا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ستیس آدمیوں کو گوشت کھلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ٹکڑا کاٹا گیا۔ اور اس کے دو دو ٹکڑے کئے گئے۔ الفرض سب آدمیوں نے گوشت کھایا اور پھر گوشت بچ بھی رہا۔ ابو جابر عبد اللہ کے ذمہ ایک یہودی کا قرضہ تھا۔ جسکی مقدار تیس خروا تھی۔ جابر کا قول ہے کہ حضور نے حکم دیا کہ وہ یہودی اپنے قرضے کے عوض وہ تمام کھجوریں جو کہ اسکی ملکیت میں ہیں لے لے۔ یہودی نے منظور نہ کیا۔ اس

کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں میں چلے۔ اور پھر جا بڑ سے فرمایا کہ اس کے لئے کھجوریں کاٹو۔ چنانچہ یہودی کو تیس خردار پونے کر دئے گئے۔ اور سترہ خردار بیچ بھی گئے۔ اس طرح کے اور بہت سے معجزے ہیں۔ میں نے صرف حضور صلعم کے ایک ہزار کے قریب معجزات جمع کئے ہیں۔

### کرامات صحابہ و تابعین

صحابہ اور ان کے بعد تابعین اور دیگر صالحین کی کرامات تو بہت زیادہ ملتی ہیں مثلاً اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ سورہ کہف پڑھا کرتے تھے تو آسمان سے ایسی چیز اترتی تھی جو بادل کا سیاہ سا بنان معلوم ہوتا تھا اور جس میں گویا چراغ روشن ہوتے تھے یہ فرشتے ہوتے تھے جو کہ ان کی قرأت سنتے کے لئے آتے تھے یہ عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ سلمان اور ابوالدرداء جس طشتری میں کھانا کھایا کرتے تھے وہ طشتری یا وہ چیزیں جو کہ اس میں ہوتی تھیں۔ تیسریں پڑھا کرتی تھیں۔ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے کالی رات میں نکلتے تھے اور کنارہ نازیبانہ کی شکل کا ایک نور ان کے لئے روشنی کرتا تھا۔ اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی ایک حصہ ایک کے ساتھ اور ایک حصہ دوسرے کے ساتھ جاتا تھا۔ یہ بخاری وغیرہ کی روایت ہے۔

صحیحین میں صدیق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جب وہ تین ہمانوں کے ہمراہ اپنے گھر کی طرف گئے۔ جو لقمہ کھاتے تھے اس کے نیچے کھانا بڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھا بھی لیا اور کھانا بھی پہلے کی برابرت زیادہ ہو گیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے زیادہ ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آئے سب نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ حبیب بن عدی مکہ مکرمہ میں مشرکین کے پاس قیدی تھے۔ اور ان کے پاس انگوڑا لائے جاتے تھے۔

جنہیں آپ کھایا کرتے تھے۔ حالانکہ مکہ میں انگور نہیں ہوتے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید کر دئے گئے۔ لوگوں نے ان کی نعش کو ڈھونڈا لیکن نہ ملی۔ بات یوں ہوئی کہ نعش قتل ہوتے ہی اٹھالی گئی تھی۔ عامر بن طفیل نے نعش کو ہوا میں اٹھتے ہوئے دیکھا۔ عروہ کا بیان ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ رہے تھے کہ نعش کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ ام ایمن ہجرت کر کے نکلیں تو ان کے پاس نہ راتنے کا خرچ تھا اور نہ پانی۔ قریب تھا کہ پیاس سے ہلاک ہو جائیں۔ روزہ دار بھی تھیں۔ جب افطار کا وقت قریب آیا تو ان کو اپنے سر پر کوئی آہٹ سی سنانی دی۔ سر اٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک لوٹا لٹک رہا ہے۔ چنانچہ اپنے اس لوٹے سے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اور رہتی زندگی میں ان کو کبھی پیاس نہیں لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو خبر دی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو شیر ان کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ انہیں منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے تو ان کی قسم سچی کر دی جاتی تھی۔ جب جہاد میں جنگ کا زور مسلمانوں پر آ پڑتا تھا تو صحابہ فرمایا کرتے تھے اے براء اپنے پروردگار کی قسم کھاؤ۔ آپ کہا کرتے تھے اے میرے پروردگار مجھے تیری قسم ہے کہ تو ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دے۔ اور مجھے پہلا شہید بنا۔ تو پھر دشمن کو شکست ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب یوم قادسیہ میں آپ کے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے تیری قسم ہے کہ تو نے ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دئے ہیں۔ اور تو نے مجھے پہلا شہید بنا دیا ہے۔ تو کفار کو شکست ہو گئی اور حضرت براء شہید کر دئے گئے۔ خالد بن ولید نے جب ایک مستحکم قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تو کفار سے کہا کہ اسلام قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہیں لائیں گے جب تک تو زہر نہ پی لے۔ حضرت خالد نے زہر پی لیا لیکن انہیں کچھ نقصان نہ ہوا۔ سعد بن ابی وقاص اس درجہ مستجاب الدعوات تھے کہ جو دعا بھی کرتے تھے منظور ہو جاتی تھی۔ آپ ہی نے کسر۔ فوجوں کو ہزیمت دی اور عراق فتح کیا۔

عمر بن خطابؓ نے جب ایک لشکر بھیجا۔ تو ساریہ نام ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔ اس لشکر کی روانگی کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ بڑے زور سے چلانے لگے يَا سَارِيَةَ اجْبَلِي يَا سَارِيَةَ اجْبَلِي کہ ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس کے بعد لشکر کا فائدہ آیا۔ اس سے حال پر چھا۔ تو اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین دشمن سے جب ہمارا مقابلہ ہوا۔ تو اس نے ہمیں شکست دے دی۔ اتنے میں ہمیں ایسی آواز آئی گو یا کوئی چلنے والوں چلا رہا ہے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس پر ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھیں کر لیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی۔ زبیرؓ کو سلام لانے کی وجہ سے غلاب دیا گیا۔ لیکن اس نے اسلام نہ چھوڑا۔ اور اس کی آنکھ نکل گئی۔ مشرکوں نے کہا اس کی آنکھ کو لات و عزے نے تکلیف پہنچائی ہے۔ زبیرؓ نے کہا ”واللہ ہرگز نہیں“ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اچھی کر دی۔ سعید بن زید نے اروعی بنت حکم کے خلاف بدو عاکی اور وہ اندھی ہو گئی۔ یہ وہ واقعہ ہے جبکہ اروے نے سعید پر کوئی جھوٹا الزام لگایا۔ تو سعید نے کہا اے اللہ اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے آنکھ سے اندھی کرے۔ یا اسے اسی کی زمین میں ہلاک کرے چنانچہ وہ اندھی ہو گئی۔ اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ علا بن حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ اور اپنی دعائیں کہا کرتے تھے۔ یا علیم۔ یا حلیم۔ یا علی۔ یا عظیم۔ تو ان کی دعا قبول ہو جایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ان کے کچھ آدمیوں کو پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہ ملا۔ تو آپ نے دعا کی اور قبول ہو گئی۔ ایک دفعہ سمندر ان کے سامنے آ گیا۔ اور وہ گھوڑوں کے ذریعہ اسے عبور کرنے پر قادر نہ تھے۔ آپ نے دعا کی تو ساری جماعت پانی میں سے گذر گئی۔ اور ان کے گھوڑوں کی زمینیں بھی تر نہ ہوئیں۔ پھر آپ نے دعا کی کہ میں مر جاؤں تو یہ لوگ میری نعش نہ دیکھنے پائیں۔ چنانچہ ان کی نعش لحد میں نہ پائی گئی۔



## ابو مسلم خولانی کی کرامات

ابو مسلم خولانی کے ساتھ بھی جو کہ آگ میں ڈال دئے گئے تھے اسی قسم کا واقعہ ہوا۔ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ دریائے دجلہ پر گزے۔ اور وہ بوجہ طغیانی کے لکڑیاں پھینک رہا تھا۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے سامان میں سے کوئی چیز کم ہو تو بتاؤ۔ تاکہ میں اللہ عزوجل سے اس کے بائے میں دعا کروں۔ ایک صاحب نے کہا ایک مارگم ہو گیا ہے فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مار کسی چیز کے ساتھ لٹک رہا ہے۔ پس انہوں نے لے لیا۔ اسود عسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی کو بلوا کر کہا۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا۔ کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس پر انہیں آگ میں (۶۴) پھینکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ آگ میں پھینکے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور موجب عافیت ہو گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ مدینہ میں آئے۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا کر فرمایا کہ الحمد للہ کہ میں نے جیتے جی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسے شخص کو دیکھ لیا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا۔ جو کہ ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک اور واقعہ ہے کہ آپ کی لونڈی نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ لیکن آپ کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ ایک عورت نے آپ کی بیوی کو آپ کے خلاف بہکا دیا۔ آپ نے اس عورت کو بد عادی۔ اور وہ اندھی ہو گئی۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آئی۔ تائب ہوئی اور آپ نے اس کے لئے دعا کی اور اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

## عامر بن عبد قیس کی کرامات

عامر بن عبد قیس دو ہزار درہم بطور مال خیرات اپنی آستین میں لے کر نکلتے تھے اور جو سائل بھی ملتا تھا اسے گنے بغیر خیرات دیتے جاتے تھے۔ پھر وہ گھر واپس آتے تھے۔ تو نہ اس مال کی تعداد کم ہوتی تھی اور نہ وزن۔ آپ ایک ایسے قافلہ کے پاس سے گزے۔ جسے شیر نے

مجبوس کر رکھا تھا۔ آپ آئے اور شیر کو اپنے کپڑوں سے چھوڑا۔ پھر اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ اور فرمایا تو جرن کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اور مجھے اس سے جیا آتی ہے کلاس کے سوا کسی اور چیز سے ڈروں۔ اس آشنا میں قافلہ صحیح سلامت گزر گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جاڑے کے موسم میں ان کے لئے وضو آسان کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو ایسا پانی ملنے لگا جس سے دھواں نکلتا تھا۔ آپ نے اپنے پرورگار سے دعا کی کہ جب میں نماز میں ہوں تو شیطان میرے دل میں داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ شیطان کا ان کے دل پر قابو نہ چلتا تھا۔

حسن بصری حجاج سے روپوش ہوئے اور دعا کی کہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے چنانچہ لوگ کئی مرتبہ ان کے پاس آئے اور انہیں نہ دیکھ سکے۔ ایک خارجی آپ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا آپ نے اس کے خلاف دعا کی اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔

### صلہ ابن اسیم کی کرامات

صلہ ابن اسیم جہاد کر رہے تھے کہ ان کا گھوٹا ہلاک ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ مجھے کسی مخلوق کا زیر بار احسان نہ کرے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے اللہ عزوجل نے ان کے گھوٹے کو زندہ کر دیا۔ جب وہ گھر پہنچے تو اپنے بیٹے سے کہا۔ گھوٹے کی زین اتار لا۔ کیونکہ میں یہ گھوٹا ننگ کر لایا ہوں۔ چنانچہ زین اتار لی گئی۔ اور گھوٹا مر گیا۔ ابوازیں ایک مرتبہ آپ کو بھوک لگی۔ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا کی اور کھانا مانگا تو ان کے پیچھے تازہ کھجوروں کی ایک گٹھری ریشمیں کپڑے میں لپیٹی ہوئی آگری۔ آپ نے کھجوریں کھالیں اور کپڑا ایک مدت تک آپکی بیوی کو پاس رہا۔ آپ رات کو ایک جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر ان کے پاس آیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اس سے فرمایا "کسی اور جگہ سے اپنا رزق ڈھونڈو" یہ سنتے ہی شیر چٹھاڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

سید بن المسیب ایام حترہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نماز کے وقتوں میں اذان لگی آواز سن کرتے تھے۔ اور یہ ایسے وقت میں ہوتا تھا کہ باقی آدمی چلے جاتے تھے۔ اور مسجد ان کے سوا باقی تمام آدمیوں سے خالی ہو جاتی تھی۔ قبیلہ نضج کے ایک آدمی کے

پاس ایک گدھا تھا۔ جو کہ راستے میں مر گیا۔ اس کے دوستوں نے اس سے کہا کہ لاؤ ہم نہاے سامان کو تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تھوڑی سی محنت دے پھر وضو کیا اور نہایت اچھی طرح کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا۔ اور اس نے اپنا سامان اس پر لا دیا۔

اویس قرنیؓ؟ جب فوت ہوئے۔ نولوگوں نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں میں کفن پڑے ہوئے ہیں جو پہلے ان کے پاس نہیں تھے۔ اور ایک سنگلاخ زمین میں ان کی قبر کھدی ہوئی پائی گئی۔ جس میں لحد تھی۔ چنانچہ انہی کفنوں میں ان کو ملبوس کیا گیا۔ اور اس لحد میں اتار کر دفن کیا گیا۔

عمرو بن عقبہ بن فرقہؓ ایک دن سخت گرمی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ بادلوں نے ان پر سایہ کر دیا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ آپ کا یہ عمدہ تھا۔ کہ جہاد کے دن آپ ان کی خدمت کیا کریں گے۔ اس بنا پر آپ اپنے دوستوں کی سواریوں کا پرہ دیتے تھے اور ایک دن وہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔

(۶۵)

مطرف بن عبداللہ بن شخیر جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسبیحیں کہا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ اندھیرے میں چلا کتے تھے۔ تو تازبانے کا کنارہ ان کے لئے روشنی کیا کرتا تھا۔ جب احف بن قیس فوت ہوئے تو ایک شخص کی ٹوپی آپ کی قبر میں گر پڑی۔ جب وہ ٹوپی لینے کے لئے جھکا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر تاحدنگاہ وسیع ہو گئی ہے۔

ابراہیم تیمیہینہ دو مہینہ تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ جب وہ اپنے اہل و عیال کے لئے کھانا لانے کے لئے جاتے تھے تو انہیں اور کچھ ملتا تو سُرخ ریت کی ایک گھڑی باندھ لاتے تھے۔ اور جب اپنی بیوی کے پاس پہنچا اسے کھولتے تھے۔ تو وہ سُرخ گیہوں ہوتے تھے۔ جب انہیں کھیت میں بوتے تھے تو ایسے پونے اگتے تھے جو جرّھ سے شاخ تک گھنے دانوں والے خوشوں سے لدے ہوتے تھے۔

عقبہ نام ایک لڑکے نے اپنے پروردگار سے یہ تین باتیں مانگیں۔ اچھی آواز۔

کھلے آنسو اور بغیر تکلیف کے کھانا۔ چنانچہ جب وہ پڑھتا تھا تو خود بھی روتا تھا اور لوگوں کو بھی رلانا تھا۔ اس کے آنسو عمر بھر جاری رہے اور جب وہ اپنے ڈیڑے پر آتا تھا تو اسے اس میں اپنی خود آک مل جاتی تھی اور اسے معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

عبدالواحد بن زید کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی۔ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وضو کے وقت میرے اعضا کھل جائیں۔ چنانچہ وضو کے وقت ان کے اعضا کھل جایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر ویسے ہی ہو جایا کرتے تھے۔ یہ بڑا وسیع باب ہے اور کسی دوسرے موقع پر کرامات اولیاء کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔ رہیں وہ باتیں جو کہ ہم آج کل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس زمانے میں وقوع میں آ رہی ہیں۔ وہ بہت ہیں۔

### انفرادی کرامات نقص ولایت کی علامت ہیں

جس بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کرامات آدمی کی ضرورت کے مطابق ظہور میں آتی ہیں۔ جب ضعیف الایمان اور محتاج آدمی کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہو تو اس کیلئے انکا ظہور اس درجہ ہوتا ہے کہ اسکا ایمان قوی اور اسکی حاجت پوری ہو جائے اور جو شخص اسکی نسبت ولایت میں کامل تر ہو وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے اس لئے اس سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ اس کا درجہ ان باتوں سے بالاتر اور وہ ان سے مستغنی ہوتا ہے اور اگر کرامات کا ظہور ہو تو اس کی نقص ولایت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ سے کہ اس طرح کی کرامات تابعین میں صحابہ کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ البتہ اگر کسی شخص سے خوارق عادات کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضرورت کے لئے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بڑا ہے۔

چند جھوٹے نبیوں کی کرامتیں۔

ان کرامتوں کے برخلاف احوال شیطانی ہوتے ہیں۔ جس کی ایک مثال عبداللہ بن متیاد کا حال ہے جس کا خرمج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا۔ بعض صحابہؓ کا گمان تھا کہ وہ دجال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معاملے میں پہلے توقف فرمایا

ضعیف الایمان کا لفظ ہندستان کے عرف عام میں نرا شدید معنوم پر بولا جاتا ہے۔ یہاں ضعیف الایمان

بمطابق تفاوت وارج اہل ایمان مراد ہے۔ مندرجہ

اور بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دجال نہیں۔ بلکہ وہ ایک مہمل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان کو پوشیدہ رکھ کر اس سے فرمایا کہ بتاؤ میں نے کیا چھپایا ہے۔ تو وہ کہنے لگا الدخ الدخ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل ہو تو اپنے درجہ سے ہرگز آگے نہ بڑھ سکیگا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ تو ایک کاہن و عامل ہی تو ہے۔ اور جس کاہن کا ساتھی شیطان ہوتا ہے اسے وہ بہت سی غیب کی خبریں جو کہ وہ چوری سے سنا کرتا ہے بتا دیتا ہے۔ اور شیاطین کا طریقہ ہے۔ کہ وہ سچ اور جھوٹ کو غلط ملط کر ڈال کر تے ہیں۔ چنانچہ بخاری کی روایت سے صحیح حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے باولوں کے ساتھ ساتھ اترتے ہیں۔ اور آسمان میں جو فیصلہ کیا گیا ہو۔ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ (۶۶)

تو شیاطین چوری چھپے اسے سن لیتے ہیں۔ اور اسے کاہنوں تک پہنچا دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنے پاس سے ملا دیتے ہیں۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ناگاہ ایک سنارہ ٹوٹا اور چمک پیدا ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اس طرح کا واقعہ دیکھو تو اس کے متعلق زمانہ جاہلیت میں تم کیا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مر گیا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کسی کی زندگی یا کسی کی موت کے لئے نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ جب ہمارا پروردگار تبارک و تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر ساتھ والے آسمان کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ والے آسمان کے فرشتے حتیٰ کہ تسبیح کا سلسلہ اس آسمان والوں تک پہنچتا ہے۔ پھر ساتویں آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے پروردگار نے کیا فرمایا۔ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ علی ہذا القیاس ہر آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں۔ حتیٰ کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ شیاطین اس بات کو چوری سے سن لیتے ہیں ان شیاطین کو کھد پڑنے کے لئے جب شہاب ٹوٹتا ہے تو وہ ہھاگ کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے پاس بات کو اگر بے کم و کاست بیان کر دیں تو سچ



ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس میں اضافہ کرتے ہیں۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی سنا کے ٹوٹا کرتے تھے؟ کہا ہاں لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو سنا کے شدت سے ٹوٹے۔ اسود حنسی مدعی نبوت کا بعض شیاطین سے تعلق تھا جو اسے بعض غیب کی باتیں بتا دیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اس سے لڑائی کی تو وہ ڈرتے تھے کہ اس کے متعلق ہم جو بات کریں گے۔ اسے شیاطین اس تک پہنچا دیں گے آخر کار اس کی بیوی کو اس کا کفر معلوم ہوا اور اس نے ان کو اس کے خلاف مدد دی۔ اور انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ سبب کذاب کے ساتھ بھی شیاطین تھے جو اسے غیب کی خبریں پہنچا دیا کرتے۔ اور بہت سے کاموں میں اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس طرح کے لوگ بہت ہیں۔ حارث دمشقی کا خروج عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بلاد شام میں ہوا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ شیاطین اس کے پاؤں کو بیڑیوں سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور تبھیاروں کو اس کے جسم میں نفوذ کرنے سے روک لیتے تھے سفید پتھروں پر لٹھ پھیرتا تھا تو وہ کسبیحیں کہنے لگتے تھے۔ وہ لوگوں کو ہوا میں گھوڑوں پر سوار اور زیادہ چلتے دیکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ حالانکہ وہ جن ہوتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اسے روک لیا۔ اور اسے قتل کرنے کے ارادے سے ایک شخص نے اُسے نیزہ مارا تو نیزہ نے اس کے جسم میں اثر نہ کیا۔ عبدالملک نے اس سے کہا کہ تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ اس پر نیزہ مارنے والے نے اللہ کا نام لے کر اُسے مارا تو اسے ہلاک کر دیا۔

### شیطان کو بھگانے والی آیت

اس طرح کے شیطانی حالات والے لوگوں کے پاس جب آیت الکرسی کی طرح کے کلمات جو شیاطین کو بھگانے میں پڑھے جائیں تو شیاطین ان کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابو ہریرہؓ ثابت ہے۔ کہ جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ تو ہر آٹھ شطابہ، ۳۱، ۳۱، ۳۱ سے کچھ جانتا تھا۔ اہم رہا اسے بکھلتے تھے۔ کھو نہ نہ آنا تہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسے چھوڑ دیتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے کہ تمہارے قیدی نے کل رات کیا کام کیا تھا۔ تو عرض کرتے کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ پھر نہ آئیگا۔ فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے۔ وہ آئیگا۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا تو چور نے کہا مجھے چھوڑ دو میں نہیں ایک ایسی بات سکھا دوں جو کہ تمہیں فائدہ دیگی۔ جب اپنے (۶۷) بستر پر لیٹ جاؤ تو آیتہ الکرسی اللہ لا الہ الا ہذا الحی القیوم (الحی الایہ) پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرتی رہیگی۔ اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان نہ آسکیگا۔ جب ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس نے بات تو سچی کہی۔ لیکن ہے وہ بڑا جھوٹا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ اس آیت کو جب کوئی شخص شیطانی حالات کے پاس پڑھے۔ اور صدق کے ساتھ پڑھے تو وہ باطل ہو جاتے ہیں۔ شیطانی احوال کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

### شیطانی شعبدات

کوئی شخص مجال شیطانی آگ میں داخل ہو جائے۔ یا بیٹیاں اور تالیاں بجانے کی مغل میں حاضر ہو۔ شیطان اُس پر نازل ہوں اور اس کی زبان سے ایسی باتیں کہیں جن کا اسے علم نہیں بلکہ بعض اوقات انہیں سمجھ بھی نہیں سکتا۔ بعض اوقات کسی حاضر جلس کے دل کی بات و اشگاف بیان کر دیتا ہے۔ کبھی وہ مختلف زبانوں میں باتیں کرتا ہے جس طرح کوئی جن مرگی والے آدمی کی زبان سے باتیں کرتا ہے۔ اور جس انسان کو یہ حال حاصل ہوتا ہے۔ پورہ وہ اس کو سمجھتا ہی نہیں وہ بمنزلہ اس مرگی والے آدمی کے ہے جسے شیطان نے اپنی چپیٹ سے مخلوط الحواس کر دیا ہو۔ اور اس پر چھا جانے کے بعد اس کی زبان سے باتیں کر رہا ہو۔ اس طرح کا آدمی جب اپنی اصل حالت پر آتا ہے تو اسے اپنے کہے میں سے کسی چیز کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ اسی طرح کبھی مرگی والے آدمی کو پٹیا جاتا ہے۔ اور اس مار پیٹ کا اس آدمی پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ افاقہ کے بعد بتا دیتا ہے کہ اُسے کچھ محسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ چوٹ اُس جن کو لگتی ہے جو اُس پر چھایا ہوتا ہے اس طرح کے لوگوں میں سے بعض کے پاس شیطان ایسے ایسے کھانے میوے اور مٹھائیاں وغیرہ لاتا ہے۔

جو کہ اس مقام میں نہیں ہونیں۔ بعض کو جن مکہ۔ بیت المقدس یا دوسرے مقامات میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔ بعض کو جن عرفہ کی شام کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور اسی رات واپس لے آتا ہے۔ چنانچہ وہ کوئی شرعی حج ادا نہیں کرنا۔ اپنے معمولی کپڑوں میں جاتا ہے۔ میقات کے محاذ پر احرام نہیں باندھتا۔ لہیک نہیں کہتا اور دفن میں نہیں ٹھہرتا۔ بیت المقدس کا طواف نہیں کرتا۔ صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑتا۔ کنکریاں نہیں پھینکتا۔ بلکہ عرفہ میں اپنے معمولی لباس میں وقوف کرنے کے بعد اسی رات واپس لوٹ آتا ہے۔ یہ وہ مشروع حج نہیں ہے جس کے متعلق تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ بلکہ وہ جمعہ میں آتا ہے تو وضو کے بغیر نماز ادا کر دیتا ہے۔ یا قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتا ہے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے حاجیوں کے نام لکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا میرا نام کیوں نہیں لکھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم حاجیوں میں سے نہیں ہو۔ یعنی تم نے شرعی حج نہیں کیا۔

### کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق

اولیاء کی کرامات اور ان احوال شیطانی میں جو کہ کرامات اولیاء سے مشابہ ہوتے ہیں۔ چند امور کا فرق ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اولیاء کی کرامات کا سبب ایمان و تقویٰ ہوتا ہے۔ اور احوال شیطانی کا سبب وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ اور اسکے رسول نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ  
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَإِثْمَ  
وَالْبَغْيَ بَعْدَ الْحَقِّ وَإِن تَشْرِكُوا  
بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا  
وَإِن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(پہ ۱۱۷)

اسے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میرے پروردگار نے صرف بے حیائی کے کاموں کو منع فرمایا ہے۔ وہ بے حیائی کے کام ظاہریوں تو اور پوشیدہ ہوں تو۔ اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم کسی کو خدا کا شریک قرار دو۔ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ بغیر سوچے سمجھے لگو خدا پر ہمتاں باندھنے۔

سو پھر علم کے اللہ تعالیٰ کی شان میں کچھ کہہ دینا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ظلم کرنا اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے۔ اور اس طرح کے افعال اس کا سبب نہیں بنتے۔ کہ ان کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ کرامتوں سے سرفراز کرے۔ اس لئے جب امور خارقہ نماز۔ ذکر اور قرآن خوانی سے نہیں بلکہ ان چیزوں سے حاصل ہوں جنہیں شیطان پسند کرتا ہے۔ اور ان امور سے حاصل ہوں جن میں شرک ہو۔ مثلاً مخلوق سے فریاد رسی کا طالب ہونا۔ یا وہ ایسے امور ہوں جن کے ذریعہ لوگوں پر ظلم کرنے اور بے حیائی کے کام کرنے کی اعانت ہوتی ہو تو یہ احوال شیطانیہ میں سے ہیں۔ نہ کہ کرامات رحمانیہ میں سے۔ ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو سیٹیاں اصرتالیاں بجانے کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت ان پر شیاطین اترتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ انہیں ہوا میں اٹھالیتے اور اُسے اُس گھر سے نکال لے جاتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی آدمی وہاں مل جائے تو وہ اس طرح کے شیطانوں کو بھگا دیتا ہے۔ اور جن شخصوں کو وہ اٹھا کر لے جا رہے ہوتے ہیں وہ گر پڑتے ہیں۔ چنانچہ کئی اشخاص کے ساتھ اس طرح کا ماجرا ہو چکا ہے۔ بعض مخلوق سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ حاجتیں مانگتے ہیں۔ اور اس کی بھی کوئی قید نہیں کہ زندہ ہو تو مسلم ہو یا نصرانی یا مشرک تو جس سے (۶۸) حاجت مانگی جاتی ہے۔ شیطان اس کی صورت بنا کر حاجت مانگنے والی کی کوئی حاجت پوری کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس سے حاجت مانگی گئی ہے۔ یا وہ فرشتہ ہے جو کہ اس کی صورت بنا کر سامنے آ گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو کہ اس کو اس لئے گمراہ کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے جس طرح شیاطین بتوں میں داخل ہو کر مشرکین کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ بعض کے پاس شیطان خاص صورت میں ظاہر ہو کر کہتا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ بسا اوقات اُسے بعض باتیں بتاتا ہے۔ اور اس کے بعض مطالب میں اسکی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کا ماجرا کئی مسلمانوں یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ ارض مشرق و مغرب کے بہت سے کفار کے ساتھ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی

مر جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد شیطان اس کی صورت بنا کرتا ہے اور وہ یہ عقیدہ کرنے لگتے ہیں کہ وہی میت ہے۔ چنانچہ وہ قرضے ادا کرتے۔ امانتیں واپس کر لیتے۔ اور وہ تمام کام کرتے جو کہ اس میت کے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کی بیوی کے پاس جاتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات وہ کفار ہند کی طرح میت کو آگ سے جلا چکے ہوتے ہیں۔ ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔ مصر میں ایک شیخ نے اپنے نوکر کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو کسی کو اجازت نہ دینا کہ مجھے نہلائے میں خود آؤنگا اور اپنے آپ کو نہلاؤنگا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے نوکر کو ایک شخص اس کی صورت کا نظر آیا۔ اسے خیال ہوا کہ وہی ہے۔ چنانچہ وہ اندر آیا۔ اور اپنے آپ کو نہلایا۔ جب یہ اندر آنے والا غسل کر چکا یا میت کو غسل دے چکا تو غائب ہو گیا۔ یہ حقیقت میں شیطان تھا۔ جس نے میت کو گمراہ کیا تھا کہ تم مرنے کے بعد آؤ گے۔ اور اپنے آپ کو غسل دو گے۔ سو جب وہ مر گیا تو اس کی صورت بنا کر آیا۔ تاکہ جس طرح اس نے مرنے والے کو گمراہ کیا تھا۔ اس طرح اب زندوں کو بھی گمراہ کرے۔ کسی آدمی کو ہو ایسے تخت نظر آتا ہے جس پر روشنی ہوتی ہے۔ اور اسے کسی کفنے والے کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ اگر کوئی معرفت والا ہو تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے اور وہ اسے ڈانتا اور اس سے وہ حد کے پاس پناہ لیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ کسی آدمی کو بیداری ہی کی حالت میں چند اشخاص نظر آتے ہیں جن میں سے ایک نبی یا صدیق یا شیخ صالح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ واقعہ کئی آدمیوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کسی شخص کو خواب میں دکھائی دیتا ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بڑے آدمی نے اس کے بال کاٹے۔ یا مونڈ ڈالے یا اسے کلاہ یا کپڑا پہنایا ہے۔ صبح ہوتی ہے تو اس کے سر پر کلاہ رکھا ہوتا ہے۔ اور اس کے بال مونڈے ہوئے یا کترے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جن بالوں کو مونڈ ڈالتا یا کتر دیتا ہے۔ یہ سب احوال شیطانی ہیں۔ اور اسے حاصل ہوتے ہیں جو کتاب و سنت کا باغی ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے کہ درجے ہر درجہ خیر کا ان کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ وہ بھی انہوں کا نفس سے اور محکم دلائل وبراین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



انہی کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ جنوں میں کافر۔ فاسق اور گناہگار بھی ہوتے ہیں۔ اگر اسان کافر یا فاسق یا جاہل ہو۔ تو اس کے ساتھ کفر۔ فسق اور گمراہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب وہ ان کے مغرب خاطر کفریات میں ان کی موافقت کرتا ہے۔ مثلاً جنوں میں سے جن افراد کی وہ تعظیم کرتے ہیں ان کی قسمیں دیتا ہے۔ سورہ فاتحہ سورہ اخلاص اور آیتہ الکرسی وغیرہ کو الٹ پلٹ کرتا اور ان کو نجاست کے ساتھ لکھتا ہے تو وہ اس کے لئے پانی کو گھرائی میں اتار دیتے ہیں اور اسے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو اس طرح کی کفریات سے وہ خوش کر دیتا ہے۔ کبھی وہ اس کی خواہش (۶۹) کی چیزوں یعنی عورت یا لڑکے کو ہوا میں اڑا کر یا بطور مدفع و پناہ گزین کے اس کے پاس لے آتے ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں جنکو بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ اور ان چیزوں پر ایمان لانا ایسا ہی ہے۔ جیسا جنت و طاعت کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ جنت سے مراد جادو اور طاعت سے مراد شیطان اور بت ہیں۔ اگر مردانہ اور رسول کا ظاہر و باطن سے فرمانبردار ہو۔ وہ ان کو ایسی باتوں میں اپنے ساتھ مداخلت کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ اور نہ ان سے صلح و رواداری کا علاقہ رکھتا ہے۔ چونکہ اہل اسلام کی مشروع عبادت مسجدوں میں ہوتی ہے جو کہ اللہ کے گھر ہیں۔ اس لئے مسجدوں کے آباد کرنے والے احوال شیطانیہ سے بیدتر ہوتے ہیں۔ اہل شرک بدعت قبروں اور مردوں سے مزارات کی تعظیم کرتے ہیں۔ میت سے دعا مانگتے ہیں۔ یا دعا میں اس کو وسیلہ بناتے ہیں۔ یا یہ اعتقاد رکھے ہیں کہ دعا ان کے پاس اگر کی جائے تو مستجاب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ احوال شیطانیہ کے قریب تر ہوتے ہیں۔ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اپنے فرمایا :-

لَبَنَ اللّٰهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ | اللہ تمہارے یہود و نصارے پر لعنت بھیجی۔ کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کی جگہیں بنا لیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پانچ راتیں پہلے فرمایا۔ صحبت اور سخاوت کے لحاظ سے مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر

رضی اللہ عنہم میں۔ اگر میں اہل زمین ہی سے کسی کو خلیل بنانا تو ضرور ابو بکر ہی کو خلیل بنانا لیکن تمہارا صاحب اللہ کا خلیل ہے۔ مسجد میں جو دروازہ بھی ہو بند کر دیا جائے۔ مگر بو بکر کا دروازہ کھلا رہے۔ تم سے پہلے لوگ قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو مسجدہ گاہیں نہ بنانا۔ میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اور ان کی خدمت میں یہ اطلاع عرض کی گئی کہ ملک حبشہ میں ایک گرجا بلا کا خوبصورت ہے۔ اور اس میں تصویریں ہیں۔ حضور نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے۔ اور اس میں تصویریں بنا دیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں برے لوگ ہونگے۔ مسند اور صحیح میں ابو حاتم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ لوگ برے لوگوں میں سے ہونگے۔ جو زندہ ہونگے۔ اور قیامت آجائے گی۔ اور جو قبروں کو مسجدیں بنا لیں گے۔ صحیح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان پر نمازیں پڑھو مؤطا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے دعا کی :-

<p>اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہو۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔</p>	<p>اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي دَسَاتَا يُعْبَدُ اِنَّتَا غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا -</p>
--	--

سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میری قبر پر میلے نہ رچانا۔ جہاں کہیں تم ہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا۔ تمہارا درود مجھے ضرور پہنچے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح کو میری طرف لوٹاتا ہے۔ میں اس شخص کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر فرشتے تعینات کر دیے ہیں جو کہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچا دیا کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا درود آپ کے

سانے کس طرح پیش ہوگا۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک چور چور ہو جائیگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں مشرکین قوم نوح کے متعلق فرمایا:-

اور کہا کہ اپنے محبوبوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور نہ دو کو چھوڑنا۔ اور نہ سواد کو اور نہ یغوث اور یبوق اور نسر کو۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَئُودًا  
وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ (سورہ اعراف: ۱۳۰)

ابن عباس اور دیگر سلف صالحین کا بیان ہے کہ یہ لوگ قوم نوح کے نیک مرد تھے جب وہ مر گئے تو لوگوں نے انکی قبروں پر دھرنے کے بیٹھنا شروع کیا۔ ان کی مورتیاں (۷۰) بنا کر پوجنے لگے۔ اور یہ تھا آغاز بتوں کی پرستش کا۔ سونہی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا دروازہ بند کرنے ہی کے لئے تو قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اسی طرح سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ اس وقت مشرکین سورج کو پوجا کرتے تھے۔ طلوع وغروب کے وقت شیطان سورج کا ساتھی ہوتا ہے۔ از بسکہ ایسے وقت میں نماز پڑھنے سے مشرکین کی پوجا سے مشابہت لازم آتی تھی۔ اس لئے اس کا سدباب فرما دیا۔ شیطان سے تو جہاں تک بن پڑتا ہے بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے۔ سو جو شخص سورج۔ چاند ستاروں کی پوجا کرتا۔ اور ان سے دعائیں مانگتا ہے۔ جیسا کہ کواکب پرستوں کا شیوہ ہے۔ تو اس پر شیطان نازل ہو کر اس سے مخاطب ہوتا ہے۔ اور بعض امور کے متعلق اسے اطلاعیں دیتا ہے۔ اس کا نام رکھتے ہیں ”روحانیت کواکب“ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ شیطان اگرچہ انسان کے بعض مقاصد میں اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اس نفع سے کئی گنا زیادہ اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ خدا کسی کی تو بہ قبول فرمالمے تو اور بات ہے۔ ورنہ جس نے شیطان کی بات مان لی۔ اس کا انجام بُرا ہے۔ اسی طرح بت پرستوں کے ساتھ بھی شیاطین گاہے گاہے باتیں کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی باتیں کرتے ہیں جو میت یا غائب سے حاجتیں مانگے۔ یہی حالت اس شخص کی ہے جو میت سے دعا مانگے یا اس کے وسیلے سے دعا مانگے۔ یا یہ خیال کرے کہ اسکی قبر کے

پاس دعا کرنا گھروں اور مسجدوں میں دعا کرنے کی بنسبت افضل ہے۔ اس قسم کے لوگ ایک حدیث بھی روایت کرتے ہیں جس کے جھوٹ ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے وہ حدیث یہ ہے:-

مَاذَا آعَيْتَكُمْ الْأُمُودُ فَعَدَيْتَكُمْ  
بِأَصْحَابِ الْقُبُورِ۔

جب مشکلات تمہیں عاجز کر دیں۔ تو قبروں والوں کے پاس جاؤ۔

یقیناً یہ حدیث شرک کا دروازہ کھولنے کے لئے وضع کی گئی ہے۔ ان کی طرح کے اہل بدعت و شرک یعنی بت پرستوں۔ نصرانیوں اور گمراہ مسلمانوں پر مزارات کے پاس حالات طاری ہوتے ہیں جنہیں وہ کرامات خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیاطین کی کرتوت ہوتے ہیں۔ مثلاً پاجامہ قبر کے پاس رکھیں تو اس میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ مرگی والے آدمی کو اس کے پاس رکھا جائے۔ تو ان کو دکھائی دیتا ہے کہ اس کا شیطان اس سے جدا ہو گیا ہے۔ یہ کام شیطان ان کو گمراہ کرنے کے لئے کرتا ہے۔ جب وہاں آئمۃ الکرسی صدق دل کے ساتھ پڑھی جائے تو یہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ توحید شیطان کو بھگا دیتی ہے۔ اسی لئے ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی ہو میں اٹھایا گیا اور اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا تو وہ نیچے گر پڑا۔ بعض آدمی دیکھتے ہیں کہ قبر بھٹ گئی۔ اور اس سے انسان نکلا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ نکلا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ یہ ایک وسیع بحث ہے اس مقام پر اسکی گنجائش نہیں۔ چونکہ غاروں اور جنگلوں میں قطع تعلقات کر کے رہنا ان بدعات میں سے ہے جنہیں خدا و رسول نے جائز قرار نہیں دیا۔ تو بہت سو شیاطین نے غاروں اور پہاڑوں میں اڑے جمادئے مثلاً منارہ دم جو کہ کوہ تاسیبون میں ہے۔ کوہ لبنان جو کہ ساحل شام کے پاس ہے۔ کوہ فتح باسورن جو کہ مصر میں ہے۔ روم و خراسان کے پہاڑ۔ جزیرہ کے پہاڑ۔ کوہ لکام۔ کوہ افیش۔ کوہ سولان جو کہ اردیبل کے پاس ہے۔ کوہ شہنک جو کہ تیریز کے پاس ہے۔ کوہ ناشکو جو کہ اقصوان کے پاس ہے۔ کوہ نہاوند اور دیگر پہاڑوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں صالح آدمی رہتے ہیں۔ ان آدمیوں کو وہ رجال غیبیہ کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں جن

مرد ہوتے ہیں۔ اور جس طرح انسانوں میں مرد ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنوں میں بھی مرد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض (۷۱) لوگوں کی پناہ پکڑ کر تھے۔ تو ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ منرد کر دیا۔

وَأَنذَرْنَاكَ إِنَّا لَمِنَ الْآلِئِينَ  
يَعُوذُونَ بِرِجَالِ مَنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ  
رَهَقًا (جنّ)

ان میں سے بعض آدمی بالوں والے آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جنکی جلد بکری کی جلد سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو شخص ان کو نہیں پہچانتا وہ سمجھتا ہے کہ وہ آدمی ہیں حالانکہ وہ جن ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ متذکرہ بالا پہاڑوں میں سے ہر ایک پہاڑ میں چالیس ابدال ہیں۔ اور جن لوگوں کو وہ ابدال سمجھتے ہیں ان پہاڑوں میں رہنے والے جن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کئی طریقوں سے معلوم ہے۔ اس باب پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنے اور جو کچھ ہمیں معلوم ہے اسے کہہ سنانے کی گنجائش اس مقام میں نہیں ہے۔ ہم نے اس کے متعلق جو دیکھا اور سنا ہے۔ اسکا اس مختصر رسالے میں بیان کرنا۔ باعث طوالت ہے۔ یہ رسالہ صرف ان آدمیوں کے لئے لکھا گیا جنہوں نے ہم سے مطالبہ کیا تھا کہ ہم اولیاء اللہ کا تذکرہ کریں۔ اور وہ سب کچھ اُس کے ضمن میں معلوم نہیں ہو سکتا۔ خوارق عادات کے متعلق تین طرح کے عقائد رائج ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو انبیاء کے بغیر کسی میں خوارق عادات کا وجود مانتے ہی نہیں۔ بسا اوقات وہ ان امور کی اجمالاً تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے ذکر کیا جائے کہ خوارق عادات بہت سے لوگوں سے صادر ہو کر تے ہیں۔ تو وہ اس امر کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی رائے میں اولیاء سے خوارق کا صدور نہیں ہوتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ وہ تمام لوگ جن سے کسی خرق عادت کا ظہور ہو جائے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اور یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ مشرکین اور اہل کتاب کو مسلمان کے خلاف لڑائی کرنے کے وقت غیبی مخلوق کی اعانت حاصل ہو کر تھی ہے۔



اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ معاونین اولیاء اللہ میں سے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس پہلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کے ساتھ کوئی ایسا گروہ ہو ہی نہیں سکتا جس سے خرق عادت کا ظہور ہو۔ صحیح بات یہ تیسری ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ انہی کی جنس سے معاونین ہوتے ہیں۔ نہ کہ اللہ عزوجل کے اولیاء۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا  
الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ  
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ  
فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔ (پ ۶۲)

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ایک ان کا دوسرے کا دوست ہے۔ اور جو شخص تم میں سے ان کا دوست بنے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

جو عابد و زاہد اللہ تعالیٰ کے متقی اور کتاب و سنت کی پیروی کرنے والے دوستوں میں سے نہ ہوں۔ ان کے ساتھی شیاطین ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں سے ان کے مناسب حال خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے خوارق ایک دوسرے کے متعارض ہوتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے کوئی آدمی مل سکے تو وہ ان کے خوارق کو باطل کر سکتا ہے۔ ان لوگوں میں دانستہ یا نادانستہ اس قدر جھوٹ کا موجود ہونا ضروری اور اس درجہ کا گناہ لازمی ہے جو کہ ان کے ساتھی شیاطین کے مناسب حال ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اپنے متقی اولیاء اور ان اولیاء شیطان کے درمیان جو کہ ان سے ظاہر تشابہ رکھتے ہیں۔ فرق ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ  
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ۔ (پ ۵۸)

کیا میں تم کو خبر دوں کہ کن لوگوں پر شیطان اترتے ہیں وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترتے ہیں۔

أَفَّاكٍ کے معنی کذاب اور اَثِيمٍ کے معنی فاجر کے ہیں۔

قوالی

جن امور سے احوال شیطانیہ کو سب سے بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے ان میں سے

گانا اور لہو و لعب کی باتوں کا سنا ہے۔ اور یہ مشرکین کی رسم سلع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-  
 وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا  
 مَكَاةً وَقَضْيَةً - (پٹ ۱۸) | بیت اللہ کے پاس سیٹھیاں بجانے اور تالیاں بجانے  
 کے سوا اور ان کی نماز ہی کیا ہے۔

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین کا قول ہے کہ تصدیہ سے  
 مراد ہاتھ سے تالیاں بجانا۔ اور مکہ، صغیر (ایک قسم کی آواز) کی مانند ہے۔ مشرکین اسے  
 عبادت سمجھتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی عبادت وہ ہے جن کا حکم  
 اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ یعنی نماز۔ قراءت۔ ذکر وغیرہ اور شرعی مجالس۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور ان کے صحابہ کرام نے گانے کی مجلس میں کبھی شرکت نہیں کی۔ نہ ہاتھوں سے تالیاں (۷۲)  
 بجا میں۔ نہ دف استعمال کئے۔ نہ ان کو وجد آئے۔ اور نہ حضور کی چادر گری۔ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی حدیث سے اٹکھائی کھنے والوں کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جمع ہوتے تھے تو ایک کو قرآن پڑھنے پر مامور فرمایا  
 کرتے تھے۔ اور باقی سنا کرتے تھے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری سے  
 فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ہمارا پروردگار یاد دلاؤ۔ اس پر ابو موسیٰ قرآن پڑھنے اور وہ  
 سنتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری قرآن پڑھ رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 ان کے پاس سے گزر ہوا۔ فرمایا بل رات میں تمہارے پاس سے گزرا۔ اور تم قرآن پڑھ  
 رہے تھے۔ میں تمہاری قراءت سنتا رہا۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ  
 سن رہے ہیں تو میں آپ کو سنانے کے لئے بہت اچھا کر کے پڑھتا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ - | اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے مرد کی قراءت کو  
 استقدر خوش ہو کر سنتا ہے کہ صاحب کینزگ اپنی خوش الحان کینزگ کے گانے سے  
 اس درجہ مسرت اندوز نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا کہ  
 مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ حالانکہ آپ

یہی پرقرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نسا پڑھ کر سنائی۔ جب وہ اس آیت تک پہنچے :-

بھلا تو اس دن ان لوگوں کا کیا حال ہونا ہے۔ جب سب لوگ جمع ہوں۔ اور ہم ہرمت کے گواہ یعنی رسول کو طلب کریں۔ جو انکی نسبت گواہی دے۔ اور لے پیغمبر تم کو بھی طلب کریں کہ اپنی امت کے لوگوں کی نسبت گواہی دو۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ  
بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى  
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا -

(پ ۴۳)

تو اپنے فرمایا ”بس“۔ اور اس وقت آپکی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اس طرح کا سماع نبیوں اور ان کے پیروؤں کا سماع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے :-

یہ انبیا لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آدم کی نسل میں اور محمد انکے جنکو ہم نے طوفان کے وقت کشتی میں نوح کے ساتھ سوار کر لیا تھا۔ اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل میں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے راہ راست دکھائی اور منتخب فرمایا۔ جب رحمن کی آمتیں پڑھ کر ان کو سنائی جاتی تھیں۔ تو سجدے میں گر پڑتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ آدَمَ  
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ  
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا  
وَأُجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ  
الْكِتَابِ خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا

(پ ۴۴)

اہل معرفت کے متعلق فرمایا :-

جب وہ آمتیں جو کہ رسول پر نازل کی گئی ہیں۔ سنتے ہیں۔ تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے تم ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھتے ہو۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ  
تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَمَلًا  
كَثِيرًا مِّنَ الْحَقِّ - (پ ۴۵)

از بسکہ اس طرح کے سماع والے لوگوں کا ایمان بڑھتا ہے۔ جسم کا نپ اٹھتے ہیں اور آنسو پھوٹ نکلتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔ فرمایا :-

اللَّهُ تَزَلَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ لِكِتَابِهَا

دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اور بار بار دہرائی گئی ہیں۔  
 جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اس کے سننے  
 سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے جسم اور  
 دل نرم ہو کر یاد الہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

مُنشَرِّهَآ مَتَّانِي تَقْشَعِرُ مِنْهُ جُلُودُ  
 الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ  
 جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ  
 اللَّهِ۔ (پ ۲۳ ع ۱)

اور فرمایا:-

سچے مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا  
 ہے۔ تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب آیات الہی  
 ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو وہ ان کے ایمان کو  
 اور بھی زیادہ کر دیتی ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر  
 بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جو ان کو  
 روزی دی ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے  
 ہیں۔ یہی ہیں سچے ایماندار۔ ان کے لئے ان کے پروردگار  
 کے ہاں درجے ہیں۔ اور معافی ہے۔ اور عزت کی روزی  
 ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ  
 إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ  
 وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ  
 زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ  
 يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ  
 وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔  
 أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ  
 دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ  
 وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ (پ ۱۵ ع ۱)

اہل بدعت کا سماع کف اور دہن اور سارنگی کا سماع ہے۔ صحابہ۔ تابعین اور  
 ائمہ کرام میں سے کسی نے اس طرح کے سماع کو اللہ تبارک تعالیٰ تک پہنچنے کا طریق قرار  
 نہیں دیا۔ وہ اسے قرب الی اللہ اور عبادت میں نہیں۔ بلکہ بدعت مذمومہ میں شمار کرتے  
 ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بغداد میں میں زندیقوں کی ایجاد کردہ ایک بدعت  
 چھوڑ آیا ہوں۔ جسے وہ نفیر کہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں۔  
 (۷۲) اللہ تعالیٰ کے اولیاء عارفین اسے پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اس بدعت میں  
 شیطان کا بڑا حصہ ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینے والوں میں سے اچھے اچھے لوگ  
 ناثب ہو گئے۔ اور جو لوگ معرفت سے بے بہرہ اور اللہ تعالیٰ کی ولایت کا ملہ سے محروم  
 تھے۔ ان میں شیطان کو بہت زیادہ دخل تھا۔ یہ بدعت بمنزلہ شراب کے ہے۔ اور

دلوں پر اس کی تاثیر شراب کی بہ نسبت زیادہ گہری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا اثر قوی ہو تو اس بدعت والے بدست ہو جاتے ہیں۔ ان پر شیاطین اترتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کی زبانوں سے بات چیت کرتے ہیں۔ بعض کو ہوا میں اٹھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی ان میں باہم عداوت ہو جاتی ہے۔ جس طرح شراب پینے والے آپس میں برسرِ کین ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے جس کے شیاطین دوسرے کے شیاطین سے قوی تر ہوتے ہیں۔ وہ اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔ جہاں خیال کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے منتقی اولیاء کی کرامات ہیں۔ حالانکہ جس کے یہ کزوت ہوں وہ اللہ سے دور جا پڑتا ہے۔ اور یہ شیطانی احوال ہیں۔ کیونکہ مسلم کا قتل سب سے بڑا گناہ ہے۔ قطعاً حرام ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بے گناہوں کو قتل کر ڈالنا ان کرامات میں شمار ہو جن سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے؟۔ غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ دین میں استقامت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وہ سب سے بڑی کرامت جس سے وہ اپنے کسی بندے کو سرفراز فرماتا ہے یہ ہے کہ اسے ان کاموں کے کرنے میں مدد دے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ جو اسکی رضا کا باعث ہوں۔ جن کی وجہ سے بندہ کو اپنے مالک جل شانہ کا قرب زیادہ حاصل ہو۔ اور اس کے درجے بلند ہوں۔

بعض خوارق جنس علم میں سے ہیں۔ مثلاً مکاشفات۔ بعض جنس قدرت اور ملک میں سے ہیں۔ مثلاً وہ تصرفات جو خارق عادت ہوں۔ اور بعض جنس غنی میں سے ہیں۔ جسکی مثال وہ علم وہ اقتدار۔ وہ مال وغنی اور وہ تمام چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کے لئے مدد مانگے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت اس کے قرب اور علوم و مراتب کا باعث ہیں۔ اور جن کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے۔ تو اس سے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں اسکا قرب اور وقعت زیادہ ہو جاتی اور اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کا طالب ہو۔ جن سے خدا و رسول نے منع کیا ہے۔ مثلاً شرک، ظلم، اور بے جا کاموں کے کام تو وہ ۳۱ سے مذکورہ ۱۰۰ کامستہ



اور اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے اور گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیوں کے ذریعہ اس کی تلافی نہ فرمائے تو وہ گنہگار و نکی فرست میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل خوارق کو مختلف طریق سے عذاب لیا جاتا ہے۔ کبھی خوارق سلب کر لئے جاتے ہیں۔ جس طرح بادشاہ بادشاہی سے معزول کر دیا جاتا ہے۔ اور عالم سے علم چھین لیا جاتا ہے۔ کبھی اس سے نوافل سلب کر لئے جاتے ہیں اور وہ ولایت خاصہ سے تنزل کر کے ولایت عامہ کے درجے میں چلا جاتا ہے۔ کبھی وہ فاسقوں کے دسجے تک گر جاتا ہے۔ کبھی اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔ اور یہ سلوک اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کے خوارق شیطانی ہوں۔ ان میں سے بہت سے لوگ اسلام سے مرتد ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جنہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ خوارق شیطانی ہیں۔ بلکہ وہ انہیں اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تو یہاں تک بھی خیال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خرق عادت عطا کرتا ہے تو اس کے متعلق اس سے محاسبہ نہیں فرماتا۔ اسی نوع کا ایک اور عقیدہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بادشاہی مال اور تصرف عطا فرماتا ہے۔ تو اس کے متعلق اس سے حساب نہیں لیتا۔ بعض لوگ خوارق کے ذریعہ مباح امور کے حصول میں مدد مانگتے ہیں۔ جن کا نہ تو حکم ہو اور نہ ممانعت۔ یہ ولایت عامہ کا درجہ ہے۔ اور یہی مذکورہ لوگ ہوتے ہیں۔ رہے سابقین و مقربین سو وہ ان لوگوں سے بلند تر ہوتے ہیں۔ جس طرح بندہ رسول (عبدالرسول) بادشاہ نبی (ملک و نبی) سے بلند تر ہوتا ہے۔ جب خوارق صادر ہوں تو بسا اوقات مرد کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ بہت سے صلحاء (۷۴) خوارق سے توبہ کرتے ہیں۔ اور حسب طرح زنا اور چوری وغیرہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح صدور خوارق پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ بعض کو خوارق حاصل ہوتے ہیں اور وہ ان کے زائل ہونے کی دعا مانگتے ہیں۔ اور ہر صالح آدمی اپنے مرید سالک کو یہی حکم دیتا ہے کہ خوارق ظاہر ہونے لگیں تو وہیں کھڑا نہ ہو جائے۔ اور نہ ان کو اپنا مشغلہ اور نصب العین بنائے۔ اور یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود کہ وہ کرامات ہیں ان پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ جب حقیقی کرامات کے متعلق صلحاء کا یہ رویہ ہے۔ تو جو خوارق شیطانی ہوں اور

جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے ان کا کیا حال ہونا چاہئے۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جنہیں نباتات گفتگو کے ذریعہ یہ بتا دیتی ہیں کہ ان میں کیا کیا فائدے مضمہ ہیں۔ اور حقیقت میں گفتگو شیطان کرتا ہے جو نباتات میں داخل ہو جاتا ہے۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جن سے پتھر اور درخت باتیں کرتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تمہیں مبارک ہو۔ پھر وہ آنتہ الکرسی پڑھتے ہیں تو یہ حال دور ہو جاتا ہے۔ میں ایسے آدمی کو بھی پہچانتا ہوں جو پرندے کا شکار کرنے کا ارادہ کرتے تو چڑیاں اور دیگر پرندے اس سے کہتے ہیں مجھے پکڑ لیجئے۔ تاکہ مجھے فقرا دکھائیں۔ دراصل ان میں شیطان داخل ہوتا ہے۔ جس طرح کہ وہ انسانوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور ان کے بھیس میں اُن سوا باتیں کرتا ہے۔ بعض آدمی گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں دروازہ بند ہوتا ہے۔ کھل نہیں سکتا اور وہ اپنے آپ کو گھر سے باہر دیکھ لیتے ہیں۔ اور کبھی وہ گھر سے باہر ہوتے ہیں۔ دروازہ کھلا نہیں ہونا اور وہ اپنے آپ کو گھر کے اندر دیکھتے ہیں۔ اسی طرح کبھی وہ اپنے آپ کو شہر کے دروازے سے باہر دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ اندر ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ شہر کے اندر دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ ابواب شہر سے باہر ہوتا ہے۔ جن کبھی اس کو اندر اور کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سرعت عمل ہوتی ہے یا نظر بندی۔ وہ جو چیز مانگے اسے حاضر کرتے ہیں۔ یہ سب شیاطین کا کام ہے۔ جو کہ اپنے دوست کی صورت تبدیل کر کے سامنے آتے ہیں۔ جب وہ بار بار آیت کرسی پڑھے تو یہ سب ڈھونگ ختم ہو جاتا ہے۔ مجھے وہ شخص بھی معلوم ہے جس سے کوئی شخص آکر مخاطب ہوتا ہے کہ میں خدا کا مامور فرشتہ ہوں اور تم وہی ہمدی ہو۔ جسکی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اس کے لئے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ٹڈی یا دیگر ہوائی پرندے دائیں طرف جائیں۔ تو وہ دائیں طرف اڑنے لگتے ہیں۔ اور اگر وہ ارادہ کرے کہ وہ بائیں طرف جائیں تو وہ بائیں طرف کو جاتے نظر آتے ہیں۔ جب اُس کے دل میں کسی چار پائے کے متعلق یہ خیال گزرتا ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ یا سو جائے یا پلا جائے۔ تو ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اسے بظاہر کوئی حرکت نہیں کرنی پڑتی۔ جن سے اٹھا کر مکہ

لے جاتے ہیں اور واپس لے آتے ہیں۔ اور اس کے پاس خوبصورت اشخاص لے آتے ہیں۔ اور شیاطین اس سے کہتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں۔ کہ رُوبی ہیں۔ تمہاری زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے بے ریش لڑکوں کی صورت کیسے اختیار کر لی۔ پھر سر اٹھاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ڈارٹھی والے بزرگ ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ تم ہمدی ہو۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے جسم میں خال اُگیگا۔ سو وہ اگ پڑتا ہے اور وہ لے دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ہیں اور یہ سب شیطان کے لکڑے ہیں۔ یہ بہت وسیع باب ہے۔ اور اس کے متعلق جو جو باتیں مجھے معلوم ہیں۔ اگر انہیں ذکر کرنے لگوں۔ تو ایک بڑی ضخیم کتاب بنانی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

لیکن انسان کو جب اس کا پروردگار آزمائش کیلئے عزت و نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور جب اسکی آزمائش ہی کے لئے اس کی روزی اس پر تنگ کرتا ہے۔ تو وہ بڑبڑاتا پھرتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَاَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَلَسْ مِّنْ وَّاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَهْ اَنِّىْ - (پ ۴۷)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَلَّا (ہرگز نہیں) یہ لفظ زجر و تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ زجر اس لئے کی جاتی ہے کہ ایسی باتیں نہیں چاہئیں۔ اور تنبیہ اس امر کی ہوتی ہے جو کہ اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ حقیقت امر یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے دنیوی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ کرامت والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور نہ اسکی دولت و شمت وہ کرامت ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندے کی عزت افزائی کے لئے ارزانی ہوتی ہے۔ اور نہ ہر وہ شخص جس پر نعم و ارزاق کی تنگی ہو ذلیل لوگوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندے کو راحت اور مصیبت کے

۱۵ غالباً اسی وجہ سے بہت سے جھوٹے نبیوں اور ہمدیوں کو دیکھا کا ہوا ہے + مترجم

ذریعے سے آزماتا ہے۔ کبھی دنیا کی نعمتیں ایسے لوگوں کو دیتا ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے مال صاحب عزت ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں نعمتیں عطا کرنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بندے کو گمراہی میں ڈھیل دی جائے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں اور اولیاء کو دنیوی نعمتوں سے دور رکھتا ہے۔ تاکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے مال ان کا مرتبہ کم نہ ہو جائے۔ یا ان کی وجہ سے وہ ایسی باتوں میں دامن آلودہ نہ ہو جائیں جو کہ اسے ناپسند ہیں۔

نیز کرامات اولیاء کے لئے ایمان و تقویٰ لا بدی ہے۔ اور جو باتیں کفر اور فسوق و عصیان کے سبب ظاہر ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خوارق ہیں نہ کہ اولیاء اللہ کی کرامات۔ جس کے خوارق نماز۔ قرات۔ ذکر۔ شب بیداری اور دعا سے حاصل نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے حاصل ہوں۔ مردہ اور غائب اشخاص سے دعا کرنے۔ فسق و عصیان کے ارتکاب۔ سنا پنوں۔ بھڑوں، گوبر کے کیڑوں اور لہو وغیرہ نجاستوں کے کھانے سے حاصل ہوں جو کہ حرام ہیں۔ اور جو خوارق ناجائز گانے اور خصوصاً غیر محرم عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی رفاقت میں مشغول رقص و سرود ہونے سے حاصل ہوں۔ جو خوارق قرآن سننے سے کم ہو جائیں۔ مزا میر شیطان پر کان دھرنے سے قوت حاصل کریں۔ صاحب خوارق رات بھر ناچتا رہے اور نماز کا وقت آئے تو بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرے۔ یا مرغی کی طرح نماز کو ٹھونگیں مارے۔ قرآن سننے کو برا سمجھے اور اس سے ناک منہ چڑھائے۔ اور اس کا سننا اس کے لئے باعث تکلیف ہو۔ اور اس سے اس کے دل میں محبت۔ ذوق۔ اور لذت پیدا نہ ہو۔ بیٹیاں اور تالییاں بجانے کو پسند کرے۔ اور اس حالت میں اسے وجد آئیں۔ تو یہ سب شیطانی حال ہیں۔ اور انہی احوال پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے :-

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آنکھیں بند کرے۔  
ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ اور وہ  
اس کے ساتھ رہتا ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ  
تَقْبِضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَيُحْوِلُهُ قَرِيْنًا  
(پہا: ۱۷)

اس آیت میں ذکر جن سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اس کی زندگی  
تنگی میں گزریگی۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا  
کر کے اٹھائینگے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار  
تو نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ اور میں تو دنیا  
میں اچھا خاصہ دیکھتا بھانتا تھا۔ خدا فرمائیگا ایسا  
ہی ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں ہماری آتیں تیرے پاس  
آئیں مگر تو نے ان کی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج  
تیری بھی خبر نہ لی جائیگی۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ  
لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ أَعْمَى، قَالَ رَبِّ لِمَ  
حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ  
بَصِيرًا، قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ  
آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَلِكَ  
الْيَوْمَ تُنْسَى.

(پہلا ۷۶)

فَنَسِيْتَهَا کے معنی ہیں کہ تو نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھے۔ اور  
اس پر عمل کرے۔ اس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے کہ وہ نہ تو دنیا میں کبھی گمراہ ہوگا۔  
اور نہ آخرت میں رنج اٹھائیگا۔ یہ کہہ کر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

انس و جن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنوں  
کی طرف مبعوث فرمایا ہے اس لئے ہر انسان اور جن پر واجب ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے۔ جو باتیں وہ بتائیں۔ ان کو سچا سمجھے۔ اور ان  
کے حکم کی تابعداری کرے۔ جس شخص پر آپ کی رسالت کی حجت قائم ہوگئی۔ اور اس نے  
آپ کو نہ مانا تو وہ کافر ہے۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن۔ مسلمانوں کا اس پر اتفاق  
ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ثقلین ہیں۔ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا۔  
اور اپنی قوم کی طرف واپس جا کر اسے ڈرایا۔ یہ واقعہ وہ ہے جب کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے۔ اور اپنے اصحاب کے ہمراہ وادی نخلہ میں  
نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور یہ آیت



نازل فرمائی :-

اور لے پیغمبران لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر بھی کرو۔ جب ہم چند جنوں کو گھیر کر تمہاری طرف لے آئے۔ کہ وہ قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر حاضر ہوئے تو ایک دم سر سے بولے کہ چپ بیٹھے سنتے رہو۔ پھر جب قرآن کا پڑھنا تمام ہوا تو وہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گئے۔ کہ ان کو عذاب خدا سے ڈرائیں۔ لگے کہنے کہ بھائیو! ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اگلی کتابیں جو اس کے زمانے میں موجود ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے۔ دین حق بتاتی ہے۔ اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ بھائیو! جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں۔ ان کی بات مانو۔ اور خدا پر ایمان لاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور آخرت کے عذاب دردناک سے تم کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اور لے پیغمبر جو شخص خدا کے ماموروں کی دعوت کو نہ مانے گا وہ زمین میں جہاں کہیں جھاگ نکلیگا۔ خدا اس کو گرفتار کرنے سے عاجز نہیں۔ اور نہ اُس کے خدا کے سوا کوئی حمایتی ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہیں۔

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

لے پیغمبر سب لوگوں کو بتا دو کہ میرے پاس خدا کی طرف سے اس امر کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے مجھے قرآن پڑھتے سنا۔ اور اس کے بعد اپنے لوگوں سے جا کر کہا کہ ہم نے عجیب طرح کا قرآن سنا۔ جو نیک راہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِبِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصَبُوا فَأَلْمَأُ قُضِيَ (۶۴) وَكَلَّ إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ قَالُوا يَا قَوْمِ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طِبَابَاتٍ مُّسْتَقِيمَةٍ يَقُولُ مَا أَحْسِبُؤُنَا أَن نَّخْلُقَ مَا هَٰذَا بَلْ نَحْنُ آبَاءٌ وَإِبنُوا بِهٖمْ يَغْفِرُ لَكُمْ مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيَجْزِيكُمْ مِّن عَذَابِ الْيَوْمِ وَمَنْ لَا يَجِبِ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُجْتَمِعٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَسَّرُ لَهُ مِنْ دُونِهِمْ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ -

(پت ۵۷)

مَثَلُ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ أَن نَّاسْتَمَعَ نَفَرًا مِّنَ الْجِبِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الشَّرِّ فَا مَتَابَهُمْ وَلَوْ نَشْرِكُكَ رَبَّنَا أَحَدًا وَآنَسَهُ

اور ہم تو کسی کو اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرائینگے نہیں۔ اور جسے پروردگار کی بڑی ادھی شان ہے۔ اس نے نہ تو کسی کو اپنی جوڑ بنایا۔ اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی۔ اور ہم میں کچھ احمق ایسے بھی ہو گئے ہیں۔ جو خدا کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔ اور ہم تو ایسا سمجھتے تھے کہ کیا آدمی اور کیا جن کوئی بھی خدا پر بھوت نہیں بول سکتا۔ اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔

تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً  
وَلَا وَلَدًا وَآتَاهُ كَمَا  
يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا  
وَإِنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَمُوتَ  
إِلَّا نَسْ وَالْحَيُّ عَلَى  
اللَّهِ كَذِبًا، وَإِنَّهُ كَانَ رِجَالًا  
مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ  
الْحَيِّتِ فَرَادَوْهُمْ رَهَقًا۔

(پ ۲۹ ع ۱)

علماء کے ظاہر ترین قول کے مطابق سَفِيهُنَا سے مراد السَّفِيهِنَا مِنَّا (ہم میں سے جو سفید ہے) ہے۔ متعدد سلف کا قول ہے کہ انسان جب وادی میں اترتے تھے تو کہا کرتے تھے ”میں اس وادی کے سردار کے پاس اس کی قوم کے سفیدوں کے شر سے پناہ پکڑتا ہوں“ جب انسانوں نے جنوں سے حاجتیں مانگنی شروع کر دیں تو جنوں کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔ اور جس طرح تم کو خیال تھا۔ بنی آدم کو بھی خیال ہوگا کہ خدا کسی کو ہرگز مبعوث نہیں فرمائے گا۔ اور ہم نے آسمان کو بھی ٹھولا۔ تو پایا کہ بڑی مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھرا ہوا

وَإِنَّهُ كَانَ رِجَالًا مِّنَ الْإِنْسِ  
يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْحَيِّتِ فَرَادَوْهُمْ  
رَهَقًا، وَإِنَّمَا ظَنَنُوا كَمَا  
ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا  
وَإِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاَهَا  
مُيَلَّاتٍ حَرًّا سَاءَ يَدًّا وَشَرًّا

ہے۔

(پ ۲۹ ع ۱)

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین پر شہاب پھینکے جاتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی کوئی شیطان شہاب کے پہنچنے سے پہلے چوری سے کچھ سن لیتا تھا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مبعوث ہوئے تو آسمان مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھر گیا۔ اب ان کے سنسنے سے پہلے ہی شہاب ناک میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا:-

وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدًا  
لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْمَعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ  
شَهَابًا بَارِئًا صَدًّا - (پ ۱۷ ع)

اور پہلے آسمان میں بہت سے ٹھکانے تھے۔ جہاں ہم  
سنسنے کے لیے بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب کوئی سنسنے کا قصد  
کے تو ایک شہاب اپنے لئے تاک لگائے تیار پائے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا تَزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ  
وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَلْبِئُوهَا  
إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمْعَرٌ وَّذُكُورٌ  
اور جنوں نے کہا:-

اسے شیاطین نے نہیں آمارا۔ نہ یہ ان کے لائق ہے۔  
اور نہ ان سے یہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سنسنے سے  
بٹا دئے گئے ہیں۔

وَأَنَّا لَآئِسِدْرِي أَشْرَارٌ رِيْدٌ  
يَمْنٌ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ  
رَبُّهُمْ سَرًّا وَأَنَّا مِنَ الضَّالِّينَ  
وَمِمَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ  
قِدْدًا - (پ ۱۷ ع)

اور ہم نہیں جانتے کہ اس اعظام سے زمین کے رہنے  
والوں کو کچھ نقصان پہنچانا منظور ہے یا انکے پروردگار  
کا ارادہ ان کے حق میں بہتری کرنے کا ہے۔ اور ہم میں  
سے کچھ تو نیک ہیں۔ اور کچھ اور طرح کے ہیں۔ غرض ہمارے  
بھی مختلف فرتے ہوتے آئے ہیں۔

طَرَائِقَ قِدْدًا سے مراد مختلف مذاہب ہیں۔ جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ ان میں مسلم۔  
مشرک۔ یہودی۔ نصرانی۔ سنی اور بدعی سب پائے جاتے ہیں۔  
اور جنوں کے اس گروہ نے جو قرآن سن چکا تھا۔ یہ بھی کہا:-

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نَجْزِيَ اللَّهَ فِي  
الْأَرْضِ وَلَنْ نَجْزِيَهُ هَرَبًا - (پ ۱۷ ع)

اور اب ہم نے سمجھ لیا کہ ہم نہ تو زمین میں رہ کر خدا کو  
ہراسکتے ہیں اور نہ کسی طرف بھاگ کر اس کو ہراسکتے ہیں۔

انہوں نے اپنے بھائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کو ہراس نہیں سکتے۔ زمین میں رہیں تو اور  
بھاگ جائیں تو۔ پھر کہا:-

وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَى الْمُنْتَابِهَ

اور ہم نے جب راہ کی بات سنی تو ہم اس کو مان گئے۔

پس جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا۔ اس کو نہ کسی نقصان کا ڈر ہوگا۔ اور نہ ظلم کا۔ اور ہم میں سے بعض تو فرما نبرداریں اور بعض حکم سے سرتابی کہتے ہیں۔ تو جنہوں نے فرما نبرداری اختیار کی۔ انہوں نے سیدھا رستہ ڈھونڈ نکالا۔ اور جنہوں نے سرتابی کی وہ آخر کار دوزخ کے کندھے بن گئے۔ اور یہ کہ اگر وہ سیدھے رستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی دیل میں سے سیراب کرتے۔ تاکہ سسکی نعمت میں ان کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو عذاب سخت میں لے جا داخل کریگا۔ اور مسجدیں تو خدا ہی کے ہیں۔ تو خدا کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب بندہ (۷۷) خدا۔ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو لوگ اس کے گرد گھیرے آتے ہیں! اور قریب کہ اس کو چٹ جائیں۔ لے پیغمبر ان سے کہو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانتا لے پیغمبر کہو کہ تمہارا نقصان یا فائدہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ پیغمبر۔ ان سے کہو کہ خدا کے غضب کوئی بھی مجھ کو پسند نہیں لے سکتا۔ اور نہ اس کے رحمتیں مجھے ٹھکانا مل سکتا ہے۔ میرا بچاؤ تو اسی میں ہے کہ خدا کی طرف سے جو حکم آیا ہے۔ لوگوں کو پہنچا دوں۔ اور اس کے پیغام سب کو سنا دوں اور جو شخص اٹھا و اس کے رسول کی نافرمانی کریگا۔ تو کچھ شک نہیں کہ آخر کار اس کے لئے دوزخ کا آگ جس میں وہ لوگ سدا کو اور ہمیشہ جہنم ہیگے۔ مگر کا فر تو اس وقت تک

فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَحَافُ  
بِخَسًا وَلَا زَهَقًا وَأَنَا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ  
أَسْلَمَ فَأُولَئِكَ تَحَرَّتْ وَارِشْدًا  
أَوْ أَنَا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا بِالْحَمْدِ  
حَكِيمًا وَإِنْ لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ  
لَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً غَدًا فَلْيَنْفِتِهِمْ  
فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ  
يَسْأَلْهُ عَذَابًا صَعَدًا، وَأَنْ  
السَّاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا  
مَعَ اللَّهِ أَحَدًا، وَأَنْتَ لَنَا  
مَتَا عَبَدُ اللَّهُ يَدْعُوهُ كَادُوا  
يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا، قُلْ  
إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا اشْرِكُ  
بِهِ أَحَدًا، قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ  
لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا، قُلْ  
إِنِّي لَنْ يُخَيِّرَنِي مِنَ اللَّهِ  
أَحَدٌ وَلَنْ أَحْبَدَ مِنْ دُونِهِ  
مُلْتَحِدًا، إِلَّا بِلَاغًا مِنَ  
اللَّهِ وَرِسَالَتِهِ وَمَنْ يُعْرِضْ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَإِنَّ لَهُ نَارًا  
جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا  
حَتَّى إِذَا رَأَوْ مَا يُوعَدُونَ

ان باتوں کو ماننے والے نہیں۔ جب تک اس عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس کے مددگار ہونے میں اور کس کا جتھا شمار میں کم ہے۔

فَسَيَعْلَمُونَ مِمَّنْ اصْغَعَتْ نَاصِرًا  
وَأَقَلُّ عَدَدًا -

(۲۹ ع)

فَاصْطُونَ سے مراد ظالم لوگ ہیں۔ جب کوئی عدل کرے تو عرب والے کہتے ہیں۔ اَقْسَطَ (انصاف کیا) اور جب ظلم و جور کا ارتکاب کرے تو کہتے ہیں۔ قَسَطَ (ظلم کیا)۔ مُلْتَحِدًا سے مراد تلجا و معاذ (جائے پناہ) ہے +

پھر جس وقت جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان پر ایمان لے آئے۔ یہ شرف نصیبین کے حق تھے۔ جیسا کہ صحیح میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ ان کو سورہ رحمن پڑھ کر سنائی گئی۔ اور جب سنانے والے نے پڑھا:۔

تو اسے جنو اور آدمیو! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت سے ہمارے گئے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ  
(۲۶ ع)

تو جن کہنے لگے:۔

اے ہمارے پروردگار تیری کسی نعمت سے ہم نہیں ہمتے اور تیرے لئے سب تعریف ہے۔

وَلَا يَشْعُرُونَ إِلَّا إِلَٰهَكَ رَبَّنَا  
نُكِّدْنَا بِكَ وَاللَّهُ الْحَمْدُ -

جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکٹھے ہوئے اور پوچھا کہ ہم اور ہمارے مویشی کیا کھائیں۔ تو فرمایا کہ جس جانور کے ذبح ہوتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ اس کی مڈی جہاں کہیں تمہیں ملے تمہاری خوراک ہے۔ اور لید تمہارے گدھوں کی خوراک ہے۔ اور ہر قسم کی مبینگنیاں تمہارے مویشی کا چارہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان دو چیزوں کے ساتھ (یعنی ہڈی اور گور کے ساتھ) استنجا نہ کرو دیکھو نہ کہ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

فَلَا تَسْتَجْنِسُوا فِيهَا فَإِنَّهَا شَرٌّ أَدْو  
لِيُخَوِّبَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ -

یہ مانعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے۔ اور اس چیز سے استنجا کرنے



کی عافیت کی دلیل علماء نے اسی سے لی ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ جب جنوں اور ان کے مویشی کی خوراک کے ساتھ استنجا کرنا منع ہے تو انسانوں اور ان کے مویشی کی خوراک اور چالے کا احترام بدرجہ اولے ضروری ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنوں کی تسخیر بلحاظ درجہ۔ ان کے سلیمان علیہ السلام کے تاج ہونے کے افضل ہے، سلیمان علیہ السلام کا جنوں پر تصرف بحیثیت بادشاہ کے تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف خدا کے احکام سنانے کے لئے اور بحیثیت رسول کے مبعوث ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بندہ رسول درجے میں بادشاہ نبی سے بلند تر ہوتا ہے۔ جنوں میں سے جو کفار ہیں۔ ان کے متعلق نص اور اجماع کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اور جو مومن ہیں ان کے متعلق جہور کی رائے ہے کہ جنت میں داخل ہوں گے۔ جہور علماء کا قول ہے کہ پیغمبر جنوں میں سے پیدا نہیں ہوئے۔ پیغمبر صرف انسانوں میں ہوئے ہیں۔ البتہ جنوں میں نذیر، ڈرانے والے، پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کی تفصیل کا مقام دوسرا ہے۔ یہاں صرف یہ کہنا مقصود ہے۔ کہ جن انسانوں کے ساتھ کئی حال میں ہوتے ہیں۔ سو جب کوئی انسان جنوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حکم دے۔ ایک خدا کی عبادت اور اس کے نبی کی فرمانبرداری کی تلقین کرے۔ اور انسانوں کو بھی ایسا ہی حکم دے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے افضل اولیاء میں سے ہے۔ اس حیثیت سے وہ رسول کے خلیفوں اور اس کے نائبوں میں سے ہے۔ اور جو شخص جنوں سے مباح امور میں کام لے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص انسانوں سے مباح امور میں کام لیتا ہے۔ وہ جب ان کو واجبات (۷۸) کا حکم دے اور حرام کاموں سے منع کرے اور ان امور میں ان سے کام لے جو کہ اس کیلئے مباح ہیں۔ تو بمنزلہ ان بادشاہوں کے ہے جو ایسا کیا کرتے ہیں۔ اس تقدیر پر کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے تو زیادہ سے زیادہ وہ ولایت عامہ کے درجے میں ہو سکتا ہے۔ اور اس کی خواص اولیاء کے ساتھ بلحاظ مرتبہ وہی نسبت ہوتی ہے جیسی بادشاہ نبی کو بندہ رسول کے ساتھ۔ اور جیسی سلیمان دیوسف علیہما السلام کو امرا، ہم

موتے۔ جیسے اور محمد صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص جنوں سے ان امور میں کام لے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع کر دئے ہیں مثلاً شرک قتل بے گناہ۔ یا قتل نہ ہو تعدی ہو یعنی بے گناہ آدمی کو بیمار کر ڈالنا۔ یا اس کے علم پر نسیان غالب کر دینا۔ یا اس کے سوا کوئی اور ظلم کرنا۔ یا جو شخص جنوں سے بے حیائی کے کام میں مدد لے۔ مثلاً جس سے بے حیائی کا ارادہ ہو اس کو کھینچ لانا۔ تو اس شخص نے اثم و عدوان پر مدد لی ہے، پھر اگر وہ کفر پر ان سے استعانت کرے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ ان سے معاصی میں استعانت کرے تو وہ عاصی ہے۔ خواہ فاسق ہو یا فاسق نہ ہو صرف مذنب ہو۔ اگر وہ شریعت سے کامل طور پر واقف نہ ہو۔ اور ان سے ان چیزوں میں مدد مانگے جنہیں وہ کرامات خیال کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ حج کے لئے مدد مانگے۔ یا یہ کہ سلع بدعی کے وقت وہ اسے اڑالے جائیں۔ یا یہ کہ اسے اٹھا کر عرفات پر لے جائیں۔ اور وہ شرعی حج نہ کرے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک اٹھا کر لے جائیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس تو یہ شخص دھوکے میں ہے۔ اور جن و شیاطین اس کے ساتھ مکر کرتے ہیں ان لوگوں میں بہتیرے ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ یہ جنوں کے کام ہیں۔ بلکہ یہ سن کر کہ اولیاء اللہ کو وہ کرامات حاصل ہوتی ہیں جو خوارق عادت ہوں۔ لیکن وہ علم قرآن و حقائق ایمان سے اس قدر بہرہ ور نہیں ہوتے کہ کرامات رحمانی اور تلمیسیات شیطانی کے درمیان فرق کر سکیں۔ تو اس طرح کے فریب خوردہ آدمی کے ساتھ اس کے اعتقاد کے مطابق مکر کرتے ہیں۔ اگر ستاروں اور بتوں کا پوجنے والا مشرک ہو تو اسے یہ وہم دلاتے ہیں کہ اسے اس پوجا سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کی نیت تو یہ ہوتی ہے۔ کہ جس فرشتے یا نبی یا شیخ صالح کی صورت پر اس بت کی صورت بنائی گئی ہے۔ وہ اس کی سفارش کرے یا اس کا وسیلہ بنے۔ اور اپنے خیال میں پوجا بھی اس نبی یا نیک آدمی کی کرتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ شیطان کا پجاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَوْمَ يَخْسِرُهُمُ بَعْضُهُمْ أَمْرًا

اور لوگو اس دن کو پیش نظر رکھو۔ جب کہ خدا سب

يَقُولُ لَنْ يَكْفُرَ بِلَدِّي اِنَّهُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا صَاحِبُكَ اَنْتَ وَ لَيْتُنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِبْرِيْنَ اَكْثَرَهُمْ يَبْهَمُوْنَ مَوْتُوْنَ -

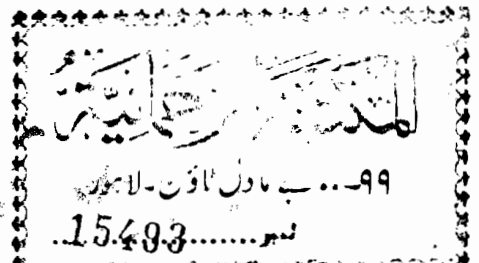
لوگوں کو جین کرے گا۔ او۔ جن کے پیچھے فرشتوں کی پوجھیگا  
 کہ کیا یہ آدم لادو تم ساری ہی پرستش کیا کرتے تھے؟ وہ  
 عرض کیے کہ خدا تو پاک ہے۔ ہم کو تجھ سے سروکار ہے  
 نہ ان سے۔ ہماری نہیں بلکہ یہ لوگ حقیقت میں شیاطین  
 کا پرستش کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی کے متقد  
 تھے۔ (پ ۲۱ ع)

اس لئے جو لوگ سورج۔ چاند اور ستاروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں، اور نیت  
 ان کی انہیں کے آگے سجدہ کرنے کی ہوتی ہے۔ لیکن سجدے کے وقت شیطان ان کا  
 تارن ہو جاتا ہے۔ تاکہ ان کا سجدہ اس کے آگے ہو۔ اسی لئے شیطان اس شخص کی  
 صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے مشرک حاجتیں مانگتے ہیں۔ اگر بھاری نہرانی ہو  
 اور جب جس یا کسی اور سے حاجت مانگے۔ تو شیطان جبر جس یا کسی اور کی صورت میں  
 جس سے مدد مانگی گئی ہو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر بھاری نسبت کا مسلمان ہو۔ اور  
 وہ مسلمان شیوخ میں سے کسی شیخ سے جس کے متعلق اسے حسن ظن ہو حاجت مانگے (۷۹)  
 تو شیطان اس شیخ کی صورت میں آتا ہے۔ اور اگر بھاری ہند کے مشرکین میں سے  
 ہو۔ تو شیطان اس شخص کی صورت بنا کر آتا ہے۔ جسکی وہ مشرک تنظیم کرتا ہو۔ پھر اگر  
 وہ شیخ جس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ شریعت کا واقف ہو تو شیطان اسے یہ خبر نہیں دیتا  
 کہ وہ مدد مانگنے والوں کے پاس اسکی صورت اختیار کر کے گیا ہے۔ اور اگر وہ شیخ شریعت  
 سے بے خبر ہو تو شیطان ان کے اقوال کو اس کے پاس لاتا ہے۔ اور اس کا جواب ان کے  
 پاس لاتا ہے تو رک نیاں کرتے ہیں کہ شیخ نے ان کی آواز در سے سنی کہ ان کا جواب دیا ہے مالا کہ وہ شیطان کی وساطت  
 سے ہوتا ہے ایک شیخ نے بتایا جس کو اس قسم کے کشف اور جنوں سے مخاطبت کا سلبہ پڑنا تھا کہ بعض وقت جن مجھے پانی  
 اور شیشہ جیسی شغاف اور چمکا لائی چیز بنا کر دکھاتا ہے کہ جو دروں کرتا لی جا سکے چنانچہ میں نے اس بنا پر ایسی

خبریں لے دیتا ہوں۔ وہ میرے پاس میرے ان دوستوں کی باتیں لاتے ہیں۔ جو مجھے بے  
مدد مانگتے ہیں۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ تو میرا جواب ان تک پہنچا دیتے ہیں۔ بسا  
اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ناواقف آدمی شیوخ اہل خوارق کو جھٹلا کر یہ کہتے ہیں کہ تم طبع  
سب کچھ بطریق جیدہ کہتے ہو۔ جس طرح ابرق سفید نارنگی کے پھلکوں اور مینڈکوں  
کے تیل وغیرہ جیل طبیسی سے بعض لوگ آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ ان کو نہیں  
جلاتی۔ اس پر شیوخ مذکورہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ واقعہ میں ان جیلوں کی کوئی خبر ہی  
نہیں۔ اور جب کوئی باخبر آدمی ان سے کہتا ہے کہ آپ لوگ اس معاملہ میں سچ کہتے ہیں۔  
لیکن یہ احوال شیطانی ہیں۔ اس پر ان شیوخ میں سے بعض اس کا اقرار کر لیتے ہیں۔  
اور جب ان پر حق واضح ہو جاتا ہے اور کئی وجوہ سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حالات  
شیطانی ہیں۔ اور وہ دیکھ بھی لیتے ہیں کہ ان کا تار و پود ہی شیطانی ہے۔ اور جب  
ان پر یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ ان خوارق کے اسباب حصول وہ بدعات ہیں جو  
شرعاً مذموم اور ان کے ظہور کا وقت وہ ہے جس میں گناہوں کا بازار گرم ہو۔ نہ کہ ان  
شرعی عبادتوں کا جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ تو اس وقت انہیں یقین ہو  
جاتا ہے کہ یہ وہ مخارق ہیں جو شیطان اپنے اولیاء کے لئے تیار کرتا ہے۔ نہ کہ وہ کرامات  
جن سے خدائے رحمان اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے۔ اور جنہیں اللہ نے توفیق دی ہوئی  
ہے وہ تاثر بھی ہو جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَ اَلَيْسَ  
السَّجِّحُ وَالْمَايِبُ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ رُسُلِهِ وَاَنْبِيَآئِهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ  
وَاَنْصَارِهِمْ وَاَشْيَاعِهِمْ وَخُلَفَائِهِمْ صَلَوةً وَسَلَامًا تَسْتَوْجِبُ لَهُمَّا شَفَاعَتَهُ

برائٹ پریس لاہور

امین





# مطبوعات لکھنؤ سلفیت

**سنن نسائے شریف مع شرح** اس شرح میں سنن کی اہم تعلیقات سلفیتہ زہر الزہنی اور

علاحدی کے حواشی تمام مکالم و مرقومین علاوہ ازس حضرت شاہ ولی دہلوی کے فتویٰ افادہ حضرت شیخ حسین بن علی شافعی یمنی کی حدیث ترمذیہ تراجم ابواب کل معین ابوابے احادیث کی تعلیق و تفسیر اس کتاب کے متن کی تصحیح و تصحیح فی مسائل میں غرض تحقیقات اس شرح کی خصوصیات ہیں ان کا نام اور صفات

**مہینہ شہادۃ الیقین** شیعہ سنی نزاعی مسائل کے علاوہ تفسیر حدیث و فقہ فی لغت کلام الشریعہ العرفیہ

سے سیکڑوں حاشیہ کا لایفہ فیغیر مگر مطبوعہ نوحہ سے علی مقابہ کتبہ پاکستان میں پہلی مرتبہ لکھنؤ سلفیتہ ترقیہ تسلیہ شائع ہوئی کی سعادت حاصل کرنا ہے شروع میں اختیار افروغیہ کے علاوہ زبانہ الکلام بھی چھاپی گئی ہے جس کے جوڑ میں بیابان شہادۃ الیقین **فتاویٰ اصحابہ اہل حدیث** شیخ ابوالحسن علی بن محمد نے لکھنؤ کے سنن اور شفاف آئینہ کو لکھنے والی تمام زبانی مکانی پرچہ کا اقتباس دستا بردار کیا ہے ان حدیث کے محققین کو ایسا کہتا ہے یہ نوبہ عقیدت کی جو تفسیر و حدیث اور فقہ کے بہت سے معتقد تفسیر پر مشتمل علمی تحقیقات اس پر مشتمل تراویح ہیں ان کا نام ہے

**افغان اوپالہ ارمین او اسیط** موضوع نامہ ہے تامل اور عقائد کتاب جس کے اصل عربی نسخے کو مولانا سید کا علی صیاری کے طالب شائع کیا گیا ہے۔

**حجۃ اللہ البالغہ** تالیف: محدث شاہ ولی اللہ دہلوی۔ یہ مشہور کتاب ہے

جو حدیث، فقہ، تصوف، حکمت، تشریح، اسرار و صانع اور اخلاق و عسکریہ مضامین میں پُر شرح ہے۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ اعلیٰ نصیاریہ شائع کی گئی ہے۔ آئینہ حکمت، دین و دنیا کا مذہب و عقیدہ

**معالعین تفضل الشیخین** تالیف: محدث شاہ ولی اللہ محدث شاہی

یہ کتاب شیخین (صدیق اکبر قادری غلام) کی تفسیر کے متن پر موضوع ہندو عقائد اور حق و باطل سمجھ کر جو یہ عرصہ دراز سے نامہ تھی نوے سال بعد ترقیہ تسلیہ علی اصل فارسی نسخہ کو لکھنؤ سلفیتہ لاہور نے پوری ان کی اس کتاب کو شائع کیا ہے

**حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ** تالیف: پروفیسر محمد رفیع، رئیس احمد سعیدی، تیسرے محقق اور اضافہ، ملا محمد عطا اللہ نعیمت جبریلانی، ملا، سالوکی کی جبری کے محدود کی تفصیلی سوانح حیات جو آپ کی ہر عمر کی کتاب ہے نیاز کر دی گئی محترم امام اور ان کی تصانیف ایسا مولانا ڈوٹو کا دنیا کی کسی کتاب میں بھی یکساں نہیں ملے گا سید دم۔

**کمال العباد فی تالیف ترقیہ الایمان** تالیف: حضرت مولانا ابوالحسن علی بن محمد قادری۔ تاسیس مولانا شاہ احمد سرسری۔ مقدمہ مولانا محمد امین دگر مولانا، شیخ۔ مولانا محمد عطا اللہ نعیمت جبریلانی۔ موضوع ترقیہ الایمان ہماری نظر سے گزرا ہے مگر ایسے موضوع یعنی ترقیہ الایمان کی تفصیلی اور صحیح کتاب جسے جان و مال بھی کہتے ہیں ملے گی

اس شرح کی تالیف: محدث شاہ ولی اللہ دہلوی۔ یہ مشہور کتاب ہے جو حدیث، فقہ، تصوف، حکمت، تشریح، اسرار و صانع اور اخلاق و عسکریہ مضامین میں پُر شرح ہے۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ اعلیٰ نصیاریہ شائع کی گئی ہے۔ آئینہ حکمت، دین و دنیا کا مذہب و عقیدہ

پتہ: لمکھنؤ سلفیتہ، شیش محل روڈ، لاہور فون نمبر ۳۱۱۹۷۸